لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ

بعون اللہ العزیز

کتاب مستطاب لاجواب در اثبات صحت و اصلیت نشان قدم مبارک

مسمّٰی

بالاستشفاع والتوسّل

بآثار الصالحین وسیّد الرسل

ملقب

باسناد تبرکات

من تصنیف ... سجادہ نشین حضرت قدوۃ العرفا مولانا حافظ شاہ عبد العزیز صاحب ...
شاہ ... قادری دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز ابن حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب ...
شاہ سراج ... قادری دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ علی رؤس الطالبین والمسترشدین

۱۳۱۹ھ

در مطبع خادم الاسلام دہلی مطبوع گردید

وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ

بعون اللہ العزیز

کتاب مستطاب لاجواب در باب اثبات صحت و مقبولیت نشان قدم مبارک

مسمّٰی

بالاستشفاع والتوسّل
بآثار الصالحین و سیّد الرسل

ملقّب

باسنادِ تبرّکات

من تصنیف نبیرہ و سجّادہ نشین حضرت قدوۃ العرفاء مولانا حافظ شاہ عبد العزیز صاحب
الملقب بشاہ مقبول احمد قادری دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اعنی حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عمر
صاحب الملقب بشاہ سراج الحق قادری دہلوی سلمہ اللہ تعالی علی رؤس الطالبین والمتوسلین

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

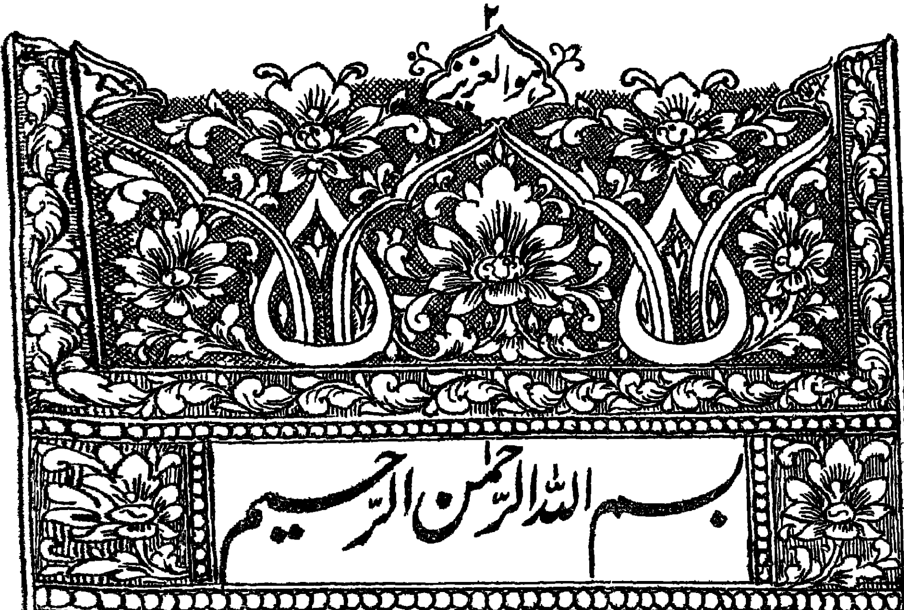
در مطبع خادم الاسلام دہلی مطبوع گردید

تفسیر احسن القصص

ناظرین باتمکین کو بصد مسرت اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم نے نہایت [illegible] اور [illegible]
کیساتھ یہ تفسیر صرف اہل اسلام کے فائدہ کی غرض سے اردو میں ترجمہ کر کے [illegible] اہل
کتاب امام ربانی عالم صمدانی ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ [illegible] حقیقت
عربی زبان میں ایک بے مثل تفسیر ہے۔ اگر غور سے دیکھئے تو شرح [illegible] حقیقت
کا کوئی نکتہ ایسا نہیں ہے جو امام ممدوح نے اس تفسیر میں نہ ذکر کیا [illegible] کے علاوہ حضرت
یوسف صدیق علیہ السلام کا پورا قصہ جو نہایت تحقیق و تدقیق [illegible] لکھا ہے
وہ بنظر افادہ مضامین تاریخ نہایت ضروری اور دلچسپ ہے اور موجب [illegible]
کیونکہ اس قصہ میں اکثر واقعات و حالات حضرت عبداللہ بن عباس [illegible]
شعار اور بڑے بڑے صحابہ عالیمقدار اور تابعین ثقۃ القول کی منقولہ احادیث اور [illegible]
نقل کئے گئے ہیں جنکی صحت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ تفسیر مذکور میں اکثر جگہ [illegible]
نصیحت و عبرت انگیز ایسے پرتاثیر شامل کئے ہیں جنکے دیکھنے اور پڑھنے سے [illegible]
حقیقی اور خدائے کارساز کی بندہ نوازی پیش نظر ہو جاتی ہے اور ایمان [illegible]
بالخصوص بعض انبیا کرام و اولیا عالیمقام کے حالات اور اخص الخاص آنحضرت صلی اللہ [illegible] آلہ
وسلم کی احادیث اور ارشادات اور بعض نہایت اہم حالات زندگی [illegible]
اندرج ہوئے ہیں جنکے دیکھنے اور پڑھنے سے یہ ناممکن ہے کہ انسان آگاہ دل کو نور [illegible]
حاصل ہو جائے اور بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور کیوں نہ ہو اول تو یہ قصہ ہی [illegible]
نہایت موثر ہے جسکو خالق الکلام نے لفظ احسن القصص سے یاد فرمایا ہے اور پھر حضرت [illegible]
اسکے مبین اور انکے اجل صحابہ اور ارشد تابعین اسکے [illegible] اور امام غزالی [illegible]
مفسر اور مدون ہیں اور اس کے ساتھ ہی حاشیہ پر اہل [illegible] کی دلچسپی کی غرض [illegible]

المشتہر۔ خادم الاطبا حافظ خواجہ سرفراز الرحمن خان دہلی فراشخانہ

بقیۃ السلف حجۃ الخلف حامی دین متین حضرت سید المرسلین فخر الاماجد والاقران سلطان الواعظین
شہید فی سبیل اللہ مولانا حافظ محمد فرید الدین اسکنہ اللہ تعالیٰ فی اعلیٰ علیین ونبیرہ وخادم سجادہ
حضرت سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء مقبول کونین محبوب خافقین مقرب بارگاہ حضرت احمد
جدی و مرشدی حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عبد العزیز الملقب بہ شاہ مقبول احمد
قادری دہلوی انار اللہ برہانہ ودامت برکاتہ خدمت مین ارباب دانش وبینش کے ملتمس ہے کہ دینوالا
بعد تالیف رسالہ احسن البضاعۃ فی اثبات النوافل بالجماعۃ کے بعض مخلصین خاندان وارادتمندان
اہل صدق وایقان علی الخصوص حضرات خدام بارگاہ عرش اشتباہ قدم مبارک حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وسلم
واقع کوٹلہ فیروز شاہ بیرون شہر دہلی نے بیان کیا کہ زمانہ سابق مین بزرگان دین متین وارباب
ارادت ویقین بحسن اعتقاد وخلوص نیت دوازدہ ماہی حاضری اس دربار شریف کو مایۂ شرف و
مایۂ افتخار جانتے تھے۔ وہ مخلصین معتقدین بقضای الٰہی عالم بقا کو تشریف لیگئے۔ اور جن لوگون
کے پاس اسناد آمد قدم مبارک کی موجود تھین وہ اسناد بوجہ مرور زمانہ موفور وانقلاب عظیم بلوۂ غدر
کے گم ہوگئین اور وہ لوگ بھی واصل بہشت ہوئے۔ اب منکرین واہل ہوا کو موقع ملا ہے کہ با عتقاد
خود بیش نا واقفین اس قدم فیض شیم کو معاذ اللہ بے اصل وموضوع کہتے ہین اور مجالس وعظ و
نصایح مین علی رؤس الاشہاد بشد ومد اس کی اصلیت کا انکار کرتے ہین حتّیٰ کہ مقام موصوف
کو بلفظ پتھر گڈہ اور حاضرین باعقیدت کو سنگ پرست کہتے ہین۔ یہان تک کہ بعض ابنای جنس
وبرادران دینی اس تقریر بیباکانہ وجسارت مسجعسارت سے منحرف از راہ مستقیم ہوکر صدق معجزہ سے
بالکل منکر ہوگئے۔ ایسے وقت صعب وزمانۂ پر آشوب مین رسالۂ خاص در ثبوت تعظیم تبرکات وتسلیم
عظمت آثار مبارک واسناد وصحت قدم فیض شیم مین تجہکو لکھنا وشایع کرنا ضرور ہے۔ راقم آثم نے
سنکر کہا کہ احقر کے والد بزرگوار جناب مولانا محمد فرید الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ



حمد بیحد اوس مالکِ دو جہان خلاق زمین و زمان کو سزاوار ہے کہ جسنے بمقتضائے حکمت
کاملہ ذوات تقدس سمات انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کو بارشاد عباد مبعوث فرماکر خلعت نبوت
و رسالت سے سرفراز کیا اور ثنای بے انتہا اوس خالق الانس والجان کو لایق ہے کہ جسنے عنایات
خاصہ و نوازش ہاے مخصوصہ سے نفوسِ قدسیہ انہیں حضرات بابرکات علیہم الصلوٰۃ کو بآیات زاہرہ
و معجزات باہرات چراغِ راہ صدق و ایقان کا فرمایا۔ تعالیٰ شانہ و عظم سلطانہ۔ اور درود نامحدود
و تحیات غیر معدود اوس سرور انبیاء مہر سپہر رسالت بدر سماء نبوت صدر نشین ایوان دنی فتدلی
کی وسادۂ قاب قوسین او ادنی اریکہ آرائے لی مع اللہ مبشر بشارت لیغفر لک اللہ مکی مقتدی
مدنی مہتدی احمدِ مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ پر کہ جنکو اللہ سبحانہٗ نے اپنا حبیب خاص و محبوب با اختصاص
بناکر مشرف بخطاب پاک لولاک لما خلقت الافلاک و مکرم بآیۂ کریمہ و ما ارسلناک فرمایا صلی اللہ
علیہ و علی آلہ الطاہرین و اصحابہ الطاہرین الی یوم الدین۔ امّا بعد بندۂ ہیچمیرز دنا کام ہیچمدان ننگ
انام احقر الطلبہ حافظ محمد عمر الملقب بہ شاہ سراج الحق عفا اللہ عن جرائمہٖ بین حضرت

قدس سرّہ اس مقام فیض التیام مین حاضر ہوکر وعظ و نصایح سے حاضرین کو مستفیض فرماتے رہے
چہارم احقر الانام بھی باتباع اقدام حضرات موصوفین آج تک انھین معمولات پر کاربند ہے چونکہ
یہ خدمت صوری آستانہ شریف کی راقم آثم کے خاندان مین زمانہ دراز سے چلی آتی ہے بنائرً علیہ
تحقیق مضمون ماہوالمذکور کو خدمت معنوی و سعادت اُخروی سمجھکر اظہاراً للحق اس کی تحریر کا
ارادہ کیا اور زیادہ تر خیال پیدا ہون حال اُس روز سے ہوا کہ جب سے خاکسار کو خواب مین اشارۂ
فیض بشارت خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرّہ کی جانب سے ہوئی - وہ خواب
یہہ ہے وکفیٰ باللہ شہیدا - اوایل ماہ شوال ۱۳۱۵ھ ہزار و سہ صد و پانزدہ ہجری کو دیکھا کہ مین مسجد
فتحپوری مین ہون اور جانب راست مسجد کے جو حُجرہ و نشستگاہ بنی ہوئی ہے ایک بزرگ لباس
سُفید پہنے ہوئے تشریف فرما ہین - خاکسار نے خدمت مین حاضر ہوکر تسلیم و نیاز عرض کی منجانب اللہ
یہ القا ہوا کہ یہہ بزرگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہین ان سے قدم مُبارک کی صحت کا حال
دریافت کر - خاکسار نے عرض کیا کہ حضور اس قدم مُبارک کی نسبت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ؟ حضرت
نے فرمایا کہ تو ایک سوال لکھکر مجھکو دے مین بہت تحقیق سے اس کی صحت کا حال لکھون گا - خواب سے
بیدار ہوا اور اس کی تعبیر بعض اساتذۂ کرام سے و سر دل مین یہی پیدا ہوئی کہ ارباب عقیدت کا تجہہ سے
اصرار ہو ہی رہا ہے اور حضرت مولانا صاحب قدس سرّہ کا اشارہ بھی اسی جانب ہے - بہتر یہی ہے
کہ ایک رسالہ اُردو عام فہم قدم مبارک کی اسناد و صحت مین لکھا جاوے تاکہ فائدہ اس کا عام ہو بنا برآن
یہہ چند اوراق اظہاراً للحق لکھکر نام اس رسالہ کا **الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین**
و سیّد الرسل اور لقب **اسناد تبرکات** رکھا - اثنائے تحریر مین حضرت مولانا قدس سرّہ کی
روح پرفتوح سے ایسی امداد ہوئی کہ جس کُتب و روایات کا راقم کو علم بھی نہتا وہ ما فضالہ لعالے
بلا تردد و کدّ و کاوش بہم پہونچین - چنانچہ وہ عبارات بموقع خود حیز تحریر مین آئین گی اور اکثر جگہہ

سیف المسلول علی من انکر اثر قدم الرسول وحضرت ملاذی واستاذی جناب مولانا محمد کریم اللہ
صاحب علیہ الرحمۃ نے رسالہ برہان محکم علی خذلان من نفی اثر القدم بتردید ہفوات منکرین قبل ایام
غدر تصنیف فرماکر شایع کردیا تھا - وہ دونون رسالے اگرچہ کمیاب ہین مگر بتجسس وتلاش دستیاب
ہوسکتے ہین - اور خاکسار احقر نے بھی سنہ ۱۳ یکہزار وسہ صد ہجری مین حضرت جدی ومرشدی
امداد اللہ ظہیر زمانہ کے ملفوظ وسوانح عمری کتاب ریاض الانوار مین چند اوراق باسناد قدم مبارک
ومضمون ماہو المسؤل درج کر کے شایع کردیا ہے بہہ شواہد ثلثہ اہل صدق وایقان کے لئے
رد اباطیل ارباب انکار پر حجت قویہ وبرہان ساطع کافی ہوسکتے ہین - حضرات موصوفین نے کہا
کہ فی الواقع یہہ امر صحیح ہے مگر عام ناواقفین وناآشنایان علم کو ان رسایل ثلاثہ سے منزل
مقصود پر پہونچنا بمراحل دور ہے اور بہ تخص اغلاق عبارت ومطالب علمیہ کی وجہ سے اوسکے
ادراک فواید سے محروم ومعذور رہے - بناءً علیہ ایک رسالہ جداگانہ بعبارت سلیس خاطر انیس
اردو عام فہم اسی کے بیان مین لکھا جاوے تاکہ عموماً ناظرین اسکے ملاحظہ سے فایدہ مند ہون
جبکہ اصرار مصرین کا اس غایت کو پہونچا - خاکسار نے بمقتضاے آزردن دل دوستان جہل است
باوصف عدم فرصت اشتغال اوقات کے اس محنت شاقہ کو باین وجوہ وجیہہ تسلیم کر کے مستعد
اس کی تحریر کا ہوا - اول یہہ کہ خاکسار کے جد امجد ومرشد ارشد حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عبد العزیز
السلف شاہ مقبول احمد قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے آستانہ قدم مبارک کی حاضری
وختم فاتحہ کو اپنا شرف وامتیاز سمجھکر مدام بعد نماز مغرب تشریف فرما ہوکر مراقبہ کرتے تھے چنانچہ
زمانہ غدر تک ہر روز ولبعد غدر کے ہر پنجشنبہ ویازدہم ودوازدہم کو یہی معمول رہا - دوم حضرت کے
استاد عالی نژاد حضرت آخوند برہان صاحب علیہ الرحمۃ کا دوازدہم ہر ماہ کو یہی معمول تھا - سوم
خاکسار کے والد ماجد جناب مولانا محمد فریدالدین صاحب مغفور معیت وغیر معیت حضرت جدی ومرشدی

ما خص نبي لشيء من المعجزات و الكرامات الا و لنبنا كما نصوا عليه - اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

شفا میں فرماتے ہیں لم یؤت نبي معجزۃ الا وعند نبینا مثلها او ما هو ابلغ منها وقد نبه الناس

علی ذلک - خلاصہ ترجمہ - یعنی کہا صاحب مواہب و شفا نے جس جس کرامات اور معجزات کیساتھ

اور انبیاء علیہم السلام مخصوص تھے ان سب کے مجموعہ بلکہ زاید و فایق تران سب معجزات و کرامات

سے ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اختصاص و امتیاز رکہتے تھے - جیسا کہ تنبیہ فرمائی اس

بات پر اکابر دین نے - اور بھی مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر مطبع مصطفے آفندی شاہین جو ۱۲۸۱ھ

میں طبع ہوئی تہی اس کی جلد اول صفحہ چار سو پچانوے ۴۹۵ میں لکہا ہے - الفصل الثاني فيما خصه الله

تعالی به من المعجزات اعلم نور الله قلبي و قلبك و قدس سري و سرك ان الله تعالی قد خص نبینا صلے

الله علیه وسلم باشیاء لم یعطها نبي قبله و ما خص نبي بشيء الا و كان لسيدنا محمد صلی الله علیه وسلم مثله

اور شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر مطبع ازہریہ جو سنہ ایکہزار دوسو اٹہتر ۱۲۷۸ میں طبع ہوئی تہی جلد

پنجم صفحہ ۲۲۶ دوسو چہبیس میں تحت قول صاحب مواہب لم یعطها نبي قبله کے لکہا ہے ولا رسول

ولا ملک اور لفظ مثله کے بعد لکہا ہے فجمع له ما اوتيه الانبياء من معجزات و فضائل ولم یجمع

ذلک لغیره بل اختص کل بنوع - خلاصہ ترجمہ متن و شرح کا یہہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نے خاص کیا

ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ان معجزات کے جو نہیں دیا گیا کوئی نبی اور نہ رسول اور

نہ فرشتے علیہم السلام - اور جو معجزات کہ کسی نبی کو ملے تھے مثل انہیں معجزات کے ہمارے حضور

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک

میں سب معجزات و فضایل جمع کئے گئے ہیں اور انبیا میں متفرق تھے یہہ فضیلت ہماری پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم میں تہی اور کسی میں نہیں تہی - علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ میں لکہا ہے

وقد کان للانبیاء ای الرسل معجزات محصلة ای وهو صلی الله علیه وسلم اکثر الرسل معجزة و اعظمهم

عبارت عربی کا ترجمہ بھی بطور خلاصہ مضمون کے لکھدیا ہے تاکہ ہر شخص کو نفع ہو۔ اللّٰھم تقبلہا منی
واجعل سعیی مشکورًا و ذنبی مغفورًا واجعلہا وسیلۃ لمغفرتی و سببًا لنجاتی بحرمۃ حبیبک و رسولک
سیدنا محمد ن المصطفی وآلہ المجتبٰی واصحابہ المرتضٰی صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ ناظرین نصفت آئین کی خدمت میں عرض ہے
کہ اس عجالہ کو بنظر انصاف و دیدۂ حق بین ملاحظہ فرما کر اور حوالجات کتب کو بمطابقت اصل عبارت
مطالعہ فرما کے راقم آثم کو بدعاے خیر یاد فرمائیں اور بعد تسلی و تشفی تمام کے آثار مستندہ و تبرکات
مصححہ العلماء کی تعظیم و توقیر کو لازمی جان کر ہر امر دینی و دنیوی میں استمساک و توسل تبرکات میں
طریقۂ سلف کو مرعی رکھیں۔ وھا انا اشرع فی المقصود بتوفیق اللہ العزیز الکریم الودود۔ اصحاب
صدق و ایقان و ارباب ایمان پر واضح ہو کہ علماء دین حضرت سید المرسلین و فضلاء امت
محمدیہ علی صاحبہا الف الصلوٰۃ والسلام کا اجماع کیا ہے کہ حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علی نبینا
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک جو انبیاء مبعوث ہوئے اور جس قدر معجزات و کرامات سے موصوف
و منعوت تھے وہ کل معجزات مع دیگر معجزات و کرامات مزیدہ کے ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو عطا کیے گئے بلکہ حضور ان کل معجزات سابقین سے بطریق فائق و اتم و اکمل اختصاص
و امتیاز رکھتے تھے۔ چنانچہ کتب معتبرہ اس بیان سے مملو و مشحون ہیں۔ چنانچہ بعض نقول اس مقام
پر مختصر اً ریب تحریر ہوتی ہیں۔ کتاب سر الشہادتین میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ افادہ
فرماتے ہیں۔ اعلم رحمک اللہ تعالٰی ان الکمالات التی تفرقت فی الانبیاء علیہم السلام قد اجتمعت فی نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال وعند زید لہ کمالات اخر۔ ترجمہ۔ جو کمالات اور خوبیان
جدا جدا اور پیغمبروں علیہم السلام میں تھیں سو سب ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ میں بالکل یکجا ہو گئیں بلکہ
ان سے زیادہ اور بھی کمالات ہمارے حضرت میں تھے۔ اور کہا صاحب مواہب اللدنیہ نے

صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت تامہ عطا ہوئی اور جن جن معجزات و کرامات کے ساتھ اور انبیاء علیہم السلام
موصوف و منعوت تھے وہ من حیث المجموع بلکہ مع شئے زائد و فائق موافق تصریح ائمۂ دین و علمائے
اعلام آپ کی ذاتِ پاک میں جمع ہیں۔ پس باین قاعدۂ منصوصی و ضابطۂ کلی بلا ارتیاب یہ امر ثابت
ہوگیا کہ جو معجزہ کسی نبی کا انبیاء علیہم السلام سے بسند صحیح ثابت ہوگا اوسی معجزہ کے مثل حضور سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اقرار اوس معجزہ کا لازم ہوگا۔ منجملہ ان معجزات باہرات کی جو محدثین و
اہل سیر نے تصریح فرمائی ہے کہ جن کا بیان اس مختصر میں گنجائش نہیں رکھتا معجزۂ نقشِ قدم ہے
کہ محدثین ماخبر و اکابر اہل سیر نے بوثوق تام اس کی تنقیح و توضیح کی ہے۔ چند عبارات ان محققین
کی اس مقام پر نقل کی جاتی ہیں۔ قال صاحب المواہب المقصد الرابع فیما اختص صلی اللہ علیہ وسلم
من الفضائل و منہا انہ صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی علی الصخر غاصت قدماہ فیہ کما ھو
مشہور قدیما و حدیثا علی الالسنۃ و نطقت بہ الشعراء فی منظومہم و البلغاء فی منثورہم مع اعتضاده
بوجود اثر قدمی الخلیل ابراہیم علیہ السلام فی حجر المقام المنوہ فی التنزیل فی قولہ فیہ آیات بینات
مقام ابراہیم و یماثل ما فی البخاری من حدیث ابی ہریرۃ عن معجزۃ اثر ضرب موسی فی الحجر ستا او سبعا
اذ من شأنہ لما اعطی نبی ما خص نبی من المعجزات و الکرامات الا لنبینا مثلہ کما نصوا
علیہ مع ما یقرب ذلک وجود اثر حافری بغلتہ علی ما قیل فی مسجد بطیبۃ حتی عرف المسجد بہا حیث
یقال لہ مسجد البغلۃ فی ما ذاک الا من سر الساری فیہا لکون ذلک اقوی فی الآیۃ و اوضح فی الدلالۃ
علی اثباتہ بعدہ الاثر الذی او نبیہا الخلیل فی حجر المقام علی وجہ اعلی منہ انتہی ملخصاً۔ خلاصہ
ترجمہ کہا صاحب مواہب نے اور بعض معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے سے تو آپ کے دونوں قدم مبارک پتھر میں دھنس جاتے تھے چنانچہ
یہ امر مشہور ہے اگلے پچھلے علماء کی زبان پر۔ شعراء لوگ اپنی نظم میں اور فصحاء لوگ اپنی نثر میں اس معجزہ

آیتہ واطہر ہم پڑھانا - اور علامہ سید احمد زینی دحلان علیہ الرحمۃ نے سیرۃ نبویہ میں لکھا ہے واما کونہ لم یؤت
احد من الانبیاء شیئا من المعجزات الا وعندہ مثلہا او ابلغ منہا فقد نص علیہ العلماء لبیان ذلک
قالوا انہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی ما اعطیہ جمیع الانبیاء علیہم السلام واختص باشیاء لم یعطہا احد غیرہ
ورحم اللہ الابوصیری حیث قال وکل ای اتی الرسل الکرام بہا - فانما اتصلت من نورہ بہم - فانہ
شمس فضل ہم کواکبہا + یظہرن انوارہا للناس فی الظلم - فلم یؤت احد منہم کرامۃ او فضیلۃ الا
وقد اعطی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا فجمیع فضائل ما فرق فیہم - انتہی ملتقطاً - علامہ جلال الدین السیوطی
رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے کے اول میں لکھتے ہیں ما اوتی احد من الانبیاء فضیلۃ الا واوتی
صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا او زیادۃ لم یؤتہا غیرہ - اور اسی رسالے کے آخر میں لکھتے ہیں ما اوتی نبی
فضیلۃ الا واوتی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا او اعظم منہا وہذہ القاعدۃ تجمع علیہا وممن نص علیہا
الامام الشافعی رضی اللہ عنہ - چونکہ مفاد و مآل ان عبارات کا بعینہ مفاد و مآل عبارات سابقہ کا
تھا بایں جہت ترجمہ نہیں لکھا گیا - اور کیا خوب کہا ہے کسی صاحب صدق و یقین نے ؎

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا	ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفیٰ
خوبی و شکل و شمایل حرکات و سکنات	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو داری تنہا

ارباب ایمان و اہل صدق و ایقان پر ظاہر ہو کہ بمضمون رفعت مشحون روایات صحاح ان اللہ تعالیٰ
فضل محمد اعلی الانبیاء و علی اہل السماء وانی فضلت علی الانبیاء بست + وان اللہ بعثنی بتمام
الاخلاق ومحاسن الافعال - یعنی فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ
نے فضیلت دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور آسمان والوں یعنی فرشتوں پر اور بے شبہہ
میں فضیلت دیا گیا ہوں اور انبیاء پر چھ چیزوں میں - اور بیشک بھیجا مجھکو اللہ تعالیٰ نے انبیاء
علیہم السلام کے اخلاق اور خوبی افعال کے تمام کرنے کے واسطے - جبکہ جناب رسول مقبول

و اضطربت تحت قدمه حیاء و لانت | و امسکتها الملائکة لما تحرکت و مالت

خلاصہ ترجمہ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم روی سے بیت المقدس کے پتھر کی طرف توجہ فرماکر ترقی کی جانب سے چڑھے تھے کہ حضور کے قدم فیض شیم کی ہیبت و برکت سے وہ پتھر نرم ہوا اور کانپ اٹھا کہ فرشتوں نے اوس کو تھام لیا - واضح ہو کہ یہی روایت حضرت علی برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت حلبیہ کے آخر جلد اول میں نقل کی ہے اور اس سے پہلے اور عبارت باثبات معجزہ نقش قدم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی ہے مختصر کرکے ہم اوس کو بھی نقل کرتے ہیں قال الامام ابو بکر العربی فی شرحه لموطا امام مالک صخرة بیت المقدس من عجائب الله تعالی فانها صخرة شعثاء [illegible] فی وسط المسجد الاقصی قد انقطعت من کل جهة لا یمسکها الا الذی یمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنه فی اعلاها من جهة الجنوب قدم النبی صلی الله علیه وسلم حین رکب البراق وقد مالت من تلک الجهة لهیبته صلی الله علیه وسلم وفی الجهة الاخری اصابع الملائکة التی امسکتها لما مالت فهی معلقة بین السماء والارض انتهی ملخصا - خلاصہ ترجمہ - حضرت امام ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا امام مالک رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ سنگ بیت المقدس جس کو صخرۃ اللہ کہتے ہیں اللہ تعالی کے عجائبات [illegible] ہے گرد آلود ہے وسط مسجد اقصی میں معلق ہے ہر طرف سے [illegible] اوس کو اوس ذات [illegible] نے تھام رکھا ہے جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے اوس پتھر کے اوپر کی جانب جنوبی سمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نشان ہیں جس وقت آپ نے براق سے پتھر پر چڑھنے کا قصد کیا اسی وقت وہ پتھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت سے جھک گیا تھا اور دوسری جانب کو ملائکہ کے ہاتھ کی انگلیوں کے نشان ہیں کہ جھکتے وقت ملائکہ نے اوس کو تھام لیا تھا - پھر اسی مقام پر علامہ مذکور لکھتے ہیں وعادت صخرة بیت المقدس کهیئته الیعلی والناس یلتمسون ذلک الموضع الی الیوم - انتهی ملخصا - ترجمہ یعنی آنحضرت

کو بیان کیا ہے بنا ئید و تقویت اس امر کے کہ نشان ہوئے دونون قدم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیچ پتھر یعنی مقام ابراہیم مین وہ نشان کہ بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین کہ فیہ ایات بینات مقام ابراہیم اور تقویت ہے اس معجزہ نقش قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ اس معجزہ کے کہ واقع ہوا ہے ثبوت اس کا بخاری شریف سے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تا ضرب عصا سے چھہ یا سات نشان ہو گئے اوس پتھر وہ تھا کہ جو وقت غسل کرنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آپ کے کپڑے لیکر بھاگا تھا - اور دلیل صحت معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحب مواہب نے اس طرح بیان کی ادھر خصوصیت هی بسیع الی اخرہ یعنی اس واسطے کہ نہین خاص کیا گیا کوئی نبی انبیاء سے ساتھ کسی معجزات و نشانات کے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مثل اسی معجزہ کے تھے جیسا کہ تصریح کیا ہے علماء اعلام و محدثین کرام نے و معہذا تائید کرتا ہے اس معجزہ کی نشان ہونا دونون قدم حجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مین ایک مسجد طیبہ کے کہ ایک نام شہر مدینہ منورہ کا ہے یہان تک کہ وہ مسجد نام مسجد بغلہ کے مشہور ہے - اور نہ تھا یہہ نشان حجر کا مگر اسرار نبوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کا اثر گیا تھا اوس حجر مین تا کہ یہہ نشان سُم حجر دلیل واضح و اقوی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سُم حجر کا بھی نشان ہوا اور مقام ابراہیم مین خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاے برہنہ کا نقش تھا - فقط دویم فاضل مرزا جان برکی رحمۃ اللہ علیہ شرح الدرر والمرجان مین لکھتے ہین لا قطع علی صخرۃ الا واثر فیہا - خلاصہ ترجمہ نہین لتارے کے پتھر پر یعنی نہین چلتے پتھر پر مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان اوس پتھر پر ہو جاتا تھا - سویم علامہ حافظ شمس الدین دمشقی معراج صحیح مین افادہ فرماتے ہین ؂

ثم توجہ نحو صخرۃ بیت المقدس وجاہہا | تصعد من جہۃ الشرق و علاہا

قدم مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے تھے۔ ششم ابن خطیب محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وکذاک لا اثر مسک فی الثری ٭ والصخر قد غاصت بہ قدماک

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے مٹی میں نشان نہ ہوتے اور پتھر میں دونوں قدم آپ کے دھنس جاتے تھے۔ ہفتم ابن جوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ مولد النبی میں فرماتے ہیں

ومن آیاتہ الباہرات والمعجزات الظاہرات انشقاق القمر وکلام الحجر وحنین الجذع وسلام الغزالۃ وکان اذا مشی لا یری ظلہ ولا یؤثر فی الرمل نعلہ ولان الصخر تحت اثر قدمہ۔ ختم

ترجمہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات وآیات بینات میں سے یہ ہے کہ شق ہونا چاند کا۔ کلام کرنا پتھروں کا۔ رونا لکڑی کا یعنی ستون حنانہ کا آپ کی مفارقت میں سلام کرنا ہرن کا۔ دھوپ میں سایہ نہ پڑنا زمین پر۔ اور ریت میں نعلین شریف کا نشان نہ ہونا اور زیر قدم فیض تقسیم نرم ہونا پتھروں کا۔ فقط۔ اور مثل اسی روایت کے سیرت حلبیہ جلد ثالث میں ہے انہ اذا مشی فی الشمس او فی القمر لا یکون لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل لانہ کان نورا وانہ اذا وقع شیء من شعرہ فی النار لا یحترق وان وطئ اثرہ فی الصخر والدواب لا تقع علی ثیابہ [illegible] جسدہ الشریف ولا یمتص نحو البعوض والقمل دمہ۔ خلاصہ ترجمہ یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کو دھوپ میں یا رات کو چاندنی میں چلتے آپکے جسم شریف کا سایہ زمین پر نہ ہوتا تھا اور اگر موئے مبارک آگ میں گر جاتا تو جلتا نہ تھا اور اگر آپ کسی پتھر پر چلتے تو قدم مبارک کے اسپر نشان ہو جاتے۔ مکھی آپ کے لباس پر بھی نہ بیٹھتی تھی جسم اطہر کا تو کیا کہنا ہے اور موذی جانور مثل مچھر کھٹمل۔ جوں آپ کا خون نہ چوستے تھے۔ نہم صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں [illegible]

کان اذا مشی علی الصخرۃ غاصت قدماہ واذا مشی علی الرمل لا یؤثر۔ یعنی جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پتھر پر چلتے آپکے دونوں قدم مبارک اوس پتھر میں دھنس جاتے اور جب ریت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے سنگ بیت المقدس مانند خمیر کے نرم ہوگیا تھا
آج تک لوگ اوسے تبرک سمجھکر مس کرتے ہین۔ اور پھر علامہ مذکور اوائل جلد اول مین لکہتے ہین
وذکر بعضہم ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اثر قدمہ فی الحجر الصافعد اثر فی صخرۃ بیت المقدس لیلۃ
الاسراء وان ذلک الاثر موجود الی الآن۔ **خلاصہ ترجمہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا
نشان پتھر مین ہوتا تھا اور بیت المقدس کے پتھر مین شب معراج کا نشان قدم آج تک موجود ہے۔
چہارم۔ قصیدہ ہمزیہ مین علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ اس
طرح فرماتے ہین ؎ او بلثم التراب من قدم * لانتحاء من منہا الصخور اعز **ترجمہ**
یعنی ساتھ جو منے مٹی کے قدم مبارک سے پتھر ار روے شرم وحیا کے نرم ہوجاتا تھا علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ
اسی شعر کی شرح مین افادہ فرماتے ہین ذکر الحافظ التبریزی الحنبلی تلمیذ ابن القیم اما الائمۃ الحدیث
ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال الائمۃ المحدثین معروف بالنار وقد الان اللہ تعالیٰ الحجارۃ
لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرف لین الحجارۃ بالنار ولا غیرہا وہذا ابلغ واعجب من ہذا انہ
کان اذا مشی علی الصخر انت تحت قدمیہ واذا مشی علی الرمل لا یوثر فیہ حرقًا للعادۃ الخ
انتہی۔ **خلاصہ ترجمہ** حافظ تبریزی حنبلی علیہ الرحمۃ جو شاگرد ابن قیم محدث رحمۃ اللہ علیہ کے
ہین لکھتے ہین کہ لوہے کا آگ سے نرم ہونا تو مشہور ہے مگر پتھر نہ آگ سے نرم ہوا اور نہ کسی چیز سے لیکن
اللہ سبحانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پتھرون کو بھی نرم کردیا اور عجیب بات یہہ تھی
کہ جب آپ پتھر پر چلتے تو آپکے قدم کے معجزہ سے پتھر نرم ہوتا اور اوس پر آپکے قدم کے نشان
ہوجاتے اور جب ریت پر چلتے تو نشان بھی نہ ہوتا۔ **پنجم**۔ حافظ حسن دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ
خمیس فی احوال انفس النفیس مین لکھتے ہین کان لا یوثر فی الرمل نعلہ ویلین الصخرۃ تحت قدمہ
یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کا ریت مین نشان نہوتا اور پتھر

وتعظیمہ کما فی القدس ونقل منہ لمصر فی اماکن متعددۃ حتی قیل ان السلطان قایتبائی اشتراہ

بعشرین الف دینار و اوصی بجعلہ عند قبرہ و ھو موجود الی الآن و انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی

علی الرمل احیانا لا یکون لقدمہ اثر۔ **خلاصۂ ترجمہ**۔ حضرت علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ
شرح شفا میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھروں پر چلتے تو بعض اوقات آپ کے
نشانِ قدم متعدد پتھروں میں ہو جایا کرتے اور اس وقت تک وہ نشان باقی ہیں مٹے نہیں
اور لوگ اوس کو متبرک جان کر زیارت کرتے ہیں اور تعظیم بجا لاتے ہیں۔ سلطان قائتبائی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کو بیس ہزار دینار کو خرید کر وصیت کی کہ میری قبر پر اس قدم
مبارک کو رکھنا حسب وصیت وہ نشانِ قدم آج تک اوس کی قبر پر موجود ہے۔ ۱۲ دوازدہم حضرت
شیخ محدث دہلوی مولانا شاہ عبدالحق قدس سرہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔ از انجملہ آنست

کہ چون بر سنگ میرفت فرو میرفت ہر دو پاے او دران۔ ۱۳ سیزدہم۔ مدارج میں ہے۔ دیگر کوہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید چرا ایستادہ اثر قدمین شریفین ظاہر شد۔ ۱۴ چہاردہم۔ شرح الجواہر

میں لکھا ہے۔ چون بر سنگ میرفت می پذیرفت سنگ اثر قدم آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۵ پانزدہم۔ نوادر القصص میں حضرت الاعصم علیہ الرحمۃ افادہ فرماتے ہیں۔ معجزۂ دوازدہم مروی

از عکرمہ رضی اللہ عنہ گفت کہ بود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ میرفت بر سنگ نرم می شد

آن سنگ تحت قدم وے ہمچنان کہ حدید در دست داؤد علیہ السلام۔ ۱۶ شانزدہم۔ منتخب التواریخ

میں لکھا ہے۔ درین ہنگام شاہ ابوتراب و اعتماد خان گجراتی کہ باہم بسفر حجاز رفتہ بودند رسیدند

و سنگے گران وزنی کہ فیلے قوی ہیکل می بایست تا آنرا بردارد و نقش پاے بران ظاہر بود ہمراہ

آوردند و شاہ ابوتراب گفت کہ این نقش قدم حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم است

بر لوح سر تربت خود نقش تو کندیم | تا روز قیامت سر ما و قدم تست

پر چلتے تو کچھ نشان نہ ہوتا۔ نہم صاحب فتح المتعال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سئل الحافظ

المحدث سیدی الشیخ محمد بن احمد الشوبری المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ هل ورد ان النبی صلی اللہ

علیہ ولا یری لہ ظل فی الشمس والقمر وھل کان اذا مشی لا یری لہ اثر فی الرمل ویری [illegible]

فی الصخر الجلمد ونحو ذلک فاجاب نعم۔ **خلاصۂ ترجمہ** یعنی حضرت حافظ محدث شیخ محمد بن احمد

مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے جسم شریف پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نہ آپ کا سایہ آفتاب میں معلوم ہوتا تھا اور ریت پر چلتے وقت

قدم کا نشان نہ ہوتا اور پتھر سخت پر آپ کے قدم کے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ ان سب سوالات

کا حضرت شیخ نے جواب دیا کہ نعم یعنی ہاں فی الواقع یہ بات [illegible]

ہوتا تھا ریت میں قدم کا نشان نہ اور پتھر [illegible] [illegible]

یہ عبارت صاحب فتح المتعال کی [illegible] جلیلہ

بیان فرمائی ہے۔ گویا یہ روایت با ثبات معجزۂ نقش قدم فیض شیم و دیگر معجزات [illegible]

ماسبق کی تائید ہے۔ دہم صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں [illegible] مصر المحروسۃ

المرحوم الی نصر قایتبای المحمودی حجر فیہ اثر قدم یقال انہ اثر القدم [illegible]

وعندہ اولہ برکات۔ **خلاصۂ ترجمہ** صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں کہ [illegible]

قایتبای محمودی کی قبر میں نے ایک پتھر دیکھا اوس پر قدم کا نشان تھا اور مشہور تھا کہ یہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان ہے۔ لوگ اوس کی زیارت کرتے تھے اور برکات دیکھتے تھے

یازدہم۔ اس سے صریح تر عبارت کتاب سیرۃ النبویہ میں حضرت سیدی احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں۔ قال الشہاب الخفاجی فی شرح الشفاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بعض الاحیان اذا مشی

غاص قدمہ فی الحجارۃ بحیث بقی ذلک الی الآن وانتشر فیہا تماثیلہ والناس یتبرکون بہا

اب قدم مبارک کے اصلی نشان کہان باقی ہین جن کی تصدیق کی جاوے - جواب یہہ شبہہ بوجوہ مردود و مخدوش ہے - اولاً یہہ کہ معترض کو یہہ حصر کہان سے ثابت ہوا کہ سواے شب غار کے اور کسی جگہ یہہ معجزہ نہین ہوا - فعلیہ البیان وعلینا الجواب - دوم یہہ کہ مٹانا ان نقوش کا اس وجہ سے تھا کہ کفار ان نقوش سے سُراغ جو ہو کر آپ کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تکلیف دہ نہون - اس سے یہہ نہین لازم آتا کہ بعد اس واقعۂ خاص کے پہر معجزۂ نقش قدم ہوا ہی نہین - کیونکہ مکہ معظمہ کے مقامات مختلفہ مین حضور کے نقش قدم کے نشان محققین کے نزدیک ثابت ہوئے ہین - چنانچہ تفسیر کشف الاسرار مین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تحت قوله تعالیٰ فیه آیات بیّنات مقام ابراہیم کے تحریر فرماتے ہین و الصحیح ان مقام ابراہیم ہو الحجر الذی قام علیه ابراہیم عند بناء البیت و فیه ظهر اثر قدمه کما ظهر لنبینا اثر قدمه فی شعاب مکة - ترجمہ اور صحیح یہہ ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وقت بنا خانہ کعبہ کے اس پر کھڑے ہوے تھے اور آپ کے دونون قدم کے نشان اوس مین ہوگئے تھے - جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم مکۂ معظمہ کی گھاٹیون مین ظاہر ہوئے ہین - لفظ شعاب جمع شعب کی یعنی گھاٹیون کے ہے صرف غار ثور پر اطلاق نہین ہے - کیونکہ وہ ایک مقام خاص ہے بلکہ بوجہ جمع تکثیر مختلف گھاٹیون مین متعدد نقوش قدم بصیغہ جمع کے ثابت ہوئے ہین - بوجہ مصلحت خاص کے ایک جگہ خاص مین مٹا دینے سے یہہ لازم نہین آتا کہ سب جگہ سے معدوم ہوگئے - سوم شب معراج مین مسجد اقصیٰ مین صخرۃ اللہ کا نرم ہونا اور آج تک اوس نشان کا باقی رہنا بروایت انسان العیون معروف بسیرۃ حلبی کما مرّ ذکرہا محقق و ثابت ہو چکا ہے - جو منکرین کہ خاصۂ ابراہیمی کہکر معجزۂ نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفی کے مدعی ہین ان کے دفع وسواس کے لئے صخرۃ اللہ پر نشان قدم موجود ہونا حجت بستہ کافی ہے - غنیمت ہے منکرین سے کہ معجزۂ نقش قدم

و تا چہار گروہ راہ باستقبال رفتند و آمرا را موہب فرمودند تا برداشتند چند قدم راہ سپردند و باین

دستور بشہر رسانیدند۔ انتہی از صفحہ دو صد و چہل و یک مطبوعہ مطبع نولکشور مصنفہ مولوی عبد القادر

بدایونی ہے۔ ہفتدہم۔ امام محمد یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ علیہ جامع المعجزات میں فرماتے ہیں۔ ماشی علی الحجر

الا کان تحت قدمیہ اثر کما روی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ قال لیلۃ الغار اثر قدمی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الحجر کما یمشی علی الطین فقلت یا رسول اللہ ان الکفرۃ تعرفون اثار

قدمک فینظرون بنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم امح یا ابا بکر فمسحتہ فذہب الاثر باذن اللہ۔ خلاصہ

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تو آپ کے قدم مبارک کی نشان پتھر پر اس طرح ہوتے

جیسے مٹی پر نشان ہوجایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم دیکھکر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے

قدم مبارک کے نشان دیکھکر کفار سراغ لگاکر ہمکو پہچان لینگے حضور نے فرمایا ای ابوبکر

ان نشانات کو مٹادے۔ آپ کی موافق ارشاد کے میں نے اون کو مٹادیا۔ اللہ تعالی کے حکم سے

وہ نشان مٹ گئے۔ ہجدہم۔ موافق اسی روایت کے حضرت شیخ محمد بن محمد الجامی ریاض الصالحین

میں لکھتے ہیں۔ معجزہ ششم آن بود کہ ہر سنگ کہ رسول علیہ السلام قدم مبارک خود بر آن نہادے

آن سنگ در زیر پائے نشان نرم شدے۔ چنانچہ صدیق رضی اللہ عنہ روایت میکند کہ در شب غار

نشان قدم مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم در سنگ دیدم کہ ظاہر شدہ بود چنانکہ کسے بر روے گل رود

گفتم یا رسول اللہ در ان نشان قدم تو خواہند دید و برما ظفر خواہند یافت۔ فرمود یا ابابکر دست برا

محو کن۔ رفتم و آنرا دور کردم۔ نشان قدم از سنگ رفت بفرمان حق تعالی۔ اعتراض اگر کوئی

کہے کہ سب غار ثور میں جو نشان قدم مبارک کے بطریق خرق عادت و معجزہ کے ہوئے تھے وہ سب

باجازت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مٹا دیے

معجزۂ نقش قدم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خاص اسی جگہ برہنہ پا اس پتھر
پر کھڑے ہوتے تھے آپ کے دونوں قدم کے نشان معجزہ سے اس پتھر میں ہو گئے اور ہمارے حضور سرورِ کائنات
علیہ افضل التسلیمات کے قدم کا نشان بارہا بلا قید یعنی ننگے پاؤں کے بھی اور کفش پہنے ہوئے کے بھی
ہر طرح ظاہر ہوئے ہیں۔ بلکہ اسی سے ٹرکہ یہہ کہ آپ کے خچر کے سم کا نشان بھی موجود ہے اور جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا نشانِ قدم باوجود مٹانے کفار کے آج تک نہیں مٹا ہماری جناب رسولِ مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان قدم فیض شیم بھی سنگ بیت المقدس پر اس وقت تک موجود ہے۔
اور امام محمد رہاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع المعجزات میں اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث مرویہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں لیلۃ المعارج میں نشان قدم کا مٹایا جانا بیان کیا ہے اس سے
یہہ لازم نہیں آتا کہ اور جگہ کے بھی نشان مٹا دئے گئے جیسا کہ بعض مردود جہال کو وہم ہوا ہے
کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کبھی منقطع نہوں گے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
نے شفاء شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں و معجزات گم نہوں گے اور ہمیشہ
رہیں گے۔ اور تائید کیا اپنے اس قول کو ساتھ ارشاد صاحب بیضاوی علیہ الرحمۃ کے کہ اور انبیاء
علیہم السلام کے معجزات بعد اون کے انتقال کے رفت و گذشت ہو گئے اور معدوم ہو گئے فقط
فافہم۔ واضح ہو کہ مردود و جہال تعبیر کرنا صاحب تفسیر دُرِ مکنون کا خالی از کرامت و خرق عادت نہیں
کیونکہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے بطریق کشف کے معلوم ہو چکا تھا کہ ایسے معجزہ باہرہ
مصححہ العلماء کے منکر پیدا ہونے والے ہیں اون کا استیصال ضرور ہے۔ پانچویں علامہ ابوبکر احمد بن
محمد بن عباس بلخی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عمان میں تحت قولہ تعالیٰ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم کے
لکھتے ہیں۔ قولہ تعالی فیہ ای فی البیت آیات بینات ای علامات واضحات مقام ابراہیم هو الحجر الصلب

یطرح فیه اثر القدم الذی قام علیه عند بناء البیت او عند غسل امراة اسمعیل راس ابراهیم او جلس [illegible] الذی

کے وجود کے تو مقر ہوئے - حاصل ابراہیمی کی قید نواہین کے اقرار سے رفع ہوئی - انشاء اللہ العزیز
آیندہ امید قوی ہے اگر ذرا انصاف کو کام فرمائینگے تو انکار دیگر نقوش معجزہ مستندہ العلماء سے
بھی تائب ہو کر حرف انکار زبان پر نہ لائینگے - چوتھے - تفسیر دُرِّ مکنون مین ابو الشجاع بلخی
مالکی رحمۃ اللہ علیہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کی تفسیر مین لکھتے ہین ظھر اثر قدمیہ

کما ظھر فی العجین فھذہ معجزۃ ظاھرۃ اتی بھا الخلیل لعنایۃ اللہ وحسن توفیقہ ولا طاقۃ لاحد

من البشر ان یاتی علیھا الا من خصہ اللہ تعالٰی بالنبوۃ واما ما اتی بہ حبیبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فھو ابلغ دالی مسالۃ بہ ظھر اثر قدمی الخلیل ابراھیم علیہ السلام علی الحجر مرۃ واحدۃ حاصا غیر باعل وقد

ظھر اثر قدمی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ مرۃ بعد اخری باعلا وغیرہا عل بل ارجاء بخلیلہ صلی اللہ علیہ

وسلم ایضاً فکما اثر قدمی خلیلہ کذا علی الحجر لم یمح ولم یضمحل من ایدی الکفار فکذ اثر قدم حبیبہ علیہ السلام

رکب البراق لیلۃ المعراج و اما ماروی الفاضل العلامۃ الشیخ محمد الرھاوی صاحب جامع المعجزات

والدلمی حدثنا مرویاً عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حدیث محو اثر القدم لیلۃ الغار فمن لا دلیل

علی ذھاب اثر قدمیہ الشریفین من موضع اٰخر کما وھم بعض الجھلۃ من المردود بن لان المعجزۃ

شیئا لا سقط علی ما فی الشفاء للقاضی العیاض و ایاتہ لا تضمحل بل تستمر علی ما فی البیضاوی دون

معجزات الرسل الماضیۃ انقرضت بانقراضھم وعدم مشاھدتھم واللہ اعلم - خلاصہ ترجمہ علامہ ابو الشجاع
بلخی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر دُرِّ مکنون مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونون قدم کے
نشان پتھر مین اس طرح ظاہر ہوئے جیسے خمیر مین ظاہر ہو جاتے ہین - یہہ معجزہ حضرت خلیل الصلوٰۃ والسلام
علیہ کا اللہ جلشانہ کی عنایت و حسن توفیق سے ایسا ظاہر ہوا کہ طاقت بشری سے باہر ہے سوا برگزیدہ
حق کے کہ جسکو منصب نبوت عطا ہوا ہو اور کسی سے ظاہر نہین ہو سکتا اور جناب حبیب خدا حضور سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو معجزہ نقش قدم مبارک کا ظاہر ہوا وہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ثابت ہوگئی۔ اب صاحب تفسیر
منکرین کو تنبیہ فرماتی ہیں۔ بس باطل ہوگیا قول اوس شخص کا کہ کہتا ہے اس معجزہ شریفہ کی اسناد ضعیف
ہیں۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ اعتراض معترض کا بالکل ہدر و باطل ہوگیا وحصحص الحق و زھق الباطل ان الباطل
کان زھوقا۔ یہ پانچوں جواب اگر معترض بنظر انصاف ملاحظہ کریگا تو انشاء اللہ العزیز دل و دماغ اور
حواس خمسہ معترض کو ضرور جلاء کامل بخشیں گے۔ آمدم برسر تکرار ۱۹ نوردہم۔ حافظ عبد اللہ حنفی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
موارد الانوار میں لکھتے ہیں۔ اما معجزۃ اثر قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصخرۃ فقد بلغت عندی
مبلغ الشھیرۃ لعل المنکر لم یطلع الی کتب سیر خیر البشر۔ خلاصہ ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ قدم مبارک کا میرے نزدیک اس مشہور ہے۔ شاید منکر نے کتب سیر کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حال پر فیض اشتمال سے مملو ہیں ملاحظہ نہیں کیا۔ جو ایسے معجزہ مشہورہ کا منکر ہوا۔ بستم ۲۰
حضرت محمد عبد العزیز صاحب خلال لکھتے ہیں۔ عن قاسم القرطبی ان معجزۃ اثر قدمیہ علی الصخرۃ معجزۃ
باھرۃ قد اثبتھا المحققون فی تصانیفھم من الثقات وما تکلم بعض الجھلۃ الاعور المضال علی عدم
صحۃ ھذہ المعجزۃ فھو من فرط جھلھم وعدم ممارستھم روایات المحدثین الماھرین للاثبات والاحادیث و
الروایات۔ خلاصہ ترجمہ قاسم قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ نقش قدمین الشریفین خوب روشن و واضح ہے۔ علماء محققین نے اس کے ثبوت میں اپنی اپنی تصانیف
میں ثقات معتبرین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اور جو کہ بعض جہلاء کور چشم فضول گو نے اس کی صحت
میں کلام کیا ہے۔ وہ ان کے مرد جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہے کہ محدثین ماہرین کی کتب کو
نہیں دیکھا۔ بست ویکم ۲۱ حضرت رزین صاحب صحاح خصائص میں فرماتے ہیں کان اذا مشیٰ علی الصخرۃ
غاص فیہا۔ یعنی جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر چلتے تو اوس پتھر میں نشان ہوجاتا تھا۔ فقط۔
اہل اسلام متبع سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام پر واضح ہو کہ جو روایات کتب

الناس بالحج وان وهم الواهم ان الحجر الصلب صار تحت قدمي ابراهيم ملينا كالعجين والطين فما وجه افضلية

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع ان افضلیتہ علی جمیع النبیین والمرسلین بل علی تمام المخلوقات ثابتة بلا نزاع

قلت ان لین الحجارة تحت قدم سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم بل تحت ذرعہ وساعدہ ایضا ثابت بالدلائل

الباهرات والحجج القاهرات كما نبه بذلك الكملاء في تصانيفهم مثل امام ابي سليمان احمد بن محمد بن ابراهيم

الخطابي ومحمد بن المكي واسحاق بن ابراهيم كذا صحح معاوية بن صالح عن سعيد بن سويد في اعجاز النبوة

فثبت افضليته صلى الله عليه وسلم بهذا الوجه ايضا وبهذا الوجه ظهر بطلان قول من قال ان في

اسناد تلك المعجزة الشريفة اسنادا ضعيفا - **خلاصہ ترجمہ** - خانہ کعبہ میں نشانیاں واضح ہیں منجملہ

انکے میں سے مقام ابراہیم ہے کہ وہ ایک پتھر سخت ہے - ظاہر ہوئے اوس میں نشان قدم حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے جبکہ کھڑے ہوئے حضرت واسطے بنانی خانہ کعبہ کے یا کھڑے ہوئے تھے جبکہ حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام کی بی بی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سر کو دھویا تھا یا جس وقت کہ حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر مخلوق خدا کو حج بیت اللہ کے لئے پکارا تھا - یہان پر صاحب

تفسیر عثمانی معترض کی تقریر بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی وہمی وہم کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم

کے معجزہ سے پتھر سخت نرم ہوگیا تھا اور مثل خمیر و کیچڑ کے نرم بنگیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا فضیلت ہے (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو کوئی پتھر نرم نہیں

ہوا) اس شبہہ کا جواب صاحب تفسیر فرماتے ہیں کہ جواب دیتا ہوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے زیر قدم فیض شیم پتھر کا نرم ہونا تو کیا چیز ہے بلکہ آپ کے بازو اور کلائی کے نیچے پتھر کا نرم ہونا دلائل باہرہ

و حجج قاطعہ ثابت ہو چکا ہے چنانچہ کملاء محدثین نے اس بات پر تنبیہہ فرمائی ہے - اور نام اون محدثین

با تمکین کے یہ ہیں - امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی اور محمد بن مکی اور اسحٰق بن ابراہیم

اور معاویہ بن صالح نے سعد بن سوید سے کتاب اعجاز النبوۃ میں - پس ان محدثین کی تصریح سے

فرماتے ہیں۔ اجمعت الامۃ علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم افضل من الکل۔ ترجمہ یعنی اجماع کیا ہے اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض انبیاء علیہم السلام بعض انبیاء سے افضل ہیں اور تحقیق محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے۔ ان اللہ فضل محمدا علی الانبیاء وعلی اھل السماء۔ ترجمہ۔ بیشک وبیشبہ اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع انبیاء علیہم السلام اور ساکنان آسمان یعنی ملائکہ پر واضح ہو کہ لفظ انبیاء ولفظ سماء محلّی بلام استغراق مُفید اس معنی کو ہے کہ جو انبیاء ومرسلین من جانب اللہ دُنیا میں مبعوث ہوئے اور جس قدر ملائکہ آسمان پر ہیں آپ سب سے افضل ہیں۔ پس مصداق آیت و تفسیر وحدیث کا بدون فضیلت تامہ کے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اکابر دین وفضلاء واہل علم پہلے ہی سے سکر نقش قدم کیلئے تنبیہاً ارشاد فرما گئے ہیں۔ گویا یہ بھی ایک معجزہ حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ علماء شریعت متبعین اقدام حضرت خیر الانام کو انکار منکرین پر کشف ہو اور ان سے احتراز واجتناب کے لئے منکران فضل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فضلاء وقت وعلماء اُمت اپنی اپنی تصانیف عالیہ میں تنبیہ فرمائیں تاکہ یہ باعث احتراز واجتناب کافۂ انام ہو۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں تنبیہاً فرماتے ہیں۔ ... لک علی ان یبقی لک ایھا الغافل

ان تستحیی من مخالفتک ما جاء عن نبیک صلی اللہ علیہ وسلم لانک اذا علمت ان الحجر الاصم استحیی منہ ان یبقی علی صلابتہ مع مشیہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فمشی علیہ صلابتہ فلان استحیی لیسھل علیہ مشیہ علیہ فانت اولی بالاستحیاء منہ ان تبقی علی مخالفتک مع علمک بجلیل اوصافہ وعلی احوالہ صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصہ ترجمہ۔ اے غافل تجکو لائق ہے کہ شرم کر مخالفت کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلالت شان سے۔ باوجود اس کے کہ تو حضور کی عظمت وعلو شان کو خوب جانتا ہے جبکہ پتھر سخت محض جماد وناشنوا سخن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتا ہے اور اپنی صلابت و

ائمہ اعلام کی بنا بر ثبوت معجزۂ نقشِ قدم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے احقر الطلبہ نے نقل کی ہین بنظر غور و تعمق ملاحظہ فرما کر بچشم انصاف دیکھین کہ یہہ کیسے محدثین معتبر و علماء باخبر تھے کہ جنہون نے معجزۂ نقشِ قدم جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو کس تحقیق و توثیق سے ثابت کیا ہے - اب بہی اگر منکر اس معجزہ کو نمانے اور فرط جہل سے کہے کہ معجزۂ نقش قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہی نہین اور یہہ معجزہ خاصۂ ابراہیمی ہے تو سوائے مضمون آیت فیض بہایت ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کے اور کیا تصور کیا جاوے - کیونکہ جب یہہ امر مسلم ہو چکا ہے اور علماء دین اس بات پر اتفاق بیان فرما چکے ہین کہ جو جو معجزات اور انبیاء علیہم السلام کو دئے گئے ہین اون سب کے مجموعہ بل معجزات زائدہ اُن سی ہمارے افضل الرسل جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اختصاص و امتیاز رکہتی ہے - پہر کیونکر یہہ معجزہ باوجود تصریحات علماء دین کے خاصۂ ابراہیمی ہو سکتا ہے - اور اگر بالفرض یہہ مانا بھی جاوے تو حضور سرورِ کائنات صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے لئے بحیثیت جمیع معجزات کے فضیلت تامہ اور انبیاء علیہم السلام پر کس طرح ثابت ہو سکتی ہے - حالانکہ یہہ امر متفق علیہ ہے کہ حضور پر نور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فیض سمات افضل من الکل ہے - قال اللہ تعالیٰ ورفع بعضہم درجات ای محمدا صلے اللہ علیہ وسلم درجات علی غیرہ لعموم الدعوۃ وختم النبوۃ وتفضیل امتہ علی سائر الامم والمعجزات المتکاثرۃ والخصائص العدیدۃ - انتہی مافی الجلالین - علامہ ابو سعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ مین لکہا ہے - ان عدد الذی خص صلی اللہ علیہ وسلم ستون خصلۃ - ترجمہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار عموم دعوت وختم نبوت اور معجزات کثیرہ وخصائص بیشمار کے جمیع انبیاء علیہم السلام پر فضیلت و فوقیت رکہتے ہین - یہان تک کہ ساٹہ خصیصے اور معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ہین کہ اور انبیاء علیہم السلام مین نہین ہین - صاحب تفسیر کبیر

لوجہ تناقض ولتعارض کیونکر صحیح ہوسکتی ہے؟ — **جواب** اس شبہہ کا یہ ہے کہ فی الواقع علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اوّلاً اس معجزہ کے ثبوت مین کوئی روایت معتبر نہیں ملی تہی اسی واسطے علامہ نے فرمایا کہ لم اقف لہ علیٰ اصل ولا سند یعنی مین اس کی سند وثبوت سے واقف نہین ہوا — ولا رأیت من خرجہ فی شئی من کتب الحدیث اور محدثین کی کتب ہین مین نے کوئی حدیث دیکھی — بعد تحقیق و تنقیح کے جب حضرت موصوف کو اس کے ثبوت مین روایت معتبرہ ملاحظہ مین آئی معاً قول اوّل سے رجوع فرماکر معجزہ نقش قدم کے مقر ہوئے اور خصایص الحبیب جو بعد فتاوی الکاری کے تصنیف فرمائی اوس مین اس طرح رقم طراز ہوئے — وجمّا او ردہ رزین صاحب الصحاح فی خصائصہ کان اذا وطی علی الصخرۃ اثر فیہا — یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزات مین سے وہ معجزہ ہے کہ رزین صاحب صحاح نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تو آپ کے پاے مبارک کا نشان اوس پر ہوتا — حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سیرۃ شامی کے اوستاد ہین معجزہ نقش قدم کے غیر محقق ہونے کی وجہ سے اپنا عدم وقوف بیان کرتے تھے — جب ثبوت کامل مل گیا اور سند صحیح حاصل کرلی تو خصائص الحبیب مین جو بعد فتاوی کے لکھی ہے اوس مین اس معجزہ کا ثبوت رزین صاحب صحاح کے قول سے نقل فرماکر مقر ہوئے — فی الحقیقت علماء اہل حق کی یہی شان تہی کہ جبتک کسی مسئلہ کی تحقیق نہ ہوتی قول اوّل پر قایم رہتے — اور جس وقت کوئی سند صحیح اوس کے خلاف مین حاصل ہوجاتی قول اوّل سے رجوع کرنے مین دریغ نہ فرماتے اشال اس کی صدہا مسایل فقہیہ کتب فقہ مین موجود ہین کما لا یخفی علی من شاھد کتب الفقہ رزقنا اللہ تعالیٰ ایاہم — علامہ علی برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جلد اوّل سیرت حلبی مین اس واقعہ کو لکھا ہے — وہ عبارت بجنسہ

لعل لبحا لی حیث ذکر الجلال السیوطی انہ لم یقف لہ لکاری انا یبروں ممہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر علی اصل

ولا سند قال ولا رأیت من خرجہ فی شئی من کتب الحدیث ومن العجب ان الجلال السیوطی مع قولہ لم اقف

سختی پر باقی نہیں رہنا اور شرم و حیا سے نرم ہو جاتا ہے ما گر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانب پھرنا
اوسر سہل ہو جاوے تو تو اولی و بہتر ہے کہ حیا و شرم کرے کیونکہ تو انسان ہے جبکہ پتھر سخت آپ کے
قدم کی ہیبت و عظمت سے نرم ہو جاتا ہے تو باوجود انسانیت اور رفعت شان سے واقف ہونے
کے نرم نہو اور معجزۂ باہرہ سے انکار کرے۔ تیرا دل قساوت و سختی میں پتھر سے بڑھکر ہوا۔ یہ کمال
ہی غفلت ہے بلکہ دور از عقل ہے۔ فقط۔ بیست و دوم۔ سیرۂ نبویہ میں علامہ زینی احمد دحلان رح
فرماتے ہیں وفی شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی وان اثر قدمہ صلی اللہ علیہ وسلم واثر اصابع قدمہ
علی صخرۃ بیت المقدس وذکر السیوطی فی الخصائص ان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ماوطی
علی صخر الا واثرفیہ وہذہ المعجزۃ ثابتۃ متحققۃ عند الائمۃ الجہابذۃ من اہل الحدیث خلافا
لانکار بعض القاصرین لہا۔ انتہی ملتقطا۔ خلاصۂ ترجمہ۔ علامہ احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم
و انگشتان مبارک کے نشان سنگ بیت المقدس میں موجود ہیں۔ اور ذکر کیا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنی کتاب خصائص میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ جب
پتھروں پہ چلتے تو پاے مبارک کا اوس میں نشان ہو جاتا پس یہ معجزہ صحیح و ثابت ہے علماء محققین کے
کے نزدیک جو کوتاہ نظر کہ اس کا انکار کرتے ہیں اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ **فائدہ جلیلہ**
بعض معترضین اعتراض کرتے ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ معجزۂ نقش قدم حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قایل نہیں۔ چنانچہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں۔ الی لم اقف لہ
علی اصل ولا سند ولا رائیت من خرجہ فی شئ من کتب الحدیث یعنی میں نہیں واقف ہوا معجزۂ نقش
قدم کے ثبوت اور سند پر اور نہ کوئی روایت کتب محدثین میں اس کی ثبوت میں پائی و علی ہذا صاحب
سیرۂ شامی علیہ الرحمۃ نے بھی اس معجزہ شریفہ میں کلام کرتے ہیں۔ پس روایت منقولہ سیوطی

تو یہ ان دونوں قول کی یہ ہے کہ کتاب فتاویٰ جس میں ان کو انکار ہے وہ پہلے کی تصنیف ہے
بعد میں جب تصانیف ابن سبع دریں باب صحاح کی دیکھیں فوراً قول انکاری سے رجوع فرما کر قائل
ثبوت ہوئے اور خصائص میں اس کی تصحیح بیان کی۔ پس تحقیق اس سے واضح ہو گیا کہ اہل سیر
ومحققین باخبر کے نزدیک معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہے اور اس کے
ثبوت میں بہت سے علماء دین اپنی اپنی تصانیف میں تصریح فرما گئے ہیں پس باوصف اس تنقیح وتحقیق کے
اب بھی اگر کوئی منکر معجزہ نقش قدم کو خاصۂ ابراہیمی کہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ
نقش قدم سے منکر رہے تو قطع نظر اس کی جہل ونادانی کے بمقابلہ ایسے محققین مدار شریعت غرا کی وہ شخص
ہرگز قابل خطاب نہیں بلکہ بمفاد آیت فیض ہدایت ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور چشم بصیرت
تو کیا چشم سر سے بھی بالکل بے بصر ہے۔ اللہ سبحانہ ایسے شخص سے حفظ وامان میں رکھے۔ اہل اسلام
وارباب ایمان اس مقام پر بغور ملاحظہ فرمائیں کہ کسی ناحق شناس فاسد العقیدہ نے واسطے اغوائے ناواقفین
ودھوکہ دہی عوام کے ایسی جرأت وچالاکی کی ہے کہ کوئی عامی دیانتداری ہی کم کرتا ہوگا۔ وہ یہ ہے
کہ صاحب مدارک التنزیل حنفی المذہب رحمۃ اللہ علیہ نے جو آیت فیض ہدایت فیہ آیات بینات مقام ابراہیم
کی تفسیر فرمائی ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم اور متعلق اس کے جو معجزے اس
نشان شریف کے ہیں اس کو اس طرح فرمایا ہے لأن اثر القدم في الصخرة الصماء آية وغوصه فيها
الى الكعبين آية والانة بعض الصخرة دون بعض آية وابقاءه دون سائر آثار الانبياء آية [لابراهيم]
خلاصہ۔ خلاصۂ ترجمہ۔ وہ پتھر جس پر نشان قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے محض نشان
ہی نہیں بلکہ وہ معجزہ کئی معجزوں پر مشتمل ہے۔ ایک تو نشان قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسی
پتھر میں۔ دوسرے دھنس جانا آپ کے پائے مبارک کا اس پتھر میں ٹخنوں تک۔ تیسرے اسی پتھر
کا نرم ہو کر نشان ہونا اور کسی پتھر میں نہ ہونا۔ چوتھے باقی رہنا اس نشان کا عرصۂ دراز تک

قال فی الخصائص الصغری ولا وطی علی صخر الا واثر فیہ ھذا الکلام ولعلہ ظہر لہ صحت ذلک بعد الانکار

خلاصۂ ترجمہ۔ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی تاثیر پتھر میں ہو جانی کا مجھکو ثبوت نہین ملا اور نہ کسی محدث کی کتاب مین مین نے سند پائی۔ اب صاحب سیرت حلبی رحمۃ اللہ علیہ انکے جواب مین کہتے ہین کہ تعجب ہے حافظ جلال الدین سیوطی سے کہ اون کے فتاوی مین تو یہی قول انکاری ہے مگر خصائص جو اون کی کتاب ہے اوس مین فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پتھرون پر چلتے تھے آپکے قدم کے نشان پتھر مین ہو جاتے تھے۔ پس ان کے قول مضطرب کی یہی تاویل ہے کہ پہلے سند نہ ملنے کی وجہ سے انکار کیا تھا جب صحت وثبوت اس کا حاصل ہو گیا تو معجزۂ نقش قدم کے قائل ہوئے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بتفصیل لکھا ہے وہ عبارت قابل دید ہے ومن العجب ان الحافظ الشامی لم یقف علی ما ذکرہ

ابن سبع والنیسابوری وغیرھما من تاثیر قدمہ الشریف فی الصخر اذ لو وقف علیہ لنبہ علی ضعفہ او غیرہ مما

یتعلق بہ واعجب منہ عدم وقوف شیخہ الحافظ السیوطی علیہ واضطراب قولہ فی ذلک فانہ بحث لنفی فی فتاواہ

وجودہ بالکلیۃ کما قدمناہ وذکرہ فی الخصائص عن رزین وغیرہ الا ان یقال ان الفتاوی مقدمۃ

علی الخصائص وھو فی الفتاوی نفی وجودہ ثم عثر علیہ بعد ذلک فاثبتہ فی الخصائص فمن یجد فقط

خلاصۂ ترجمہ۔ تعجب ہے حافظ شامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ابن سبع ونیشاپوری رحمہ اللہ علیہما کی تحقیقات سے واقف نہیں ہوئے کیونکہ ان دونوں محدثون نے بسند صحیح لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم فیض توام کا نشان پتھر پر ہو جاتا تھا۔ اگر حافظ شامی اس امر سے واقف ہوتے تو اس روایت کی صحت یا ضعف مین ضرور کلام کرتے اور زیادہ تعجب ہے ان کے اوستاد حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ان کی عبارت میں عجب اضطراب وتعارض ہے۔ اسلئے کہ اپنے فتاوی مین اس معجزہ کے انکاری ہین اور خصائص الحبیب میں اس کی ثبوت مین اقراری ہین پس تطبیق و

فرمائی ہے۔ پس موافق اس قاعدۂ مسلّمہ کے جو معجزہ مسندہ بسند صحیح کسی نبی کا انبیاء علیہم السلام سے پایا جائیگا۔ بلا طلب سند و صحت مثل اسی معجزہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اقرار اس معجزہ کا لازم ہوجائیگا جداجا ہے کہ اس قاعدۂ مسلّمہ مصححۃ العلماء کو محشی تسلیم کرتا ہے یا نہیں اگر مسلّم ہے تو تفریع بالکل غلط ہے۔ ورنہ تحقیق محققین کے خلاف ہے۔ اسپر طرّہ یہہ ہے کہ بعد اس عبارت مصنوعی کے لکھا ہے فاہم ولا تتبع جو شعر ہے اس امر کو کہ جو لوگ معجزۂ نقشِ قدم حضور سرور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر ہیں اور علماء دین محققین کی تحقیق کے موافق معجزۂ شریفہ کے قایل ہیں وہ معاذ اللہ مبتدع ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اہل انصاف ملاحظہ فرماوین کہ اس مفتری ہوی نے کیسی جرأت کی ہے۔ اوّل تو تفسیر قرآنی میں یہہ تصرّف کیا کہ ایک عبارت مصنوعی بطور تفریع کے بے محل بڑھا دی۔ دوسرے مفسر حنفی مذہب منکر فضائل احمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو مرتکب اپنے عقیدہ فاسدہ کا کیا۔ تیسرے معجزہ محققہ مثبتہ مصححہ کا انکار کیا۔ چوتھے منکران معجزہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعی قرار دیا۔ شاباش! (ع) این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ اس بندۂ خدا کو یہہ نہ سوجھی کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی اس حاشیہ کو دیکھکر کیا کہیگا۔ اور نسبت کرنا بدعت کا اہل حق منکران فضائل احمدی کی طرف کس وبال جانکاہ مین مبتلا کریگا۔ حق یہہ ہی ہے اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت۔ جب شرم و حیا کو بالاے طاق رکھدیا جو چاہا سو کیا اور جو منہہ مین آیا سو کہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان مین رکھے۔ اب واضح ہو کہ عبارت صاحب مدارک سے محشی کو یہہ تفریع بیان کرنی خلاف تحقیق اور بیمعنی ہے اسلئے کہ نرم ہونا پتھر کا خاص اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوتا کسی اور نبی کے لئے انبیاء علیہم السلام مین سے نہ ہوتا تو شاید یہہ معنی صحیح ہوجاتے۔ درصورتیکہ اور انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی پتھر کا نرم ہونا معجزہؔ ثابت ہواہے تو پھر یہہ معنی کیونکر صحیح ہوسکتے ہین

حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین سنگ و آہن نرم کردہ میشود برائے انبیا

بمجموع من حیث المجموع خاصۂ ابراہیمی ہے۔ فقط۔ اور یہ عبارت مدارک کے حاشیہ تفسیر جلالین پر
لکھی ہوئی ہے۔ اس عبارت کے بعد کسی ذات شریف محشی خوش فہم نے یہ عبارت اپنی طرف سے گھڑ کر بطور
تفریع و نتیجہ کے ایسی لکھدی گویا بزعم خود یہ بات ثابت کردی کہ معجزہ نقش قدم سوا ے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے اور کسی نبی سے نہیں ہوا اور معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کا جو عند المحدثین واکابر اہل سیر ثابت و مشہور ہے غلط ہے اور بعد اسکے اپنے اخفاء نام کے
لیے حرف م لکھدیا تاکہ ناظرین کتاب کو یہ دھوکا رہے کہ شاید یہ عبارت بھی مدارک التنزیل کی
یا اور کسی کتاب معتبر کی زیب حاشیہ ہے۔ چنانچہ وہ عبارت مصنوعی یہ ہے۔ فعلم منہ ان الذین

یشہرون فی البلاد بعد اثر قدم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل لہ لانہا لیس الا من الخاصہ ما
یوجد فی الشیئ ولا یوجد فی غیرہ۔ **خلاصہ ترجمہ** جو لوگ کہ شہروں میں مشہور کرتے ہیں کہ
یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نقش قدم بیّن شیم ہے وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اون کے
قول کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ خاصہ ابراہیمی تھا اور خاصہ کی تعریف یہ ہے کہ جو شئے کسی میں پائی جاوے
وہ اوسی کے لیے مخصوص ہے دوسرے میں نہیں ہوتی۔ استغفر اللہ ان للہ وانا الیہ راجعون
اس محشی کو یہ بھی سمجھنا قابل عبرت ہے۔ اس لیے کہ جب یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ حضور سید سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں اور جو معجزات وکرامات کہ انبیاء علیہم السلام کو جدا جدا عطا
ہوئے ہیں ان سب کے مجموعہ بلکہ معجزات زیادہ آپ کو عطا فرمائے گئے ہیں پھر کیونکر مانا جا سکتا
ہے اور ذہن میں آسکتا ہے کہ یہ معجزہ آپ سے نہیں ہوا اور خاصہ ابراہیمی تھا۔ صاحب مواہب اللدنیہ
رحمۃ اللہ علیہ افادہ فرماتے ہیں ما حصل لنبی من المعجزات والکرامات الا ولنبینا کما حصل علیہ
خلاصہ ترجمہ۔ جس جس معجزات وکرامات کیساتھ انبیا علیہم السلام مخصوص تھے ان سب معجزات
سے ہمارے حضور پرنور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مختص وممتاز ہیں جیسا کہ علماء کی تصریح

اتفاقاً شخصے از جانب قیصر برسالت نزدیک یزید آمدہ بود از ان حال تعجب تمام کردہ گفت در بعضے
از جزائر حافر حمار عیسیٰ علیہ السلام در دیرے مدفون است و ما ہر سال از راہہاے دور بزیارت آن حافر
میرویم و نذور و ظرائف سے بریم و تعظیم آن میکنیم بطریقے کہ شما کہ تعظیم کعبہ میکنید۔ اور عبارت عربی
کتاب صواعق کی یہ ہے ولما فعل یزید براس الحسین ما مر کان عندہ رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا
فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسی فنحن نحج الیہ کل عام من الاقطار و ننذر النذور و نعظمہ کما
تعظمون کعبکم فاشھد انکم علی باطل۔ فقط ص۱۷۵ مطبوعہ مصر در سنہ ۱۲۹۲ھ۔ حضرت مولانا شاہ
سلامت اللہ علیہ الرحمۃ تحریر الشہادتین مترجمہ سر الشہادتین مین فرماتے ہین۔ رما سکہ یزید پلید
لب و دندان مبارک سید الشہداء میکرد رسول قیصر روم حاضر بود گفت در بعضے از جزائر نشان سُم خر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی است ما ہان ہر سالہ بزیارت آن میرویم و نذر وار جواہر و لآلی و زر و سیم
ہمراہ سے بریم و مراتب تعظیم و تکریم آن بجاے آریم چنانکہ شما تعظیم خانہ کعبہ مے کنید و حرمت و احترام
آن بجاے آرید۔ حکیم ناصر خسرو بلخی اپنے سفرنامہ مین لکھتے ہیں و سنگ یک دلوار باندازہ سپرے
بر دوش بستہ است بر آن دلوار نہادہ و آن نقش سپر اوست۔ انتہیٰ۔ ص۵۹ مطبوعہ دہلی۔
ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ نرم ہونا پتھر کا اور معجزہ نقش قدم خاصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا نہیں جیسا کہ مفاد عبارت مدارج النبوۃ کا ہے کہ سنگ و آہن نرم کردہ میشود براے انبیا۔
پس بوجہ اس تحقیق ہوگیا کہ جو معنی محشی نے بزعم خود سمجھے ہین وہ غلط ہین۔ صحیح و مقبول معنی یہی
ہین کہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یا بہ ہیئت مجموعی یعنی اوّل تو سان ہونا اسی پتھر کا دوسرے
دھنس جانا آپ کے پاے مبارک کا ٹخنون تک۔ تیسرے حاصل اسی پتھر مین نشان ہونا اور کسی
پتھر مین نہ ہونا۔ چوتھے باقی رہنا اوس نشان کا اتنے عرصہ تک باوجود مس کرنے عام خلائق و
ازدحام مخالفین کے یہ مجموع من حیث المجموع خاصہ ابراہیمی ہے۔ اس ہیئت مجموعی کے ساتھ

لفظ انبیا جمیع ہے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کو شامل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام و یا خاص کسی ہی کے واسطے مخصوص نہیں تو ثبوت مس معجزہ کے لئے خاصۃً لابراہیم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی پر منحصر و موقوف ہو پس قول محشی کہ لان الخاصۃ ما یوجد فی الشیٔ ولا یوجد فی غیرہ بالکل غلط ہے۔ محققین اہل سیر نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے نقش قدم فیض شیم کا نشان مقام سراندیپ میں موجود ہونا اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔ حافظ حسن دیاربکری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ خمیس میں لکھتے ہیں۔ ھبط آدم بسراندیب وھو جبل ارفع ادم مغموستہ فی الحجر یری علی ھذا الجبل کل لیلۃ کھیئۃ البرق من غیر سحاب ولا بدلہ فی کل یوم مطر یغسل قدم آدم۔ **خلاصہ ترجمہ** حضرت آدم علیہ السلام کا مہبط سراندیپ ہے اور اوس میں حضرت آدم کے قدم کا نشان پتھر میں گڑا ہوا دکھلائی دیتا ہے رات کے وقت مانند بجلی کے چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور ہر روز وہاں ابر آکر آپ کے قدم کے نشان کو دھوتا ہے۔ علاوہ ازین بخاری شریف میں بھی حدیث مروی حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وقت غسل کرنے کے اپنے کپڑے پتھر پر رکھے تھے وہ پتھر آپ کے کپڑے لیکر بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس پتھر پر عصا مارا آپ کے ضرب عصا کی تاثیر سے اوس پتھر مین نشان ہوا۔ صاحب مواہب اللدنیہ نے اس حدیث کو لفظ سلیٔن الحجر مواہب میں بیان کیا ہے چنانچہ وہ روایت حوالہ اول مین ہم نقل کر چکے ہیں جس سے صریح ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نشان معجزۃً اس پتھر مین ہوا اور وہ پتھر آپ کی تاثیر ضرب سے نرم ہو گیا۔ دیگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نشان سم خر کا بعض جزائر مین ثابت ہونا حتیٰ کہ نشان سپر عم بزرگوار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض جگہ میں پایا جانا کتب محدثین و ارباب تواریخ سے مشہور ہے۔ ترجمہ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ میں افادہ فرماتے ہیں نقل است در زمانیکہ بر پشت سر مبارک حسین علیہ السلام این نوع بے ادبی کہ مذکور شد تیم بقبل مرد

معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ سلم کا یقیناً ثابت ہوگیا۔ اب بھی اگر کوئی منکر فضائل محمدی وخصائص احمدی صلی اللہ علیہ وسلم اعجاز نقش قدم فیض شیم حضور سرورعالم صلعم انکاری رہے تو بحز آیت قفل ہدایت من یضلل اللہ فمالہ من ہاد کے اور کیا کہا جاوے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا۔ **تنبیہہ**۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ محدثین نے جو باثبات معجزہ نقش قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض روایات کو بکلمۂ آذا بیان کیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب آپ پتھروں پر تشریف لیجاتے تو آپ کے معجزہ قدم سے وہ پتھر نرم ہوجاتا اور اوس پر قدم کا نشان ہوجاتا اسلئے کہ کلمۂ آذا کلام عرب میں کثیر الوقوع کے لئے موضوع ہے جیسا لفظ کلما کہ اس کا مفاد بھی کثیر الوقوع کے لئے ہے۔ جیسا کہ اذا قام زید قام عمرو لعینہ کلما قام زید قام عمرو کے معنی ہے۔ قال فی الاتقان وتستعمل اذا للاستمرار فاذا طلب اذا قام زید قام عمرو افادت ان کلما قام زید قام عمرو۔ پس موافق تفسیر کے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ معجزہ کثیر الوقوع ہو۔ حالانکہ یہ معجزہ کثیر الوقوع نہیں۔ وعلی ہذا لفظ کان کہ یہ بھی کثیر الوقوع کے لئے مستعمل ہوتا ہے پس اس کا بھی یہی مفاد ہوا جو بعد اذا کا ہے کہ یہ معجزہ کثیر الوقوع ہو۔ قال فی الاتقان والثانی بمعنی الدوام والاستمرار۔ **دوسرا اعتراض**۔ اگر یہ معجزہ صحیح وکثیر الوقوع ہوتا تو صحاح ستہ میں بھی اس کا ذکر ہوتا حالانکہ کتب ستہ میں اس کا وجود ہی نہیں پس اس کی صحت ووجود کا اعتبار ووثوق کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ تو ہم بحول اللہ وقوتہ۔ یہ دونوں اعتراض بوجوہ مردود ومدفوع ہیں۔ اوّلاً یہ کہ اگرچہ روایات بکلمۂ آذا ولفظ کان کے بعض محدثین کو کلام ہے۔ لیکن اکثر محدثین نے بلا کلمۂ آذا وکان کے تصریح کی ہے۔ جیسا کہ عبارات کتب محولہ سابقہ سے بخوبی واضح ہے پس ترجیح بعض کی اکثر پر کیونکر ہوسکتی ہے؟ - دوم یہ کہ کلمۂ آذا عند الوضع اگرچہ کثیر الوقوع کے لئے موضوع ہے مگر کلام عرب میں استعمالاً کثیر الوقوع کے لئے عموماً نہیں لیتے۔ یہ مراد نہیں کہ جس جگہ آذا داخل ہو دخول

اور کسی نبی کا انبیاء علیہم السلام میں سے یہ معجزہ نہیں پایا گیا یہ خاصۂ ابراہیمی اور کسی نبی کے معجزہ
تلمس حجر کے لئے ساتھی نہیں بلکہ حسن ثبت مرجو سر کے جو اس وقت کا ہو کے لئے بھی نفی نہیں رکھا
جیسا کہ ارشاد سید عالم بزرگوار جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو الکعب حجر اسود حضرت مجیؓ
سے معلوم ہو گیا اور آئندہ دیگر حوالجات کر کے واضح ہو جائیگا۔ اور موید اسی معنی کے جو ہم بیان
کئے قول صاحب تفسیر مظہری کا ہے کہ حضرت قاضی صاحب نے کس توثیق کے ساتھ بیان فرمایا ہے

عبارته هكذا مقام ابراهيم مبتدا محذوف خبره اى منها اى من آيات بدل البعض من الكل هو الحجر الذي
قام عليه ابراهيم لبناء البيت حين ارتفع البناء وكان فيه اثر قدميه فاندرست من كثرة المسح بالايدي
فان الصحيح الصخرة وضعها ابراهيم الى الكعبين وتخصيصها بهذه الاظهار لما فيها من الاعجاز ولعلها ذ
انا دسائر الانبياء وحفظه مع كثرة اعدائه الوقت سنة كل ذلك اسم — **خلاصہ ترجمہ** یہ ہے

وہ پتھر ہے کہ وقت بلند ہونے دیوار ہائے خانہ کعبہ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوتے تھے
آپ کے دونوں پائے مبارک کا اس میں نشان ہو گیا تھا پس نشان ہونا پتھر سخت میں اور دھنس
دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک اور خاص ہونا اسی پتھر کا سامنے نرمی کے اور کسی پتھر کا نرم ہونا اور باقی
رہنا اسی نشانی کا اور انبیاء علیہم السلام کی کسی نشانی کا باقی نہ رہنا، محفوظ رہنا اسی نشانی کا ہزار
سال تک باوجود ازدحام خلائق اور کثرت مس مخلوق کے مجموعہ من حیث المجموع یہ نشان ہے۔ ہر
ہر صاحب استعداد معلوم کر سکتا ہے کہ معجزہ نقش قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاص بہ حیثیت
مجموعی وہی ایک نشان ہے جو مقام ابراہیم سے تعبیر کیا گیا ہے اور بہیئت مجموعی وصورت نشان
کسی نبی سے صادر نہیں ہوا پس اور معجزہ فعلیہ البیان۔ پس موافق تصریح صاحب تفسیر مظہری کے یہی معنی
صحیح و مقبول ہوئے جو ہم نے براہ انصاف لکھے ہیں۔ وہ معنی نہیں جو محشی نے بزعم خود لکھے ہیں
کہ یہ معجزہ خاصۂ ابراہیمی ہے۔ پس تقریر محشی کی بالکل لغو ہو گئی اور تقدیر بات ہم [illegible] پتھر کے

اگرچہ کلمہ اِذا کثیر الوقوع کے لئے موضوع ہے تاہم سائل کا مدعا نہیں اسلئے کہ یہ امر بالتحقیق ثابت
ہو چکا ہے کہ آپ کے قدم فیض شیم کے نشان متعدد مقام پر ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ عبارت تفسیر
کشف الاسرار سے واضح ہو گیا - ظهر لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم اثر قدم فی شعاب مکة - یعنی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان مکہ معظمہ کی گھاٹیوں میں پائے گئے ہیں - لفظ شعاب
جو جمع تکثیر ہے باطلاق ما فوق الثلثة کے غیر معدود و غیر محصور پر دلالت رکھتا ہے ولا منافاة - چہارم
یہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کلمہ اذا امارات قضیہ مہملہ سے ہے اور قضیہ مہملہ قوت جزئیہ میں ہوتا ہے جسکا
یہ مفاد ہوا کہ جو روایات بکلمہ اذا منقول ہوئی ہیں وہاں جملہ خرقا للعادة او علی طریق المعجزة مقدر
ہوگا - پس یہ معنی ہوں گے کہ ظہور اس معجزہ کا ہمیشہ اور بطریق استمرار نہیں تھا بلکہ بطریق اعجاز و
خرق عادت گاہ گاہ ظاہر ہوتا تھا - جیسا کہ مفاد عبارت کتاب سیرت حلبیہ کا ہے کہ کان اذا مشی
ای خرقا للعادة - ولم یکن ذلک شانه فی کل حجر مشی علیہ - پانچویں کلمہ اذا کبھی زائدہ بھی
آتا ہے - صاحب اتقان فرماتے ہیں وقد تاتی اذا زائدة - یعنی اذا کبھی زائدہ بھی آتا ہے پس
اعتراض ہی غلط ہے - تنبیہ - واضح ہو کہ معترض نے صرف ایک ہی معنی کو کہ کلمہ اذا استمرار کے
لئے آتا ہے دیکھکر اعتراض کیا تھا - چونکہ اس بات سے لاعلم تھا کہ کلمہ اذا متعدد معانی کے لئے مستعمل
ہوتا ہے جیسا کہ ملاحظہ عبارت تفسیر اتقان سے واضح ہے اس لئے اعتراض اُس کا باطل ہے - وعلی ہذا
لفظ کان کہ یہ بھی مثل اذا کے معانی متعددہ کیلئے آتا ہے - چنانچہ اسی تفسیر اتقان میں اسکی
صداقت موجود ہے - چونکہ عبارت اس کی زبان ہے صرف اسقدر اشارہ کافی ہے - قال ابو بکر
الرازی کان فی القرآن علی خمسة اوجه بمعنی الازل والابد وبمعنی المضی المنقطع وبمعنی الحال وبمعنی
الاستقبال وبمعنی صار - اور اس کے آگے لکھتے ہیں وکان بمعنی ینبغی وبمعنی حضر ووجد وللتاکید وبمعنی
الزائدة انتہی ملخصاً - بنا بریں لفظ کان ولفظ اذا کے اعتبار سے یہ اعتراض بالکل بیہودہ و باطل ہے

اوس کا کثیر الوقوع ہو۔ صدہا اسناد آیات قرآنی واحادیث نبوی وکلام عرب مین موجود ہیں جسمین سے
صاحب مذاق معلوم کرسکتا ہے کہ مدخول اُس کا کثیر الوقوع نہ ہوسکے ہو وبلکہ اقل الوجود ہے جیسا اسکے
آیات قرآنی وحدیث نبوی کی بابت دعا جو دنقل کرتے ہین۔ قال اللہ عزوجل واذا رقی الیہ صوت الحق
دوم۔ کلا اذا بلغت التراقی سوم اذا السماء انفطرت چہارم اذا السماء انشقت ۔ پنجم واذا
طلقتم النساء۔ ان آیات بینات مین مدخول اذا کا وہی روز موعود یوم الحشر کہ اوس کے وجود کا
ایک ہی روز ہے۔ وعلی ہذا حدیث شریف عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم غیر فخر رواہ الترمذی۔ اس حدیث مین بھی
مدخول اذا کا روز قیامت ہی کثیر الوقوع کیونکر مراد ہوسکتا ہے۔ اسی واسطے مفسرین کرام نے آیہ
مبعض ہدایت اذا قمتم الی الصلوۃ مین واہم محدثون اومن مضاجعکم تاویل فرمائی ہے ورنہ
یہ لازم آتا کہ جب ارادہ نماز کا کرو اگرچہ باوضو ہو بموجب ظاہر مضمون آیت شریف کے کہ مدخول اذا کا
لفظ قمتم ہے تجدید وضو کی لازم ہے وھذا خلاف۔ جیسے بیضاوی نے فرمایا ہے والمعنی اذا
قمتم الی الصلوۃ محدثین۔ صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہین چون برخیزید برائے نماز وشما محدث باشید
بنابراسی معنی کے یہان بھی اہل سیر نے تاویل فرمائی ہے تا مدخول اذا کا صحیح ہو اور کسی قسم کا تناقض
روایات مختلفہ یعنی روایات مروی بکلمہ اذا وبلا کلمہ اذا مین باقی نہ رہے۔ علامہ علی برہان الدین حلبی
سیرت حلبیہ فرماتی ہین۔ کان اذا مشی ای حرفا للعادۃ۔ اوریہی حضرت موصوف لکھتے ہین ولم
یکن ذلک شانہ فی کل خیر مشی علیہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے مین سب جگہ پر نشان
نہوتا تھا۔ گاہ گاہ بطور خرق عادت کے نشان ہوتا۔ اور سیرۃ النبویہ مین احمد زینی وحلان رحمۃ اللہ
علیہ فرماتی ہین وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی علی الرمل احیانا لا یکون لقدمہ اثر۔ خلاصہ
ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے کبھی ریت پر بھی نشان نہوتا تھا۔ سوم سبیل تسلیم

منسوب کہ احادیث بسیار از صحاح از بخاری و مسلم ماندہ است کہ در کتابہا ثبت شدہ اند- چون ثابت شد
کہ صحیح منحصر نیست در صحیحین و از غیر اینہا نیز صحیح احادیث توان کرد ماخذ و مواضع آن را بیان کردہ اند کہ تصنیف
از امام معتمد توان اخذ کردہ مثل ابو داؤد و ترمذی و دارقطنی و بیہقی و خطابی و غیر اینہا از اصحاب
کتب مشہورہ با عز الشان از ائمۂ این علم و مصنفات دیگر از مشائخ و ائمۂ حدیث مثل صحیح ابن خزیمہ
و صحیح ابن حبان و صحیح حاکم کہ آن را مستدرک نام کردہ یعنی آنکہ از صحیحین از احادیث فوت شدہ آن را
استدراک و تلافی کردہ و درین کتاب ایراد نمودہ است و مختار حافظ ضیائی مقدسی و صحیح ابن عوانہ
و ابن سکن و منتقی لابن الجارود و این کتب ہمہ مخصوص بصحاح اند- انتہی ملتقطاً و ملخصاً- دوم یہ کہ
ہم پہلے ہی بحوالہ کتب علمائے اعلام مثل صاحب مواہب اللدنیہ و قاضی عیاض صاحب شفاء وغیرہ رحمہم اللہ
علیہم اجمعین یہ ثابت کر چکے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام جن جن کرامات و معجزات کے
ساتھ مخصوص تھے- ان سب کے مجموعہ بلکہ معجزات زائدہ ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مخصص و ممتاز ہیں اور یہ خوب واضح ہے کہ وہ جملہ معجزات جو انبیاء علیہم السلام کو من جانب اللہ
دیئے گئے ہیں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثل بہت سی معجزات کے اختصاص کئے ہیں وہ
کل معجزات کتب صحاح ستہ سے ثابت نہیں ہیں بلکہ بعض کتب ستہ سے اور اکثر کتب غیر صحاح ستہ سے
پایۂ ثبوت کو پہنچے ہیں اور اکابر دین و فضلائے کبار نے بوجہ اعتبار مصنفین کے ان کو تلقی بالقبول
فرما کر اپنی تصانیف عالیہ میں بیان کئے ہیں- چنانچہ ناظرین کتب سیر پر یہ امر مخفی نہیں ہے-
اگر حضور کے معجزات کی ثبوت کیلئے صرف کتب صحاح کی اعتبار کیا جائے تو سوائے اُن معجزات کے جو کتب
صحاح میں موجود ہیں وہی صحیح ہوں باقی سب غلط ہو جائیں- یہ امر بالکل غلط و خلاف تحقیق معتبر
ہے- بلکہ ان بعض صاحبان صدق و یقین کے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
کتاب خصائص کبری میں بکمال تحریر بیان فرمائے ہیں اور بعض علماء نے اس سے زائد تقریباً

اور جس صورت میں کہ صاحب المعانی کا ۔ اگر انکو نہ دیکھا تو عرض کی نہیں ہو سکتی - ثانیاً

تصریح محدثین ماجد وال سیر کے ظہور معجزہ عدم سرایت کا حرف ملی وہ صحیح ہوا اور علیحدہ باب مختلفہ بعض

عبارات وارد ہیں کہ بکلیہ آدا و کان ومدکمیہ دو کان موضوع طالف صحیح ہوتی ہیں - جواب شبہہ دوم کا یہ ہے

اولاً معترض کو یہ حصر کہاں سے ثابت ہوا کہ جو معجزات کتب ستہ سے ثابت ہوئی ہیں وہی صحیح ہیں تو

اور معجزات جو دیگر کتب محدثین معتبرین واہل سیر و تواریخ سے ثابت ہوں وہ سب جعلی ہیں اگر

حصر کیلئے کوئی دلیل مستند و حجت قویہ کتب ائمہ اعلام سے نقل کرنی ضرور ہے تاکہ معترض قائل ہو جائے

کیونکہ تصریح محدثین ظاہر ہے کہ بخاری ومسلم نے بھی تمامی احادیث صحیحہ کا احاطہ واستیعاب نہیں کیا ہے

حالانکہ وہ صحاح ستہ میں اصح الکتب اعلیٰ درجہ کی تسلیم کی گئی ہیں - حضرت شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب جمع الجوامع میں بہت سی زیادہ کتابوں کی احادیث درج کی ہیں اور کہا ہے کہ

ان میں کوئی بھی ایسی حدیث نہیں ہے کہ اس کو موضوع کہا جاوے اور بصورت حصر بعض تیرا سے کا

صحاح ستہ میں ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا - حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فارسی مشکوٰۃ میں

لکھتے ہیں " احادیث صحیحہ منحصر نیست در بخاری ومسلم ایشان استیعاب نکردہ اند تمامہ صحاح را بلکہ

بعض صحاح کہ بر شرط ایشان بود بر شرط ایشان نیز نیاوردہ اند چہ جائے مطلق صحاح بخاری گفت

کہ نیاوردہ ام من درین کتاب مگر انچہ صحیح است و ترک کردم بسیارے از صحاح را - ومسلم گفت کہ ہر چہ درین کتاب

آوردہ ام از احادیث صحیح است و نمیگویم کہ ہر چہ نیاوردہ ام در وے ضعیف است و سیوطی در جمع الجوامع

احادیث از کتب کثیرہ آوردہ از انجا کہ سنجاور است گفتہ کہ در وے حدیثے نیاوردہ ام کہ موسوم بہ

وضع باشد و بالفاظ محدثین متروک و مردود بود - انتہیٰ ملخصاً - فقط - از شرح سفر السعادہ میں حضرت

شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں - در صحیح بخاری ومسلم ایشان استیعاب نکردند جمیع صحاح را

وخود تصریح کردہ ہر یکے از ایشان بعدم احاطہ واستیعاب - و شیخ ابن صلاح ... مستدرک حاکم را

آتی ہیں جس کے دیکھنے سے نور ایمان زیادہ ہوتا ہے - قال صاحب السیرۃ الحلبیۃ فی باب سلام الحجر والشجر

ذکر انہ صلی اللہ علیہ وسلم اتکاء علیہ بمرفقہ وھو الذی یقال لہ زقاق المرفق وعلی الحجر الذی بہ اثر الاصابع

خلاصہ ترجمہ - کہا صاحب سیرت حلبیہ نے بیچ باب سلام کرنے حجر و شجر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پتھر پر کہنی لگا کر تکیہ کیا تھا اوس جگہ کا نام زقاق المرفق ہے - اور ایک

دوسرا پتھر ہے کہ اوس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونگلیوں کا نشان ہے - اور صاحب سیرۃ النبویہ

لکھتے ہیں والناس یتبرکون بلمسہ - یعنی لوگ متبرک جان کر اوس کو مس کرتے ہیں - اور جذب القلوب

الی دیار المحبوب میں حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ معجزہ با دیگر معجزات کے اس تفصیل سے لکھا ہے

مسجد بنی ظفر و او را الآن مسجد بغلہ نامند ثبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در محلہ بنی ظفر با جمعی

از صحابہ مثل ابن مسعود و معاذ ابن جبل و غیر ایشان رسیدہ نماز گذارد و بر سنگے کہ در آنجا ست نشستند و

بعضے از علماے تاریخ نوشتہ اند کہ ہر زنے کہ حمل نگرفتہ باشد چون بر آن سنگ بنشیند حامل گردد -

و این خاصیت پیش اہل مدینہ مطہرہ قدیماً و حدیثاً بحد شہرت رسیدہ است - مطری میگوید کہ در جرہ

کہ در جانب قبلہ این مسجد است سنگہا ست کہ بروی آثار است میگویند کہ آن اثر ہا فر لغلہ آنحضرت است

و بر سنگ دیگر مانند اثر مرفق واقع است - گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر وے تکیہ فرمودہ بود

و مرفق مبارک را بروے نہادہ و بر سنگے دیگر آثار اصابع است و مردم ہمہ آنہا تبرک می جویند -

انتہی ملتقطاً - علامہ مجد الدین صاحب قاموس کتاب مغانم المطابہ فی فضائل طابہ میں کہ عبارت مذکورہ

جذب القلوب گویا اوسی عبارت عربی کا ترجمہ ہے لکھتے ہیں وفی غربی ھذا المسجد اثر کانہ اثر مرفق

یذکر انہ علیہ الصلوۃ والسلام اتکاء ووضع مرفقہ الشریفۃ علیہ وعلی حجر اخر اثر اصابع - **خلاصہ**

ترجمہ - جانب غربی اس مسجد کے نشان ہے کہنی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپنے اوس پر

تکیہ لگایا تھا اور دوسرا پتھر ہے کہ اوس پر نشان انگشتان مبارک کا ہے - علامہ نور الدین سمہودی

میں ان معجزات کی تصحیح فرمائی ہے - چنانچہ اس مضمون کو صاحب مکتب حبیب نے فصل ثانی مما خصہ اللہ
بہ من المعجزات میں لکھا ہے وقد ذکر بعض العلماء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی ثلاثۃ آلاف معجزۃ
وخصیصۃ - علاوہ ازین صاحب روضۃ الاحباب نے بھی ارشاد کیا ہے بعضے از علما آوردہ اند کہ ہزار معجزہ
وبعضے گفتہ اند کہ سہ ہزار معجزہ از آنحضرت بظہور آمدہ - اور حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب علیہ الرحمۃ
نے رسالہ تواریخ حبیب الٰہ میں بیان کیا ہے - عبارتہ ہکذا - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اللہ جل جلالہ نے بیشمار معجزات عنایت فرمائے اور جو جو معجزے کہ ہر پیغمبر کو ملے تھے آپ کو سب ملے اور علما
محدثین اور اہل سیر نے معجزات آپ کے بقدر اپنے علم کے لکھے ہیں - بعضوں نے صرف معجزات کے بیان
میں کتاب لکھی ہے - جیسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ تصنیف کی
اگرچہ راقم الحروف نے یہ کتاب نہیں دیکھی لیکن میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ ایک ہزار معجزے اس میں
مندرج ہیں اور بعض سے سنا ہے کہ علمائے محدثین نے لکھا ہے کہ تین ہزار معجزے آپ سے صادر ہوئے انتہی
الحمد للہ علی احسانہ معترض کے دونوں اعتراض رفع ہو گئے - اور تقریر بالا سے یہ بھی کما ہو حقہ ثابت
ہوگیا کہ آپ کا معجزہ نقش قدم اور نرم ہونا پتھروں کا آپ کے معجزہ یقیناً پایۂ ثبوت کو پہونچا اور یہ
امر بھی محقق ہوگیا کہ معجزہ نقش قدم خاصۂ ابراہیمی نہیں - علاوہ معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم تو محدثین کے نزدیک کثرت روایات کی وجہ سے حد شہرت کو پہونچا ہے حضور
سرور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان انگشتان مبارک مرفق شریف یعنی کہنی اور نشان
سر اقدس ونقش کفش پائے حتی کہ نشان شکم تک بھی پتھر پر موجود ہیں - اور ان آثار متبرکہ سے اہل
ایمان کا فیضیاب ہونا اور مشہور ہونا ان معجزات کا اہالی مدینہ طیبہ میں اہل سیر کی کتب سے بوجہ احسن
ثابت ہے بغرض دفع شکوک و اوہام منکرین و اطمینان قلب صاحبان صدق و یقین و تسلی خاطر معتقدان
فضل حضرت افضل الرسل صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے چند روایات فیض آیات صدق سمات حیز تحریر میں

ہوگیا اور نشان ہیں آپ کے بازو اور پہونچے کا۔ اور یہ معجزہ ایسا مشہور ہے کہ حجاج اس کی زیارت کرنے کو جاتے ہیں اور یہ بھی آپ سے معجزہ ہوا کہ سنگ بیت المقدس مثل خمیر کے نرم ہوگیا آپ نے اپنی سواری کو اوس سے باندھا تھا۔ آجتک مخلوقِ خدا اس جگہ کی زیارت کرتی ہے اور برکت حاصل کرتی ہے۔ علاوہ ان معجزات کی جو مذکور ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے معجزۂ خندق کا حال پوچھا اور جناب ممدوح نے جواب دیا اس واقعہ کو صاحب فتح المتعال اس طرح نقل فرماتی ہیں۔ هل ما ذكره الثعلبي والطرطوسي في تفسيرهما ان النبي صلى الله عليه وسلم لما حفر الخندق وظهرت الصخرة وعجزت الصحابة عن كسرها نزل صلى الله عليه وسلم الى الخندق وضربها ثلث ضربات وانهارت وتفتتت صحيح ذلك ام ضعيف - پس جواب دیا حضرت شیخ نے اما حديث الصخرة التي ظهرت في الخندق وعجزت الصحابة عن كسرها وضربها ثلث ضربات فكسرها فانه صحيح ورد من طرق بالفاظ متعددة واخرجه البيهقي وابو نعيم في دلائل النبوة من حديث عمرو بن عوف المزني ومن حديث سلمان الفارسي ومن حديث براء بن عازب واصله في الصحيح من حديث جابر قال انا يوم الخندق - **خلاصہ ترجمہ** ثعلبی اور طرطوسی نے جو اپنی تفسیروں میں بیان کیا ہے کہ غزوہ خندق میں وقت کھودنے خندق کے ایک پتھر نکلا اور صحابہ اوس کے توڑنے سے عاجز تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا اوس پر تین ضرب ماریں وہ پتھر نرم ہوکر ریزہ ریزہ ہوگیا۔ یہ معجزہ صحیح ہے یا ضعیف؟ (شیخ کا جواب) حدیث اس پتھر کی جو خندق میں ظاہر ہوا تھا اور صحابہ اوس کے توڑنے سے عاجز تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ضرب سے ٹوٹ گیا اور نرم ہوگیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور متعدد طرق سے وارد ہوئی ہے۔ اس حدیث کو بیان کیا ہے بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں عمرو بن عوف مزنی سے اور حدیث سلمان فارسی سے اور حدیث براء بن عازب سے اور اصل اس حدیث کی جابر سے ہے کہ کہا جابر نے

رحمۃ اللہ علیہ وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفےٰ مین فرماتے ہین - والثالث مسجد البغلۃ فیہ

اسطوان واحد ای عمود وہو حجر به اثر یقولون انه حافر بغلة النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ

ترجمہ مسجد کہ جو بنام بغلہ مشہور ہے اوس کے ایک ستون مین نشان ہے سُم خچر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا - یہہ دونون روایت مولانا رضی الدین ابو الخیر عبد المجید قادری نے رسالہ

مرتجی بالقبول خدمت قدم الرسول مین لکھی ہین - مدارج النبوۃ مین حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہین - چون در آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را مائل گردانید سر مبارک خود را بسوی

سنگ تا پنہان کند شخص خود را پس نرم کرد خدا تعالیٰ آن سنگ را - انتہیٰ حصاقرۃ النجوم

لکھتے ہین تلین لذکراہ القلوب کما کانت تلین لنعلہ الجلامد - خلاصہ ترجمہ یعنی نرم

ہوگئے قلوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے جیسے نرم ہوجاتے تھے پتھر آنحضرت کے کفش

پائے مبارک سے - واضح ہو کہ یہہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

معجزہ سے بہتر اور بلیغ تر ہے اسلئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفش پائے سے بھی

پتھر نرم ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پابرہنہ تھے - الحق ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء -

ابن جوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ وفا مین لکھتے ہین قال ابو نعیم الحافظ لما دخل رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم الغار مال برأسہ الی الجبل لیخفی شخصہ عنہم فلین اللہ تعالیٰ الجبل حتی ادخل راسہ واسترخی الی حجر

من الجبل الاصم فلان لہ حتی اثر فیہ بذراعیہ وساعدیہ وذلک مشہور بقصدہ الحاج ویزورنہ وعاد

صخرۃ بیت المقدس کھیئۃ العجین فربط بہا دابتہ والناس یتمسون بہ لک الموضع الی الیوم

خلاصہ ترجمہ کہا حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جب داخل ہوئے جناب رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وسلم غار مین - جہکایا آپنے اپنا سر طرف پہاڑ کے تاکہ کفار سے اپنے تئین پوشیدہ کرین پس

نرم کیا اللہ تعالیٰ نے اوس پہاڑ کو اور آپ اوس غار مین داخل ہوئے اور آرام لیا اور نشان

واربناب موافق تحقیق محدثین کرام واہل سیر عظام کے صدور ووجود اس معجزہ کا یقیناً ثابت ہے۔ اب بھی اگر منکر اس کی تکذیب کرے اور خاصۃ ابراہیمی کہے تو سوا اس آیت فمن فسق فاولئک ہم الفاسقون بعد ذالک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے حفظنا اللہ و ایاکم من قساوۃ القلوب و اساءۃ الاعتقاد۔ اخقر الطلبہ۔ خادم انام نے چند روایات ماثبات متعلق صدور معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم موافق کتب معتبرہ محدثین محققین و اہل سیر سے نقل کر دیں بحوف اطناب انہیں روایات پر اکتفا کر کے اخباص النقش قدم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اثبات وصحت اسناد میں جو سروں شہر شاہجہان آباد دہلی۔ کوٹلہ فیروز شاہ بادشاہ سابق دہلی میں زیارت گاہ انام و مرجع خاص و عام ہے چند اقوال صلحاء کرام و موحدین ذوی الاحترام کی نقل کرتا ہے۔ طالب صدق شعار مخلصان درست کردار پر واضح ہو کہ یہ نقش قدم فیض شیم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تصریح علماء دین و محدثین باتمکین و موحدین صدق آئین و صلحاء امت۔ حضرت رسول امین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین بلا ارتیاب صحیح و مستند ہے اور صحت اس نشان قدم مبارک کی اہل یقین کے نزدیک اس درجہ پایہ ثبوت کو پہونچی ہے کہ اصلا انکار و انکار کو گنجایش و دخل نہیں ہے و بلا اشتباہ بروایات اکابر و اہل تواریخ معتبر اس سنگ حامل نقش قدم شریف کو حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ زمانہ سلطان فیروز شاہ میں مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و عظماً سے دہلی میں لائے اور سلطان مذکور نے کمال عظمت و اجلال سے اس قدم فیض شیم کے لئے کوٹلہ یعنی چھوٹا سا قلعہ سنگین با حصار متین و دروازہ ہائے رفیع و مسجد و حظیرہ متبارکہ کے بتعظیم تمام و تکریم و احترام جیسا قبر شاہزادہ فتح خان مبرور پر کہ بعض کے نزدیک فرزند ارشد و بعض کے نزدیک نبیرہ شاہزادہ موصوف تھا جیسا کہ ناظرین رسالہ ہذا کو ملاحظہ روایات آیندہ سے معلوم ہو جاویگا نصب کرایا اور اسی زمانہ سے آجتک علماء نامدار و مشایخ کبار و سلاطین ذوی الاقتدار و امراء ے والا تبار اس کی تعظیم و تکریم کو

من حاضر تھا غزوۂ خندق میں۔ اور ریاض الناصحین میں حضرت محمد بن شیخ محمد الجامی فرماتے ہیں

جہودے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آمد و سنگ در دست داشت وگفت یا محمد این سنگ

است از سنگ ہاے داؤد۔ رسول علیہ السلام آنرا بدست گرفت در دست وے ہمچو موم نرم شد۔ یہودی

این معجزہ دید و در حال مسلمان شد و ایمان آورد۔ ارباب ایقان پر یہ امر مخفی نہیں کہ حضور سید

عالم صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے نرم ہونا پتھروں کا حتّٰی کہ نشان ہر ایک

انبیاء جیسا کہ نشان شسم خچر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سواری حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ

والسلام کا موجود ہونا حوالجات سابق سے بوجہ احسن ثابت ہو چکا ہے حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کے اکابر امّت بھی ببرکت اتباعِ اقدام ایسی قسم کی کرامات و خوارق سے ممتاز ہوئے ہیں

چنانچہ نشان سم عجم بزرگوار جو بحوالہ سفرنامہ ناصر خسرو بلخی کے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے۔ اور حضرت

بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ برحق حضرت سلطان العرفاء سلطان نصیر الدین روشن چراغ

دہلی علیہ الرحمۃ کے ملفوظ جوامع الکلم میں حال فیض اشتمال حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے۔

ذکرے در باب ابتداے سلف صالح بود فرمودند خواجہ احمد پیغمبر نبی بود جامی ازان میگویند اور دہیات

خنبک شراب بر لاشہ بار کردہ در شہر آوردے و فروختے۔ روزے خنبک شراب بار کردہ بر لاشہ ہمے آورد

کنارہ آب رسید لاشہ قدرے درنگ کرد یک چابک محکم زد۔ چابک دیگر محکم تر ازان زد لاشہ

سر بالا کرد وگفت چہ کنم احمد صلی اللہ علیہ وسلم میگوید مرو۔ واحمد میگوید برو من گفت کہ بشنوم شیخ

ہمانجا خنبک شراب پارہ کردہ راہ کوہ گرفت۔ دوازدہ سال ہمدران بادیہ بالاے کوہ بود۔ آمدہ است

کہ از شیخ منقول است ہمدران کوہ پا گستان بر سر سنگ بستہ است و عکس نقش بر سنگ برآمدہ۔

انتہت عبارتہ۔ جبکہ متبعین اقدام حضور سرور انام علیہ التحیۃ والسلام کے لئے خرقاً للعادۃ نرم ہوتا

پتھروں کا ثابت ہوا ہے تو حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا استعجاب ہے۔ بلاشک

سید جلال الدین بخاری عقب او مخدوم جہانیان است جامع است میان علم و ولایت و سیادت
و او مرید شیخ الاسلام شیخ رکن الدین ابوالفتح قریشی است قدس سرہ و خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود و امام
عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ در مکہ معظمہ صحبت داشتہ ۔۔۔ و خزانہ جلالی کہ از ملفوظات اوست از روی
سوال اہل سکنہ بسیار کردہ و از بسیارے از اولیا نعمت و برکت یافتہ و در عہد سلطان فیروز کرات
از محروسہ اوچہ بحضرت دہلی آمد و سلطان مراسم اعتقاد و اخلاص آنچہ می باید بجا می آورد انتہی مختصرا
سفینۃ الاولیا میں لکھا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ نام الشان سید جلال بخاری
است از بزرگان صحیح النسب است۔ جامع علوم ظاہر و باطن بودہ اند خوارق و کرامات زیادہ از حد ازان
بظہور رسیدہ و در مکہ معظمہ کہ رفتہ شد با امام عبداللہ یافعی ملاقات کردند و میان این دو عزیز اتحاد
و نسبت بمرتبہ رسیدہ کہ بالاتر ازان نباشد و از مکہ معظمہ کہ باز بہ ہندوستان آمدند در دہلی بحضرت شیخ
نصیر الدین چراغ دہلی ملاقات نمودہ خرقہ مشترکہ حسنت زار لبنان پوشیدند فقط انتہی ملخصا۔ اور
اخبار المتاخرین میں یہ حکایت حضرت مخدوم صاحب موصوف کی لکھی ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب
سنہ ۱۱۲۰ھ گیارہ سو بیس کی لکھی ہوئی ہے حکیم غلام رضا خان صاحب برادر زادہ حکیم محمود خان صاحب
مرحوم کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ راقم نے حکیم صاحب موصوف سے کتاب مذکور مستعار لیکر یہ
حکایت نقل کی ہے۔ نقل است[۱] چون مخدوم بطواف مدینہ معظمہ مشرف شدند بعضے رؤس اکابر آنجا
و سادات انسان تحسین کردند۔ مخدوم دست جانب روضہ مطہرہ سید عالم قرار کرد و گفت السلام علیک
یا جدی۔ از روضہ مزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ندای شنیدند وعلیک السلام یا ولدی۔ بشنیدن
این آواز حاضران متعجب ماندند شیخ عبداللہ یافعی گفت واللہ ہذا صوت النبی علیہ السلام و ہر یکے
تصدیق کردند و بتواضع تمام نیز عذر خواہی کردند۔ مرتبہ دیگر مردم بسیار بروئے ایشان ایستادہ

[۱] یہ حکایت ... رسالہ ... صفحہ ۱۴ میں لکھی ہے۔

ماثر شرف واقعی جاتے تھے آئے [illegible] نظر [illegible] [illegible] [illegible] ہوئے ہیں

ہین - چنانچہ نقل [illegible] آسودہ ہے [illegible] حسن [illegible] فضل سے

[illegible] کے سال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

خاکسار راقم آثم اوّلاً بعض حالات حضرت مخدوم صاحب موصوف [illegible] [illegible] [illegible]

کے لکھیگا - بعدہٗ حال لانے نقش قدم مبارک کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوئے

سنگ مقدس نشان قدم مبارک کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کریگا تا [illegible] کو معلوم

ہوجاوے کہ نقش قدم مبارک کے لانے والے کیسے عالی رتبہ صاحب بصیرت جامع [illegible] ظاہری و

معنوی تھے اور تعظیم کرنے والے کیسے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible]

تعظیم و احترام نشانِ قدم مبارک مین اپنی جان و مال کو نثار کر کے [illegible] [illegible] [illegible]

حاصل کی - پس ازان نام نامی اُن صاحبان صدق و یقین و قدامان [illegible] [illegible] [illegible]

جاینگے کہ جو آستانہ و گرد و نواح آستانہ شریف کے مدفون ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

اون کی قبور کو درگاہِ قدم شریف کے اتصال سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

و درویش فلان مقام پر متصل درگاہ [illegible] کے آسودہ ہین [illegible] [illegible] [illegible]

کہ زمانہ دراز سے یہہ مقام برکت التیام درگاہ قدم شریف جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے

نام سے مشہور و معروف ہے [illegible] سادات صالحین اور کبرائے عارفین یہان کے [illegible]

مین دفن ہونیکو وسیلہ نجات جانتے تھے -

حال فیض اشتمال حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المحققین حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار مین لکھتے ہیں

تا آنکہ مخدوم شیخ نصیر الدین محمود خود رفتند و فرمودند اے فیروز بر تخت بنشین و بادشاہی قبول

کن۔ فیروز را ضرورت شد و از فرمودۂ ایشان ہیچ گریز ندید۔ گفت کہ حضرت مخدوم چند التماس دارم

مخدوم فرمود آنچہ کہ گفتنی است بگو۔ گفت یک التماس من آن است کہ بادشاہی باین شرط قبول

کنم کہ ہیچ فردے از افراد کل عالم از دست فیروز جورے و ستمے نرود کہ بسبب آن در قیامت ماخوذ

گردد۔ مخدوم فرمود آرے فرمان میشود کہ از دست فیروز بر ہیچ احدے و بر ہیچ فردے جورے و

ستمے اندک و بیش نخواہد رفت۔ فیروز گفت۔ التماس دوم آنست تا آنکہ بادشاہی فیروز باشد

در مملکت فیروز امساک باران نشود و قحط نیفتد تا خلق عالم را تنگیٔ معاش نباشد۔ مخدوم فرمود

آرے فرمان میشود تا آنکہ بادشاہی فیروز است در ولایت فیروز امساک باران و قحط نخواہد شد۔

باز فیروز را التماس کرد تا کہ بادشاہی فیروز باشد اگر بر ولایت فیروز آفتے آسمانی نامزد شدہ باشد آن

قحط و بلا بر سر فیروز نازل شود و نہ بر ولایت فیروز۔ مخدوم فرمود فرمان میشود تا آنکہ بادشاہی

فیروز است قہر نازل نخواہد شد مگر بر سر فیروز نہ بر ولایت فیروز۔ آنگاہ مخدوم بازوے فیروز بگرفت

و بر تخت بنشاندند۔ فقط۔ ناظرین با تمکین کو جبکہ معلوم ہوگیا کہ حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ بزرگ

صاحب البصیرت جامع علوم صوری و معنوی مسلم الثبوت تھے اور حضرت موصوف کا مرید و خادم

صادق سلطان فیروز سا بادشاہان اولوالعزم عادل داد گستر دین پرور نیک سیرت تھا پس

ایسے لوگون کا قدم مبارک کی نہایت درجہ کی تعظیم کرنا اور ارباب علم و اہل باطن و صاحبان تواریخ

معتبرہ کو وثوق کے ساتھ اس کی تصحیح کرنا اہل یقین کے لئے واسطے ثبوت اصلیت اس نقش قدم

مبارک کے دلیل بین و برہان روشن ہے۔ اب خاکسار راقم الحروف کیفیت لانے اس مقدس نقش

قدم شریف کی کہ حضرت مخدوم صاحب موصوف زمانہ سلطان فیروز میں مدینہ طیبہ سے دہلی مین لائے

اور فیروز شاہ مذکور نے یہہ کوٹلہ و مسجد و حظیرہ وغیرہ اس کے لئے تعمیر کرایا اور بعد انتقال شاہزادہ

بودند ندا سے شنیدند کہ یا زوّاری لا تلمسوا بن یدی ولدی - یعنی اے زیارت کنندگان دست

شوید پیش دست فرزند من - پس حاضران دور شدند - مرتبہ دیگر ندا سے شنیدند یا جلدی لا تدق

بین یدی زواری اے فرزند من استادہ شو پیش دست زیارت کنندگان من - انتہی

حضرت احمد بربی رحمۃ اللہ علیہ جو مرید حضرت مخدوم صاحب موصوف کے ہیں اسی حکایت کو زیادہ تفصیل

کے ساتھ بیان فرماتے ہیں - چونکہ وہ حکایت گویا ایک رسالہ جسکا نام سیرنامہ ہے انشاء اللہ

بعد حال سلطان تغلق فیروز شاہ و تولیت نامہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے نقل کیا جائیگا -

حال سلطان تغلق فیروز شاہ بادشاہ دہلی

خزینۃ الاصفیا میں مفتی غلام سرور نے لکھا ہے - فیروز شاہ بادشاہ تغلق بن سالار رجب

ابن بادشاہ بسیار نیکنام و نیکوکار و رعایا پرور و رحیم و کریم بود - رعایائے ہند وجود ذی جود او

از مغتنمات وقت می شمردند و سے تا دم حیات در تعمیر انہار و حوض و مساجد مصروف ماند و تشنہ

حرا بہیا سے زمانہ سلطنت بخوبی کرد - انتہی ملخصاً - حضرت سیدنا سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ

سبع سنابل میں افادہ فرماتے ہیں - نقل است کہ بعد از نقل آن بادشاہ کل خوانین و سلاطین

سپاہ بر سلطان فیروز راضی گشتند کہ اکنون بادشاہ ما سلطان فیروز باشد و سلطان فیروز

بادشاہی راضی نمیشد و میگفت کہ بار جملہ خلایق بر سر خود نہادن و در قیامت از ہر فرد سے

جواب دادن و چندین حساب را متعہد شدن کار خردمندان نیست - بادشاہان خردمند

بادشاہی خود را ترک کردہ بفقر و مسکنت در آمدہ اند منکہ بفقر و مسکنت خود را گذاشتہ بادشاہی

اختیار کنم جز حماقت نباشد - ذہیچ نوع سلطان فیروز بادشاہی قبول نمیکرد و بر تخت نمی

آن سلطان فیروز نیز خطے بدستخط خود نوشتہ بود۔ فقط۔

واقعہ وفات فتح خان مرحوم ابن بانبیرہ سلطان فیروز مغفور

کتاب طبقات حسامیہ میں کہ یہ کتاب حضرت شیخ العرفا شیخ عبید اللہ علیہ الرحمۃ عرف حضرت خواجہ
خورد خلف ارشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ نے مولانا محمد حسام الدین
رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ برحق حضرت خواجہ صاحب موصوف کے نام سے تصنیف فرمائی ہے۔ اسی کتاب میں
حضرت خواجہ خورد علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔ وقتیکہ سلطان فیروز ملازمت مخدوم العالمین رفتن
خواستہ بود فتح خان کہ درمیان او و سلطان عہد قدم مبارک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم بود تا ہر کس کہ پیشیں از بلدیگر بعالم بقا شتابد آن نشان والا شان بر سینہ او گذارند۔ فتح خان
مذکور بمجرد استماع واقعہ حضرت مخدوم جہانیاں و صحت یافتن ایشان بدعا حضرت قطب المکرمین
براسپ تازی سوار شد و تنہا بسوے پانی پت شتافت و بوقت شام در آنجا رسید و اسپ را بر
در خانقاہ عرش اشتباہ حضرت مخدوم العالمین گذاشتہ اندرون رفت۔ حضرت مخدوم درون حجرہ
مشغول بود۔ و مخدوم شیخ زینا کہ از خلفاے خاص حضرت قطب المکرمین بود حلقہ حجرہ در دست
گرفتہ ایستادہ بزبان فیل مست می جنبید۔ فتح خان با ہمہ دلیرانہ درون حجرہ رفتن خواست
حضرت مخدوم شیخ زینا گفت اے بچہ کجا میروی نخواہی کہ بسلامت باز آئی۔ گفت مستانہ میروم
و بسلامت باز آیم۔ آنجناب فرمود کہ اگر سلامت بیائی پیرہن من پارہ کنی و الا من جامہ ترا پارہ کنم
فتح خان چون جوانان ہمین تغافل بود دلیرانہ درون حجرہ رفت و دید کہ حضرت مخدوم العالمین
در استغراق اند۔ فتح خان دست بستہ بالیستاد۔ پس بے آنکہ کسے آنحضرت را خبردار سازد از زبان
مبارک حضرت لفظ برآمد۔ برو بگیر قدم آن سرور را۔ فتح خان شاد شد زمین بوس نمودہ آمد۔ و
ہمچنان مخدوم شیخ زینا راست ایستادہ بدید گفت یا شیخ چگونہ مستانہ برآمدم۔ فرمود اے بچہ

فتح خان کے اس حظیرہ میں سنگ قدم شریف تسلیم اوس مرحوم کے سینہ پر نصب   ... وفات فتح خان
و دیگر حوالجات بعدہ نولسیت تا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ... شیخ ...
بادشاہ وقت اس مقام فیض التیام کے امین و متولی ہوئے ... صاحب ...
دیسا رسیر نامہ حضرت احمد بری علیہ الرحمہ مرید با اختصاص حضرت مخدوم جہانیاں موسوم ... بہ رسالہ
سیر نامہ حضرت مخدوم کے زمانہ حیات میں آپ ہی کی ارشاد سے لکھا گیا تھا اور کتاب طبقات ...
سے نقل کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہے - ... میں لکھا ہے - نقل بعینہ
سلطان فیروز معتقد و مرید ایشان بود و بموجب التماس او تحفہ بسیار مقدار یک کرور و ...
تنگہ رواج ہند از جنس و متاع و نقد بخلیفہ مصر رسانیدہ قدم سید عالم مصطفے آدم صلوٰۃ اللہ علیہ
علی آلہ و صحابہ بحوالی دہلی آوردند سلطان فیروز با اعیان و اشراف دہ کروہ پیشوا رفتہ بر سر خود
نہادہ بدار الصفا المشتہر بفیروز آباد آورد و مبلغ و نقد و جنس بسیار بحرم داد - و بعد از وفات فتح خان
نبیرہ خود بر سینہ او داشت و مدرسہ و مسجد و حصار وسیع و چاہ بزرگ عمارت نمود و چہ از آب
زمزم در سرکار بادشاہی جمع شدہ بود در آن چاہ ریختہ و ظرفے از سنگ ... در تربت
نمود راست کرد و طعام بسیار لنگر یومیہ مقرر نمود و اراضی بسیار و باغات از بہی خاص کہ نام آن ...
است مشتمل بقصبات مختلف بعضے از ... و بعضے از ... تفصیل آن در فرمان فیروز ... وقف
کرد و در ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر در سنہ ۷۶۶ ست و ستین و سبع مائۃ وقف نامہ بمہر و دستخط علماء کرام
و مشائخ انام و قضات اسلام و اعیان ممالک نظام دار الملک حضرت دہلی درست کردہ بخادمان کہ
از مصر ہمراہ آمدہ بودند حاجی شمس الدین و حاجی محمد سپرد کہ حاصلات آن را بہ مستحقان و مسکینان
صرف نماید - کمترین ... ابن ... ماہ ربیع الثانی سنہ خمس و الف آن وقف نامہ را از اولاد
حاجیان مذکورین طلبیدہ و بقید مطالعہ و زیارت دستخط مخدوم جہانیان و بزرگان دیگر کہ در حاشیہ ...

حلائق است و سلطان بعد قرن بعد قرن بخدمت لنگر آن مقام تبرک قیام نموده آمده است۔ انتہیٰ۔
صاحب سیر المنازل لکھتے ہیں در نواح دار الخلافت واقع سکانات دہلی قدیم از انجا کوملہ قدم شریف
کہ بنا ساختہ فیروز شاہ بادشاہ است .. وانجا قدم شریف صلی اللہ علیہ وسلم از آل شریف آوردہ اند
کہ تخمیناً پانصد سال شدہ باشد کہ قدم مبارک را مخدوم جہانیاں جہان گشت از مدینہ منورہ آوردہ بودند
حضرت شیخ اجل محدث دہلوی مولانا شاہ عبد الحق علیہ الرحمۃ تاریخ ذکر ملوک میں سلطان فیروز کے
احوال میں لکھتے ہیں۔ سلطان بگفتہ شدگان پسر فتح خان را کہ بہرہ ور بود و کارہا و فتح ہائے
عظیم کردہ ہم در حالت حیات سلطان فیروز شاہ بمرد و کتاب قدم حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم بر سر قبر وے نشاندہ بود۔ غیاث الدین تغلق شاہ لقب دادہ و لیعہد خود گردانیدہ و کار و بار سلطنت
تمام باو تفویض نمودہ در ہمین سنہ تسعین و سبعمائہ رحلت کرد فقط۔ ملا محمد صادق ہمدانی رحمۃ اللہ
علیہ جو شاگرد رشید حضرت شیخ محدث دہلوی موصوف علیہ الرحمۃ کے کتاب کلمات الصادقین میں کہ جو سنہ
ایک ہزار تیئیس ہجری زمانہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ میں تصنیف کی ہے حضرات دہلی کی تعریف و
توصیف میں تحریر فرماتے ہیں۔ چون ہمیشہ این شہر مسکن عزیزان و برگزیدگان الٰہی و مقربان و مقبولان
بادشاہی بودہ ہر مکانے از شرف خاص و برکتے جدا دارد و درگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
و حوض شمسی و مسجد عیدگاہ و مسجد خواجہ معین الدین و خانقاہ حضرت سلطان المشائخ و فیروز آباد دہلی
نسبت بسائر اماکن این شہر بزیادتی برکت مخصوص و مشہور اند۔ انتہیٰ۔ مولوی محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ
کتاب تذکرہ اولیائے دہلی میں کہ یہ کتاب حضرت موصوف نے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ہندوستان
سنہ ایک ہزار ایک سو پچاس میں تصنیف فرمائی ہے سلطان فتح خان مرحوم کے حالات میں لکھتے ہیں
از صلحائے شجاعت نشان فتح خان بن سلطان فیروز شاہ مرد صاحب حال محب درد نشان با کمال
بود و ہرگاہ مخدوم جہانیان سنگ حامل نقش قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدہلی آوردہ حوالہ سلطان

نیر بهدف رسید ازینجا خود فضا گرفته آمدی اما تا دهلی خود سلامت نمیتوان رسید فتح خان گفت
با حضرت آرزوے من از دل و جان همین است بجهت همین تفاول دینجا آمده بودم الحمد لله والمنة
که مکرر بشارت یافتم - پس بنهایت شگفتگی و تازه روئی از انجا بر اسپ سوار شده روانه گشت چون نزدیک
دهلی رسید بر در حتے فراز آمد خوابش گرفت و چادر بر روے نها و جان بحق تسلیم نمود - چون این خبر
بسلطان رسید وعده خود بجا آورد و نشان قدم مبارک حضرت رسالت پناه محمد مصطفی صلی الله علیه
وسلم بر سینه او گذاشت - انتهی کلامه - واضح ہو کہ یہی عبارت صاحب سیر الاقطاب نے حضرت مخدوم
جلال الدین کبیر الاولیاء قدس سرہ کے احوال میں بعض استعمال بین لکھی ہے - راقم آثم کے والد ماجد
حضرت مولانا حافظ قاری محمد فرید الدین شہید علیه الرحمة نے رسالہ سیف المسلول علی من انکر اثر
قدم الرسول میں اسی عبارت کے حاشیہ پر جو مضمون کہ تنبیہاً لکہا ہے وہ قابل دید ولائق عبرت اہل نظر
ہے - تنبیہ - اس جگہ سے خیال کرنا چاہئے کہ کتنا وثوق تحقق اس قدم مبارک کا اون اولوا
ایمانی اور فتح خان کو حاصل ہوا تھا جنے کہ دونوں نے آپس میں وعدہ کیا تہا کہ جو پہلے جان بحق
ہو اس قدم مبارک کے سینہ پر رکہے کا مستحق ہو اور واسطے استحصال اس عظمت و برکت کے ہر ایک کو
آرزوے تقدم مرگ تہی یہاں تک کہ سلطان نے بہی استدعا یا جناب الٰہی میں کیا اور فتح خان
آرزوے بعجلت اون سے پہلے جا مر ہوا - سبحان اللہ ایک وہ اہل ایمان وایقان ہے کہ نقش قدم
سینہ پر رکہنے کے لئے تقدیم مرگ کو گوارا اور جان نثار کرتے تہے ایک یہہ کہ بزرگوار کا انکار نہیں تم
اس کے اصرار ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - انتہی کلامہ
و نیز طبقات شاہیہ میں لکہا ہے - از انجمله مدرسه فتح خان است که حالا آنرا حظیره فتح خان خوانند
و این فتح خان پسر سلطان مذکور بود و گویند پیش از سلطان فیروز شاه فوت کرد - قبر وے درجان
مدرسه است و بالاے قبر وے نقش قدم معظم آن سرور است که از مدت مدید و عهد بعید زیارت گاه

ایضاً دل اسی کے پینے سے نجات ہے	پالی قدم شریف کا آب حیات ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی کو مکتوب منظوم مین کہ بطریق نصیحت واسطے التزام زیارت حضرات دہلی کے لکھا تھا۔ چند اشعار اوس قصیدہ کے لکھے جاتے ہین

اشعار فیض آثار

گاہے بسوئے مقام خواجہ	آئی و شوی غلام خواجہ
آن شاہ کہ قطب چرخ دین است	ماہ فلک و شہ زمین است
آرے آندری بہ حوض سلطان	چون خضر بنوشی آب حیوان
بخشندہ حیات جاودانی	یارب کہ ہمیشہ زندہ مانی
بستر اول بعرس حضرت	شیخ دو جہان نظام ملت
گہہ کردہ ز شوق پاے ناسر	آئی سوئے مقدم پیمبر
بوسی قدم شریف او را	مالی رخ خود بخاک آن پا
خلقش ہمہ کعبہ سے شمارند	زان اہل صفاش سعی دارند
آن کعبہ چو در مقام دہلی ست	زان مکہ خورد نام دہلی ست
دہلی و ہزار جاے دلکش	ہر جا چو بہشت جاودانی خوش

اور تذکرہ نسبت نامہ حضرت شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا جو مولانا محمد احسان الحق صاحب مرحوم و مغفور نے بغرض عنایت راقم اثم کو ارزانی فرمایا تھا چنانچہ وہی تذکرہ نسبت نامہ جناب مولانا مولوی محمد انوار حق صاحب دام مجدہ خلف الصدق حضرت ممدوح کے پاس اس وقت تک موجود ہے۔ اوس کی عبارت یہ ہے۔ این ذکر نسبت دربیان آنکہ مخدوم انام سید جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیان جہان گشت نبیرۂ قطب الاقطاب وفرد حقیقت حضرت سید

نمود بوسے قلیچہ ساخت و فتح خان اقرار کرد کہ اول ازین جہان رحلت نماید این سنگ و نقش
نبی الثقلین بر فراز نصب نمایند۔ پس فتح خان از خدمت صاحب دلالت آئین نقل نمودہ است کہ از سلطان
بہشت نشیمن پیرو ہمچنان شد و آن سنگ در قلیچہ بر قبرش منصوب گشت۔ و نقلش بعضے از اساتذہ چنین
واقع شد و فوت سلطان فیروز در سن ہفتصد و نود و نہ بود رحمۃ اللہ علیہما — کتاب تذکرۃ العلماء میں حضرت
شاہ محمد اکرم علیہ الرحمۃ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کے حالات میں لکھتے
ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ مغفور ہمیشہ بوقت شب در درگاہ قدم شریف حاضر می شد۔ تمام
شب نزد قدم مبارک آن سرور مراقبہ میفرمودند تا آنکہ کمال ظاہری و معنوی حاصل شد۔ فقط۔
حضرات القدس میں مولانا محمد بدر الدین خلیفہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ [illegible]
زیارت قدم مبارک رسالت پناہ مشرف گشت۔ آنکہ مجاوران در قدم معظم [illegible]
بپا ستاد و گریہ با دست داد و از انجا مبشر بمغفرت گشت۔ فقط۔ آثار الصنادید میں لکھا ہے
قدم شریف یا مقبرۂ فتح خان۔ یہ درگاہ بہت نامی اور درحقیقت یہ مقبرہ ہے شہزادہ فتح خان
بن فیروز شاہ کا۔ جبکہ شاہزادہ فتح خان نے انتقال کیا تو اوس کی لاش یہاں دفن ہوئی
اور فیروز شاہ نے اوس کے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد بنائی اور چاردیواری کے پاس ایک
بہت بڑا حوض بنوایا کہ ابتک موجود ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ یہ [illegible]
کہ اسکے سبب پتھر پر نقش قدم پڑ گئے تھے۔ چنانچہ اکثر کتابوں میں یہ مذکور ہے مشہور ہے کہ [illegible]
نقشِ قدم کے پتھروں میں کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد میں آیا اور اس نے [illegible]
اپنے بیٹے کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام سے مشہور ہوا۔ [illegible]
بنا دیا ہے اور اوس کے گرد سنگ مرمر کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اس میں پانی بھرتے ہیں اور نقش
قدم کو دھوکر پانی کا تبرک لیجاتے ہیں اور زبان حال سے بہشت [illegible]

دستخطیان شرع شریف نے تصدیق اس تذکرہ تولیت نامہ کے ثبت فرمائی تھے اون کی نقول جناب مولانا محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ نے راقم اثم کو مرحمت فرمائی اور اسپر یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ فلان عالم و مفتی فلان بادشاہ کے عہد معدلت مہد مین اس تذکرہ تولیت کی تصدیق فرما ہوئے ہین۔ چنانچہ وہ عبارت مولانا موصوف کی بعد نقول بعض مواہیر کے اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔ ہکذا۔

نقل نقشہای مواہیر مثبتۂ محضر نامہ مشتمل بر ذکر تولیت آستانہ قدم مبارک

بخاندان حضرت شیخ اہل محدث دہلوی قدس سرہ

قاضی عبدالوہاب ۱۱۰۲ خادم شرع شریف

شیخ نور ہی ۱۱۰۹

محمد انور مفتی شرع خلیل الدین خان ۱۱۵۰

محمد امین الدین خان ۱۱۶۰

محمد معین الدین خان ۱۱۶۵

میر عبدالرحمن ۱۱۶۳

مفتی شرع کریم الدین ۱۱۸۰

فدوی عبدالرحمن ۱۱۸۹

فدوی عبدالغفور خان

نقل عبارت محررہ مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ

قاضی عبدالوہاب کی مہر عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی۔ اور شیخ نور ہی کی مہر عہد بہادر شاہ ابن عالمگیر بادشاہ کی۔ اور مفتی محمد انور خلیل الدین خان کی مہر عہد محمد شاہ بادشاہ کی۔ اور محمد امین الدین خان و محمد معین الدین خان اور میر عبدالرحمن کی مہر عہد احمد شاہ ابن محمد شاہ کی۔ اور مفتی کریم الدین کی مہر عہد شاہ عالم بادشاہ کی اور فدوی عبدالرحمن اور عبدالغفور خان کی مہر عہد شاہ عالم بادشاہ کی بلاحظہ سالہا ثبت شدہ معلوم ہوتی ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ تصدیق واقعات عہد شاہجہان بادشاہ مندرجہ محضر نامہ پر ایسے پرانے لوگون کی مہرین ثبت ہین جو بہت قریب العہد شاہجہان بادشاہ سے تھے جن کی وفات ماہ رجب ۱۰۷۶ہجری مین ہوئی تھی

جلال الدین بخاری سیخ رحمہما اللہ تعالی از ممالک حجاز نقش قدمے مظہر البرکات والاعجاز از جناب
رسالت مآب سید المرسلین و مالک قاب قوسین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ و اہل بیتہ و اصحابہ و اتباعہ
اجمعین باشارات و بشارات غیبی و لا ریبی درین دیار ہندوستان آوردند۔ سلطان آن عصر
فیروز شاہ یک منزل پیادہ پاے باستقبال آن شتافتہ و ہم در اثنائے راہ از حضرت مخدوم
درخواستہ کہ چنین آثار کرامت بار را زیارت گاہ عوام سازد و غرض ازین عبادہ حسبۃ اختصاص آن
بداند و اینہمہ از آن ایشان است۔ مگر آنکہ ہر کہ از ما سعادت حصول آخرت را در سینہ دعاے
ان نقش اعظم باشد۔ حضرت مخدوم فرمودند چون مارا سیاحت ناگزیر است اہتمام آن بشرطیکہ
کہ اہتمام و نظام مہام و تملک و تولیت و تسلط و تصرف و حکومت آنجا من کل الوجوہ بملک معز الدین
بخاری باشد کہ او شان ہم وطن و ملوک زادہ با فضائل و کمال من است و ازو ہیچ چیز مثل آن
امر شمارید و احدے در تسلیم و تفویض و تجویز بعضے نبارد و آن سلطان وا عقاب او و دیگر سلاطین
امر تملک و تسلط ملک معز الدین مذکور و اولاد او نسلاً بعد نسلٍ و ہم اولاد امجاد مخدومی بوصیت
حضرت مخدوم را باعتقاد احراز داشتند و تجویز صدام و جمیع اہتمام آن آستانہ را تجویز و تفویض براے
آنہا گذاشتہ آمدہ و در عہد صاحبقران ثانی اورنگ نشین خلافت و جہانبانی کار فرمائی حقائق و
دقائق نکتہ دانی شاہجہان بادشاہ غفران پناہ انار اللہ برہانہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
قدس سرہ و نبیرۂ ملک موصوف بذاکرہائے گسترہ وادرارات و اخراجات آن آستانہ از سرکار
خاص بادشاہی نیز مقرر گردانیدند۔ ہمین پور خلافت بادشاہزادہ مرزا محمد دارا شکوہ بنیل سعادت
درخواست خدمت امانت آن نمود۔ آن بادشاہ حق پرست فرمود کہ متولی را چون تملکی ہم باشد
این گماشتن بر مالک جبر بیّن است و خدمت امانت ہم بضمیمہ یکروپیہ یومیہ بحضرت شیخ مفوض
داشتند۔ انتہی موضع الی حجت۔ فقط واضح ہو کہ اس تولیت نامہ پر جو سوا سیر دستخط علماء نامدار

[illegible] دست و [illegible] مخدوم جهانیان جهان گشت شد تهمت طلب [illegible]
[illegible] بسیار و نوادر و هدایا ملازمت ایشان روانه کرد -
نصیب [illegible] المتصل شمس العارفین سدی حضرت مخدوم جهانیان
جهان گشت [illegible] روانه گشتند [illegible]
[illegible] رفتند [illegible] مرتبه حج گذارده [illegible]
[illegible] معظمه زاد الله تعالی [illegible] حج [illegible] زیارت کرد [illegible] حج [illegible] آورده [illegible]
[illegible] زیارت مدینه [illegible] روضه مطهره [illegible]
زیارت کنم - ایشان در جواب گفتند [illegible]
[illegible] آل پاک آن حضرت [illegible] گفتند که آل آن سرور
سبزواری [illegible] گفتند ما قبول نخواهیم
[illegible] روضه متبرکه گردا [illegible] در مبارک بکشایند
چون گرد آمدند [illegible] آغاز کردند الصلوه والسلام علیک یا رسول الله هیچکس بجواب
مشرف گشت - چون نوبت حضرت مخدوم رسید اول وضو تازه ساخته دو رکعت نماز ادا کرد -
بآواز بلند گفت الصلوة والسلام علیک یا جدّی - در حال از درون روضه مبارک ندا آمد
وعلیک السلام یا [illegible] ولدی - پس قفل از در بیرافتاد و در گشاده شد و درون روضه متبرکه در
رفت و دو [illegible] است [illegible] از آنحضرت پاک نمود حکم صادر شد بزبان فارسی که بیا ای مخدوم
جهانیان جهان گشت - چون بابن خطاب مشرف گشته باز تمام اهل مدینه آمده بغوغا [illegible] تمام
گفتند که یا مخدوم جهانیان جهان گشت ما را معذور دار که ما ناشناس بودیم هر کس پیشکش نعمتها
حاضر آورد [illegible] هیچ [illegible] نگرفتند - بعد از آن خلیفه آنجا قدم مبارک حضرت علیه السلام آورده

راقم الحروف اب رسالہ سیر نامہ حضرت احمد برنی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کرتا ہے - چونکہ یہ رسالہ
طویل ہے مختصراً نفس مدعا اس رسالے سے انتخاب کر کے لکھتا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بدانکہ این رسالہ است مجموعہ از تقریر قطب العالم مقتداے مشائخ صالحین سلطان سادات
آل یاسین جلال الحق والشرع والدین حسنی الحسینی بن احمد کبیر الحسینی البخاری متع اللہ المسلمین بطول
بقائہ چنین گوید بندہ امیدوار رحمت پروردگار احمد برنی کہ یکے از مریدان و معتقدان
خدمتگاران اولاد پیغمبر علیہ السلام بوقت بازگشتن سید السادات از مہم ٹھٹہ بسمت دار الملک
دہلی حرسہا اللہ تعالی عن الآفات در ماہ مبارک رجب سنہ اثنی وسبعین وسبعمائۃ یعنی
ہفتصد و ہفتاد و دو در روز پنجشنبہ این بندہ را سعادت قدمبوس بفضل اللہ تعالی بوقت
نماز پیشین حاصل شدہ انواع کرم و شفقت ارزانی فرمودند - تا چند روز این فقیر در خدمت
مبارک بود بانواع فواید دارین مشرف مے شد - روزے بخاطر گذشت کہ ارشادات مبارک
سید السادات چیزے از احوال سیر و طیر و بیان آوردن قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جمع کنم - خدمتگار عرض کرد کہ اگر اشارت باشد چند ورق این مقدمہ بیان کنم - بکرم فرمان شد
بنویس نیکو باشد تمام این مجموعہ سیر نامہ نہادم تا خوانندگان را لذتے و ثواب پدید آید و این
رباعی را از سر حال نوشتم -

رباعی

ترا عزت بتاج و تخت شاہی مرا عزت ز خاک پاے درویش
الٰہی احمد بیچارہ دل را بدہ تمکنت ز خاک پاے درویش

چون بعد از فوت سلطان محمد تغلق سلطان فیروز بن رجب بادشاہ شد [illegible]

دفن کردند و آن قمر من برگ زیارت گاہ خلق است و کان ذلک فی سنہ خمس و خمسین و تسعمائة

زبدة المقامات میں حضرت مولانا محمد ہاشم علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کے

حال فیض اشتمال میں افادہ فرماتے ہیں۔ بتقریبے با یاران بآن موضع رسیدہ اختیار

خوش کردہ وساختہ دوگانہ گذاردہ بودند و خاک آن موضع پاک بدامان ایشان چسپیدہ

بود بر زبان شریف راندند کہ خاک این موضع دامنگیر باشد لاجرم دران مکان کہ قدسگاہ حضرت

رسالت است و مرقد مبارک شہزادہ آن شاہ اقلیم ارشاد را گنج وار سپردند۔ کتاب مرآۃ آفتاب نما

مصنفہ عبد الرحمٰن خان صاحب المخاطب بہ شاہ نواز خان ہاشمی وزیر شاہ عالم بادشاہ دہلی

حضرت خواجۂ خواجگان محمد باقی باللہ قدس سرہ کے حال میں لکھتے ہیں۔ خواجہ باقی باللہ

شب پنجم جمادی الثانی در سنہ یکہزار و دوازدہ وفات نمودہ متصل قدم شریف دفن شدند

مولانا محمد حبیب اللہ [illegible] کتاب تذکرہ اولیاے دہلی میں احوال اون حضرات کے جو

آستانہ و حوالی آستانہ قدم مبارک کے مدفون ہیں لکھتے ہیں۔ بر حوض عرفات باقی خواجہ

عبید باقی اسمی شب پنجم جمادی الآخر روز شنبہ سنہ یکہزار و دوازدہ چہل سالہ از جہان فانی

بعالم جاودانی رفت [illegible] نعش [illegible] رسول مدفون گشت مزار مبارک بے گنبد است

رحمۃ اللہ علیہ۔ ایضاً فیہ۔ سیادت و نجابت قرین دانشمند و طبیب حاذق با تمکین سید شمس الدین

در حوض عشق [illegible] ساقی سید ابو طالب عراقی باہم عقد اخوت بستہ در سیر و سیاحت معمورۂ عالم

موافقت و مرافقت نمودہ بدہلی رسیدند در سنہ نہصد و نود و پنج شہادت یافتند و در حرمگاہ

النقش [illegible] رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن کردند۔ اکنون قبور ایشان زیارتگاہ

خلائق است رحمۃ اللہ علیہما۔ انتہی ملخصاً و ملتقطاً۔ ایضاً فیہ۔ حافظ ابو اسحٰق بن شیخ حسین

[illegible] ہموارہ ہمت خویش برانجاح مرام خلائق و خدمت درویشان

وسیع وحصار یعنی عمارت نمودند [illegible] درحساه

ریختند وظرفی از سنگ [illegible]

بمردم متفرق شود و دیه و باغ [illegible] است مثل بعضی محلات بعضی از

خرید و بعضی از احیا که تفصیل آں در درون فرو نیست [illegible] شهادت

علماء اعلام و مشایخ کرام و قضات اسلام [illegible] ممالک [illegible] حضرت دہلی مشهور

منقرش ۷۶۰ سبع وستین وسبعمائة درست کرده [illegible] حال

آن وقف نامه نزد فرزندان آن جماعت موجود است [illegible]

مخدوم جهانیان [illegible] دیگر برآن خط [illegible]

نوشته [illegible]

[illegible] شاهزاده [illegible]

تعینات [illegible]

خدمتگاری [illegible]

سنه هفتصد و نود [illegible] عبارات

را زبانی حضرت مخدوم جهانیان بقسم آورده - فقط

خاکسار راقم الحروف اب نام نامی ان حضرات [illegible]

آستانہ قدم شریف کے مدفون ہیں [illegible] ان کی [illegible]

سے دفن ہو بکے نشان دئے ہیں - اخبار الاخیار میں حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

دو سید زادہ حضرت سید شمس الدین محمد و سید ابو طالب رحمہما اللہ تعالی کے حال شہادت کو

لکھکر تحریر فرمایا ہے - ایشان را در حرم روضہ قدمگاہ حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہوش یقیناً جان سکتا ہے کہ حضرت علماء دین و محدثین و مورخین باتمکین نے اس درگاہ شریف کو کیسے کیسے الفاظ تعظیمی سے بیان کیا ہے۔ اگر ان حضرات موصوفین کو اس نقش قدم مبارک کی صحت کا وثوق نہ ہوتا تو کیوں ایسے ایسے الفاظ تعظیمی لکھتے۔ واے برحال جہالِ زمانہ کہ بلا تحقیق رجماً بالغیب اس مقام فیض التیام کو بلفظ پتھر گڈہ اور اس آستانہ کے حاضرین کو سنگ پرست کہتے ہیں اور تحققات محدثین کرام و مورخین عظام کو بے محابا غیر معتبر و غیر صحیح بیان کرکے مصداق ضلوا و اضلوا کے ہورہے ہیں۔ وللہ در القائل۔ ؎

نقش پاے کاینچنین افتادہ است — اہلِ دل را دلنشین افتادہ است
کے نشیند بر دل آن بدگہر — کش دلے از سنگ باشد سخت تر

اللہم اہدنا و ثبت قدامنا علی صراط مستقیم۔ مقام غور ہے کہ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق مقام موصوف کے متولی ہوں اور زمانہ فیض نشان حضرت ظل سبحان شاہجہان بادشاہ غازی غفر اللہ لہ سے ان کی تولیت متحقق ہو کر پیشگاہ بندگان عالی سے بوسیلہ سفرز ہو۔ بعد ازان زمانہ ہدایت نشانہ حضرت اورنگزیب بادشاہ شریعت پناہ عالمگیر میں جن کا عہد دولت مہد مجمع صد ہا عمدہ متبحر و فضلاء متدین کا تھا اس وقت کے علماء و صوفیہ صافیہ سے قولاً و فعلاً کوئی امر خلاف تعظیم و تکریم اس قدم فیض شیم کی نسبت ارباب تواریخ معتبرہ سے منقول نہیں ہوا۔ بلکہ بعض ملازمان خاص نے بحصول سعادت یہاں کی خدمت کو مایۂ افتخار سمجھا۔ چنانچہ بر دروازہ حظیرہ بیرونی کے بصرف خاص تیار کرا کر یادگار خدمت کا ایک کتابہ دروازہ سوئی کی پیشانی پر نصب کرادیا۔ چنانچہ آجتک وہ عبارت کندہ شدہ موجود ہے بشکل کتابہ یہ ہے۔

عالمگیر شاہی چینی خانہ	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۱ ۱۴	محمد میر تحویلدار

فانی بگذاشت در سنہ یکہزار و یکصد و شش نود سال از جہان رحلت نمود پہلوے راست نعش قدم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - انتہیٰ ملتقطاً ایضاً فیہ - شاہ بہلول قادری بزرگ مرتاض مجاہد بتقوی شعار - زیادت [illegible] بود شب پنجشنبہ چہارم رجب سنہ یکہزار و ہفت و نعیبہ حیات بحلاق عالم سپرد و در جوار آستانہ نقش قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ انتہیٰ - ایضاً فیہ مقبول درگاہ صمد شیخ حاجی محمد از [illegible] سلسلہ عالیہ قادریہ درویش صاحب کمال بہ ذوق حال بود اوائل رمضان بعد از یک و نیم ماہ از وفات شیخ بہلول سنہ یکہزار و ہفت از جہان برفت و نزدیک قلعہ نقش قدم پہلوے شیخ بہلول قادری مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - انتہیٰ - ایضاً فیہ - مقتدے بن احمد شیخ ولی محمد دہلوی از مریدان شاہ عبد العزیز صاحب حال و قال بسیار با کمال بود - ہژدہم جمادی الآخر [illegible] بہ حریم حق پیوست و در راہ نقش قدم عقب مسجد عبد الکریم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - ایضاً فیہ - بندہ خداوان شیخ عثمان در سنہ یکہزار و یکصد و دہ از جہان درگذشت [illegible] نقش قدم سر راہ مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ انتہیٰ ملتقطاً - ایضاً فیہ [illegible] دستگاہ درویش پناہ شاہ نور اللہ بتاریخ نوزدہم جمادی الآخر سنہ یکہزار و یکصد و بست و پنج از جہان رخت اقامت بیرون برد و متصل قلعہ نقش قدم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - انتہیٰ ملتقطاً - کتاب مرأۃ آفتاب نما میں لکھا ہے - سید عبد اللہ از اقارب مخدوم جہانیان نزدیک نقار خانہ قدم رسول در یکہزار و ہفت مدفون شدند -

الحمد للہ علی احسانہ کہ روایات معتبرہ منقولہ مقرآن فضایل احمدی و معتقدان نقش قدم حبیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وثوق عقیدت و رسوخ ارادت و ثبوت صحت کیواسطے دلایل قاطعہ و براہین ساطعہ کافی و وافی ہین - ان عبارات و تصریحات کو دیکھکر ہر ذی عقل

[illegible] محتشم | محو ... [illegible] خت
[illegible] | [illegible] حیات

[illegible] شیخ و صاحب الاعظام

اس کی تعظیم [illegible] قدرت عظیم کوئی [illegible] کہا اور مرلکھا سعلا؟

این [illegible] کسی کو گستاخی بے ادبی

کرنے کی [illegible] خود [illegible] جب قدم مبارک کی زیارت کو تشریف لیجاتے یہ شعر

فرمایا کرتے تھے۔

[illegible] | [illegible] یا شد

[illegible] اور برادران خورد

حضرت [illegible] و مولانا رشید الدین خان

صاحب [illegible] احمد سعید صاحب و مولانا مفتی محمد اکرام الدین

[illegible] محمد کرم اللہ صاحب و حضرت والدی

[illegible] حضرت جدی [illegible] مولانا [illegible] محمد عبدالعزیز صاحب الملقب

[illegible] بیکسان خضوع و خشوع و حسن ادب

حاضر [illegible] حضرت جدی [illegible] رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے

کہ [illegible] صاحب و مولوی عبدالحی صاحب اکثر اوقات

درگاہ [illegible] تمام در انو جانب شمال قریب کٹہرہ مرمری کے بیٹھا

کرتے تھے اور مولوی اسمعیل صاحب جس وقت مجلس خانہ محاذی حظیرہ قدم مبارک میں وعظ کہتے کوئی

کلمہ خلاف ادب زبان سے نہ کہتے تھے۔ بعد انتقال حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

پس باوجود بسی دلیل وشواہد کے اس کی صحت کا کوئی انکار [illegible]

عالمگیر بادشاہ میں ایک شخص شیروان خان نامی حبشی سے جس [illegible]

دہلی میں اس [illegible] لکھا ہے [illegible] درویشان مجلس خدا اندیش [illegible] شیروانی حبشی [illegible]

درد بود ہموارہ تیمارداری فقرا و محتاجان و مسکینان و مستمندان [illegible] منفعت [illegible]

خدمت صاحبدلان از سائر اقران خود برتر بود و بہرہ مند داشت شعر ہم گفتے [illegible] بباعث نعت

بدروازہ نفیس قدم شریف منود درسہ کہ ہزار و پنج صد و سہ و شصت [illegible] حیثیت اللہ علیہ

انہیں شیروانی خان حبشی نے حوالشی نعتیہ لکھے تھے [illegible] حفظہ [illegible] پر اس وقت

تک کندہ موجود ہیں۔ ہ

رہ گم کنان رہنمائے محمد	ہدایت دہندہ بہ [illegible]
خوشا آن مدرسہ و منبر بارگاہت	کہ در وے بباشد [illegible] محمد
شکستہ دلان را شدہ مرہمے	دلے دردمندان [illegible] محمد
نرش گشتہ در زیر پائے او سلیم	ازان بوسہ گاہ [illegible]
منم از سگان سگ کوے او	[illegible] محمد

حروف شیروانی خان ان ریحان خان ساری بود [illegible] ایں ابیات

ادر تحریر آوردہ۔ فقط۔

شیروان خان کے زمانہ سے پہلے کوئی شخص عقیدت کیش [illegible] محمد [illegible] نامی جیسے [illegible]

کا جس میں خاص قدم مبارک مرکوز ہے ایک کٹہرہ مرمری بنواکر گرد اس کے یہ اشعار کندہ کرا گیا

ہے۔ غفر اللہ لہ۔ ہ

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود	سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

کرنیکی توفیق نہین ہوئی - اب ہماری طرف سے اپنے پیر و مرشد کو سلام کے بعد یہہ عرض کرنا کہ محمد عمر
یہہ کہتا ہے کہ فیض آسمانی دہلی مین اوّل درگاہ قدم شریف پر نازل ہوتا ہے اور اس مقدس
درگاہ سے دوسرے بزرگان دین اور اولیا رکاملین مثل حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی
اور حضرت سلطان المشائخ اور حضرت چراغ دہلی وغیرہم رحمہم اللہ کو اس فیضان کے حصص
پہونچتے ہین - فقط - اندرین باب آپ یعنی شاہ عبد الغنی صاحب کیا فرماتے ہین - جواب اس کے
حافظ عبد اللہ نے زبانی اپنی پیر و مرشد کے سلام اور پیام دیا کہ درباب نزول فیض آسمانی
اوّل آستانۂ نقش قدم شریف مولوی محمد عمر صاحب نے جو کچھہ فرمایا ہے وہی صحیح ہے رضی اللہ عنہم
ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین - فقط - انتہت عبارتہ - **تنبیہہ** ہماری اس تحریر منصفانہ اور تعبیر
بے تعصب سے جو ہمنے بتائید و تصدیق عظماء کرام و علماء و مشایخ عظام دیوجہن ذوی الاحترام
مذکورین کے لکھی ہے عبارت رسالہ الفرع النامی من الاصل السامی کا جواب باوصف ناتمل حاصل
ہو سکتا ہے اور بملاحظہ روایات منقولہ کے ناظر رسالہ ہذا کو خوب ظاہر ہو جائیگا کہ مضمون رسالہ
مذکور کا محض خیالی ہے - خلاصہ اس اجمال کا یہہ ہے کہ رسالہ فرع النامی من الاصل السامی مصنفہ
نواب سید صدیق حسن خان صاحب جو مطبع بہوپال سنہ ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری مین چھپا تھا - مولف نے
اس کے صفحہ ساتیس مین حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال مین اِس
قدم شریف واقع دہلی کی نسبت جو کچھہ لکھا ہے وہ عبارت نقل کرکے جواب دیتے ہین ہکذا عبارتہ

وشہرت ایشان مستغنی است از ذکر فضایل و مناقب عوام بلکہ خواص اہل ہند میگویند کہ آثار

شریف نبوی و سنگ نقش پاے مصطفوی کہ در دہلی ست آوردۂ ایشان است لکن روایتے

از سنت صحیحہ نزد محدثین بدان ثابت نشدہ کہ در خور اعتماد و اعتبار باشد و در حدیثے نیامدہ

کہ نقش پاے مبارک بر سنگے چسپیدہ باشد - اما صوفیہ کہ قومے خوش عقیدہ صاف دل نیک

علیہ الرحمۃ کے ان بعض صاحبوں کے عقاید میں بایں انحراف ہوا کہ وہ قدم مبارک کو توبہ توبہ بے اصل
و موضوع کہنے لگے - نعوذ باللہ والایمان وا[illegible]فیظ - مولوی محمد اسمعیل صاحب مرحوم کے صاحبزادے
مولوی محمد عمر صاحب علیہ الرحمۃ جن کی نسبت حضرت جدی و مرشدی قدس اللہ سرہ فرماتے تھے
کہ مولوی صاحب موصوف ہمیشہ دربار قدم مبارک میں تشریف لا کر مراقب ہوا کرتے تھے - انہیں
مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی دو حکایتیں مولانا محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ نے دست خاص سے
لکھکر خاکسار کو عطا فرمائیں - وہ حکایات عینہ نقل ہوتی ہیں - **حکایت اول** مولوی محمد عمر
صاحب مغفور خلف مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید صاحب تقویۃ الایمان ہر پنجشنبہ کو قریب شام اپنے
مسکن واقع مدرسہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے واسطے زیارت و استغفار کے
درگاہ قدم شریف جاتے تھے اور جہاں تک ہو سکتا کبھی [illegible] آستانہ موصوف کی شام
یوم پنجشنبہ کو موقوف نہیں فرماتے تھے جن ایام برسات میں بارش ہی جیسا ہے
ایسا پانی برس رہا ہے اور بازار میں عین راہ پر مثل ایک نہر کے پانی رواں ہے دیکھا گیا ہے کہ
اطراف سر دامن پوشاک کو کھینچے اور اوڑھتے ہوئے آستانہ درگاہ مبارک کو تشریف لے جاتے
حکایت دوم - بعض ثقات راست گفتار سے سنا گیا ہے کہ ایک عبد اللہ نامی آپ طالب علم
مدرسہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ میں مقیم تھے اون کو بیعت سلسلہ نقشبندیہ
میں جناب مولوی شاہ عبد الغنی صاحب مجددی سے تھی [illegible] مولوی محمد عمر صاحب ممدوح الصدر
نے حافظ عبد اللہ سے فرمایا کہ تم بطور خود ہی اپنے مرشد سے دریافت کرو کہ بعض سماوی
شہر دہلی میں اول کس مقام پر نازل ہوتا ہے اور دو تین بار اس سوال [illegible] کرنے کو
تقاضا بھی فرمایا - لیکن بہ سبب ادب اور لحاظ شیخ طریقت شاہ صاحب سے حافظ صاحب نے جواب
حاصل نہ کیا - آخر الامر مولوی محمد عمر صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی تم کو اس سوال کے جواب حاصل

اور شریف کی [illegible] محبت کو سمجھا [illegible] مبرہن جان کر امر دینی و
دنیوی [illegible] واسطے حصول جسمانی و روحانی کے لئے باآن
قدم شریف [illegible] مرادیں [illegible] کہیں کہ باعث
سعادت [illegible] و استقبال [illegible] کیا خوب کہا ہے کسی
صاحب [illegible] نے ۔ شعر

مانی قدم سر لعل کا آب حیات ہے ۔ [illegible] ہی سب ہے سے نجات ہے

اب اس [illegible] دو تین حکایات عبرت آیات اس مضمون کی لکھی جاتی ہیں کہ اس
قدم شریف [illegible] کرنیوالوں کو جو مصیبت پیش آئی اور مبتلا ہے بلا ہوئے وہ قابل عبرت
[illegible] معتبر حکایات راست گفتار سے درج ہوا ہے کہ قبل ایام
[illegible] بعض مفسدان [illegible] وانواسے بعض عقائد بد کے باعث چاہی
کہ اس قدم شریف [illegible] کسی [illegible] اٹھا کر ایسی جگہ غائب کیجیے کہ نام و نشان تک باقی نرہے
اور ہمیشہ [illegible] چنانچہ اس فعل شنیع کے لئے سات آدمی آمادہ ہوئے
منجملہ [illegible] مضمون کے بدنام ہیں ۔ کریم بخش حجام ۔ نہاراج ۔ حاجی مقبول ۔ امیر خان
تین آدمی [illegible] دوسرے [illegible] اور امیر خان واسطے سرقہ قدم مبارک کے مقرر ہوا ۔ جب
[illegible] واسطے سرقہ کے گیا اور قریب قدم مبارک کے پہونچا حضور سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم [illegible] معجزہ کی کرامت اور ارادہ گستاخی کی شامت سے اندھا ہوا اور اوس کے ساتھی
بھی اندھے ہوئے جس وقت خدام بارگاہ کو یہ خبر ملی فوراً حاضر دربار ہوکر خوب پاپوش کاری کرکے
خارج [illegible] ظل سبحانی شاہ دین پناہ بہادر شاہ بادشاہ مرحوم و مغفور کو اس امر
سے اطلاع دی ۔ شاہ ممدوح نے دو سپاہی ایک بجوخان دوسرا کوئی اور شخص واسطے

گفتن کہ بجز رب و ناکس اندر ابواب این قسم چیزہا نجیبند و اسرار آنہم [illegible] اول بسبب
انکار [illegible] جن کا ثبوت مسلمی ہونا انحضرت [illegible] رہتے [illegible] خوب
معلوم ہے [illegible] محدث و عصر و علم شریعت و طریقت میں [illegible]
نسبت عالیہ میں تحقیق فرما چکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
پہنچنے میں [illegible] اور اس قدم مبارک کو حضرت مخدوم [illegible] جہانگشت [illegible]
میں [illegible] تحفہ میں لائے اور [illegible] جو کتب تواریخ
و مزارات سے [illegible] ذکر رہتے ہیں کو مثل و طیرہ [illegible] اگر انسان کی [illegible]
[illegible] قدم مبارک کے [illegible]
[illegible] لا ابتداء سے انکار [illegible]
آجکل کے لوگوں [illegible]
اور [illegible] حضرت مولانا صاحب [illegible] صوفیہ [illegible]
[illegible] کرات بجز رب و ناکس اندر ابواب این قسم چیزہا نجیبند [illegible]
بالکل نا آشنا ہیں۔ محض افواہ عوام پر اعتماد کرکے اعتقاد رکھتے ہیں [illegible]
جن حضرات مصنفین کے نام نامی و اسماء گرامی ہم لکھ چکے ہیں وہ حضرت [illegible]
میں متعدد اسے وقت تھے۔ بلکہ اکثر علماء و فضلا روشن [illegible]
[illegible] کرام میں سے تھے جن کا ہر شخص [illegible]

التماس ارباب

ارباب ایمان و برادران دینی و ناظرین رسالہ ہذا کو لازم ہے کہ بمقتضائے صدق و یقین [illegible]
تصریحات مذکرہ بالا کو مطابق کتاب ملاحظہ فرما کر آں قدم مبارک کو کہ ایسی ایسے اکابر [illegible]

وطریقت کی تصدیق و ارشاد سے باصحت کو پہونچا ہے پس منصف مزاج صحیح خیال کو امر دینی و
دنیاوی میں خلوص سے وحصول مطلب توسل چاہیں اور امراض جسمانی و روحانی کے لئے پانی
قدم شریف کو شفا سمجھیں اور حسن ادب میں طریقہ سلف صالحین مرعی رکھیں کہ یہ امر باعث
سعادت ہے اور انکار و تعصب سبب حرمان و محرومی و وبال ہے۔ کیا خوب کہا ہے کسی
صاحب عقیدت نے ؎

پانی قدم شریف کا آب حیات ہے	اس سرد الہی کے پینے سے نجات ہے

اب اس مقام پر ارادۂ الاختصار میں دو تین حکایات عبرت آیات اس مضمون کی لکھی جاتی ہیں کہ اس
قدم شریف کی بے ادبی کرنے والوں کو جو مصیبت پیش آئی اور مبتلائے بلا ہوئے وہ قابل عبرت
و محل توبہ و استغفار ہے۔ راویانِ معتبر و حاکیانِ راست گفتار سے مسموع ہوا ہے کہ قبل ایام
غدر بعض معتقدان سرگروہ وہابیہ نے باشارت و اغوائے بعض عقائد نجدیہ کے یہ بات چاہی
کہ اس قدم شریف کو کسی ترکیب سے اٹھا کر ایسی جگہ غائب کیجئے کہ نام و نشان تک باقی نہ رہے
اور ہمیشہ کو یہ قضیہ پاک ہو جائے۔ چنانچہ اس فعل شنیع کے لئے سات آدمی آمادہ ہوئے
منجملہ ان کے چار شخصوں کے یہ نام ہیں۔ کریم بخش حجام۔ ننھا راج۔ حاجی مقبول۔ امیر خان
چھ آدمی ایک دوسرے کے معاون اور امیر خان واسطے سرقہ قدم مبارک کے مقرر ہوا۔ جب
یہ ناعاقبت اندیش واسطے سرقہ کے گیا اور قریب قدم مبارک کے پہونچا حضور سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے صدق معجزہ کی کرامت اور ارادہ گستاخی کی شامت سے اندھا ہوا اور اوس کے ہمراہی
بھی اندھے ہوئے جس وقت خدام بارگاہ کو یہ خبر ملی فوراً حاضر دربار ہو کر خوب پاپوش کاری کر کے
خارج از دربار کیا۔ اور حضرت ظل سبحانی شاہ دین پناہ بہادر شاہ بادشاہ مرحوم و مغفور کو اس امر
سے اطلاع دی۔ شاہ موصوف نے دو سپاہی ایک نجو خان دوسرا کوئی اور شخص واسطے

گمان بہرکس ونا کس اندر اثبات این قسم چیزہا بجد اند واللہ اعلم۔ انتہت عبارتہ۔ اقول بیک
اکابر دین سے صوفیین جن کا تقدس وصلحا ہونا اظہر من الشمس وسلم عند الکل ہے اور یہہ ہی خوب
معلوم ہے کہ یہہ حضرات محدث ومفسر وعلم شریعت وطریقت مین مقتدائے وقت تھے اپنی اپنی
تصانیف عالیہ مین تحقیق فرما چکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک کا نقش
پتھرون پر ہوا اور اس قدم شریف کو حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت مدینہ طیبہ سے دہلی
مین زمانہ فیروز شاہ تغلق مین لائے اور شاہ موصوف نے جسکا مدفن ہونا کتب تواریخ
وتذکار سے روشن وآشکار ہے اس کوٹلہ وحظیرہ سرلیفہ کو لیکر اکر فتح خان کی قبر پر نصب کرایا اور
علما ومشائخ کرام اس قدم مبارک کے فیضان سے مستفیض ہوئے۔ اب اس کی صحیح ومستند
ہونے مین کیا کلام رہا۔ اگر ایسے ایسے اکابر کی تصدیق وتحقیق قابل اعتماد واعتبار کے نہوگی تو کیا
آجکل کے لوگون کی تشنیع قابل اعتماد ہوگی۔ ان ھذا الا شئی عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب
اور سپر لطف یہہ ہے کہ حضرات صوفیہ صافیہ کی نسبت یہہ لکھا جاوے "اما صوفیہ کہ قومے خوش عقیدہ
صاف دل تنگ گمان بہرکس وناکس اند در اثبات این قسم چیزہا بجد اند" گویا صوفیہ علم سے
بالکل نا آشنا ہین۔ محض افواہ عوام پر اعتماد کرکے اعتقاد رکھتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
جن حضرات مصنفین کے نام نامی واسماء گرامی ہم لکھہ چکے ہین وہ حضرات علوم ظاہری وباطنی
مین مقتدائے وقت تھے۔ بلکہ اکثر علما وفضلا ومشائخین صاحبان ارشاد اہل ہند کے استاد
ومرشدین کرام میں سے تھے جن کو ہر شخص جانتا ہے۔ فافہموا وتدبروا۔

التماس ادب اساس

ارباب ایمان وبرادران دینی وناظرین رسالہ ہذا کو لازم ہے کہ بمقتضاے صدق ویقین روایات
مصرحہ ومندرجہ بالا کو بمطابقت کتاب ملاحظہ فرماکر اس قدم مبارک کو کہ ایسی ایسے اکابر نے ثابت و

مین ایک پنجشنبہ کو حاضر تہا وہ عورت حسب معمول آئی اور میر ولایت علی سے بالی پہرے کو کہا نامبردہ
اوس عورت کو سب و شتم کرتا ہوا چھری لیکر درگاہ مین گیا اور حوض پر آب مین سے پانی بھر رہا تھا
کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے انکار معجزہ کی شامت سے اوس کو یہہ سزا ملی کہ سر چراغان
چوبی جو بفاصلہ پانچ چار گز رکھا ہوا تھا اور اوسپر چراغ روشن تھا یکایک اوس سے ایک شعلہ
برآمد ہوا اور نامبردہ کے قریب آکر ڈاڑھی و مونچھہ کو جلا کر فرو ہوگیا - میر ولایت علی لرزان خاطر
شرم و حیا سے چہرہ کو رومال سے ڈھانپ کر باہر آیا اور اوس عورت کو چھری دیکر بادیدہ گریان
اپنے گھر چلا گیا - جب مین آیا اور شخص مذکور کو موجود نہ پایا اوس کے گھر پر گیا اور آواز دی طوعاً
وکرہاً گھر سے نکلا - خلاف معمول اوس کے چہرہ کو بندھا ہوا دیکھکر مین نے حقیقت دریافت کی
کمال شرم و حیا سے اس حکایت کو بیان کیا - مین نے خوب ملامت و سرزنش کی - حضور کے
معجزہ کی برکت سے اللہ تعالی نے اوس کو ہدایت نصیب کی اور عقاید فاسدہ سے تائب ہوکر
ہر روز بلاناغہ تا دم مرگ درگاہ شریف مین حاضر ہوتا رہا - راقم آثم نے یہہ حکایت میر حسن علی صاحب
سے کئی شخصوں کے روبرو سنکر درج اوراق کی ہے - میر صاحب موصوف ۱۳۱۲ھ تک زندہ
تھے اب خدا جانے زندہ ہیں یا انتقال کیا - سبحان اللہ وبحمدہ حضور پرنور جناب نبوت مآب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم اطہر کے معجزہ سے کیا فیضان جاری ہوا کہ بے ادب
گم گشتہ راہ کو کس تنبیہہ و تادیب سے ہدایت نصیب ہوئی - قسام ازل نے اون کے لئے طریق ہدایت
اسی طرح سے مقسوم فرمایا تہا - فی الواقع جن کو ہدایت دینی مسطور ہوتی ہے اون کے لئے ویسے
ہی سامان عالم غیب سے پیدا ہوتے ہین ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - حضور جدی و مرشدی
انار اللہ برہانہ کو جو بوجہ رشک اندازی مولوی اسمٰعیل صاحب کے تنبیہ ہوا اس واقعہ عبرت وحیرت
آمیز کو خاکسار لکھتا ہے - فرماتے تھے حضور پرنور جدی و مرشدی قدس سرہ کہ بعد انتقال

حفاظت قدم مبارک کے مقرر فرمائے تا نوبت بنوبت پہرہ دیتے رہیں اور حاضر باش رہیں۔ اور
سطر آحکام سنگ قدم شریف کو سنہ مصالح وغیرہ سے مستحکم کرادیا اور حوض خاص کو کہ قبل اس
واقعہ کے مربع تھا جانب طولانی زائد کرادیا تاکہ سرپوش چوبی قدم شریف کو بوقت زیارت کے
اوٹھا کر اس مقام پر رکھیں اور بعد زیارت کے پوشش کردیں۔ چنانچہ آجتک یہی دستور ہے کہ
سرپوش ہروقت ڈھکا رہتا ہے اور وقت زیارت کے اوس کو اٹھا کر زیارت کرکے ڈھانپ
دیتے ہیں بعدہٗ ایام بلوہ غدر میں ہر شخص بخوف جان و مال ارکد گر بجز تھا کسی ناہنجار نے میخ
آہنی کے ذریعہ سے سنگ حامل نقش قدم مبارک کو اکھاڑنا چاہا۔ حضور کے معجزہ کی برکت سے
قدم شریف قایم رہا اور میخ آہنی کی وجہ سے سنگ شریف کی جانب اصل بقدر ایک گرہ کے گڑھا پڑگیا
بحکم قادر مطلق وہ عمق برابر ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ بمقدار سر انگشت کہ ابھی تک باقی ہے۔ اس واقعہ
کے دیکھنے والے اور بیان کرنے والے ابھی تک زندہ ہیں۔ ایک شخص کو ان ہفت اشخاص سے
احقر نے بھی دیکھا تھا کئی سال گذرے کہ مرگیا۔ خاکسار راقم اثم نے یہ حکایت ریاض الانوار ملفوظ
حضرت جدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھی تھی۔ چونکہ صحیح طور پر نہیں لکھی گئی تھی اشخاص احیائ
سے اس کی تصحیح کرکے مکمل کردی اللہم احفظنا من شرور انفسنا ومن اساءۃ الادب فیما ذکرنا القلم

حکایت دوم۔ میر حسین علی ولد میر بدر علی باشندۂ دہلی درگاہ قدم مبارک مکان غلام مرتضیٰ
صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف موصوف راقم اثم سے بیان کرتے تھے کہ بعد غدر کے ایک عورت
ہر پنجشنبہ کو قدم مبارک کا پانی جھجھری میں لینے آیا کرتی تھی میں اوس کو جھجھری پانی کی بھر دیتا
تھا۔ سرولایت علی نامی ایک شخص کہ طریقہ وہابیہ رکھتا تھا میرے مکان کے قریب اوسکا مکان
تھا۔ میں اور وہ ہر روز مسجد درگاہ شریف میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اوس عورت کو دیکھکر ہمیشہ
نصیحت کیا کرتا۔ عورت مذکورہ موافق اپنی عقیدت کے حاضر ہوتی اور پانی لیجایا کرتی اتفاقاً

کا یہی معمول رہا۔ بحمد اللہ سبحانہ یہہ خادم سجادہ راقم آثم آجتک اسی معمول پر قائم ہے کہ ہر پنجشنبہ کو
بعد نماز عصر کے اوّل فاتحہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ کا مزار پر انوار پر حاضر
ہو کر کرتا ہے۔ بعدہ قدم مبارک مین بعد نماز مغرب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ کرتا ہے
الثنا للہ العزیز بدین زیستم ہم بدین بگذرم۔ بلکہ حضور پر نور جدّی و مرشدی علیہ الرحمۃ نے اس
حکایت کی تصدیق اپنے بعض مریدون کو بیشگاہ بندگان جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھی کرا دی تہی۔ چنانچہ میر محفوظ علی صاحب مرید جناب والا کے بیان کرتے تھے کہ حضور پر نور
قدس سرہٗ کے قدم مبارک مین تشریف لیجانیکی وجہ بعض یاران طریقت و برادران ہم خرقہ سے
سنکر خاکسار کو یہہ خیال ہوا کہ اگر یہہ واقعہ حضرت مرشد برحق بنفس نفیس اپنی زبان فیض ترجمان
سے بیان فرمادین تو باعث تقویت و زیادتی اطمینان مجہہ نیازمند کا ہو۔ اتفاقاً مین ایک
روز بعد نماز مغرب کے حاضر ہوا۔ ایک ارادتمند بملازمت والا حاضر تھے اور حضور پر نور اون سے
کلام فرمارہے تھے۔ نیازمند کے خطرہ و شبہہ کو جناب والا نے باشراق باطن معلوم فرماکر اون صاحب
سے فرمایا کہ تم پنجشنبہ کو درگاہ قدم مبارک مین نہین حاضر ہوتے۔ اونہون نے عرض کیا کہ
عوائق دنیاوی کی وجہ سے حاضری سے قاصر رہتا ہون۔ جناب مستطاب نے فرمایا کہ یہہ فقیر تیس
برس تک ہر روز بعد نماز مغرب کے حاضر ہوا ہے اور فیضان معنوی سے مشرف ہوا ہے۔ تم لوگون کو
اس دربار کی قدر نہین۔ صدہا اولیاء کبار و ارباب کمال اس مقام فیض التیام سے مستفیض ہوئے
ہین۔ چنانچہ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ و حضرت مجدد الف ثانی و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
و مولانا شاہ عبد القادر صاحب و دیگر اکابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قدم مبارک مین حاضر ہوکر
فیضیاب ہوئے ہین۔ بعد حضور اقدس نے واقعہ مذکورہ بیان فرمایا۔ نیازمند کو اطمینان
ہوا۔ پھر خیال پیدا ہوا اگر بتوجہ جناب سامی بیشگاہ بندگان جناب نبوت مآب حضور سرور عالم

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ سرہٗ کے مولوی اسمٰعیل صاحب کے وعظ دلپسند و دلپذیر
دلپذیر سے اکثر لوگ بمصداق معجزۂ نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقد ہوگئے
تھے اور اس زمانے میں بہت شہرت ہو گئی مولوی صاحب کی مجلس وعظ میں مذاکرہ ہوا کرتا تھا
از انجملہ ایک روز مولوی صاحب نے اس قدم شریف کی موضوعیت و مصنوعیت کا بیان کیا
فقیر کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا لاحول ولاقوۃ الا باللہ شاید یہ قدم مبارک بے اصل ہو۔
بفضل اللہ العزیز العلام و توجہ مرشدی کرام و عنایت خاص حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام
شب کو خواب میں یہ واقعہ دیکھا کہ اندرون حظیرہ مقدسہ کہ جہاں قدم مبارک ہے جناب
سرور عالم حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ واتباعہ اجمعین مع اکثر بزرگان اولو العزم تشریف فرما ہیں وبیرون حظیرہ مقدسہ صحن مجلس خانہ
میں دیگر بزرگان دین تشریف رکھتے ہیں۔ ہر شخص نوبت بنوبت بحصول شرف زیارت اندرون
حظیرہ مقدسہ حاضر ہو کر جمال جہاں آرائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر
باہر آجاتا ہے۔ جب یہ فقیر بھی باستعمال شرف پابوسی حاضر ہوا حضور پر نور علیہ السلام نے اس
فقیر کو دیکھ کر بہ لب مبارک گہر فشاں ارشاد فرمایا اس بدعقیدہ کو اندر نہ آنے دو ہمارے معجزۂ نقش
قدم سے منکر ہے۔ یہ فقیر سینہ فگار بہ دیدۂ اشکبار ملتجی ہوا کہ یا رسول اللہ مجھ سے قصور ہوا آئندہ
کبھی حضور کے معجزۂ نقش قدم مبارک سے منکر نہ ہوں گا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا بر
رحمۃ للعالمینی میری تقصیر معاف فرمائی۔ اس وقت یہ فقیر مشرف باقدام بوسی سے شرف حاصل
کر کے حظیرۂ مقدسہ سے باہر آیا۔ خواب سے بیدار ہو کر شکر حق بجا لایا۔ و ذریعہ توبہ و استغفار کے بعزم
خالص یہ نیت کی کہ جب تک یہ اس جگہ ہے ہر پنجشنبہ کو حاضر ہو کر شیرینی حاضر پر فاتحہ حضرت مآب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کروں گا۔ چنانچہ تا دم واپسیں حضور کی حضرت مرشدی قدس سرہٗ

مجتمعون على شعري والقرؤن القران عنده - **خلاصه ترجمه** روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے دو بال جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے لیکر تبرکاً
اپنے گھر مین رکھے تھے تو نہایت خوش آوازی سے قرآن شریف کا پڑھنا سنا - مگر پڑھنے والا کچھ
نپایا - قاری قرآن کو ڈھونڈتے ہوئے آپ کے موے مبارک کے پاس آئے تو قرآن مجید پڑھنے
کی وہین آواز سنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا حضور
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم نہین جانتے کہ ملائکہ میرے بالون کے پاس جمع ہوکر
قرآن شریف پڑھتے ہین - فقط - صاحب روح البیان اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - قوله تعالے

فآمنوا بالله ورسوله النبي الامي الذي الاية - قالوا لو وضع شعر رسول الله صلے الله عليه وسلم
او عصاه او سوطه على قبر عاصٍ لنجا ذلك العاصي ببركات تلك الذخيرة من العذاب وان كانت في
دار انسان او بلدة لا تصيب سكانها بلاء ببركاتها وان لم يشعروا بها ومن هذا القبيل ماء
زمزم والكفن المبلول به وبطانة استار الكعبة والتكفن بها قال الامام الغزالي رحمة الله عليه
اذا اردت المثال عن خارج فاعلم ان كل من اطاع سلطانا وعظمه فاذا دخل بلدة ورأى فيها
من جنبه او سوطه فانه يعظم تلك البلدة واهلها فالملائكة يعظمون النبي صلے الله
عليه وسلم فاذا رأوا ذخائره في دار او بلدة او قبر عظموا صاحبه وخففوا عنه العذاب و
لذلك السبب ينبغي للموتى ان توضع المصاحف على قبورهم ويتلى عليهم القران ويكتب القران
على القراطيس وتوضع في ايدي الموتى كذا في الاسرار المحمدية - انتهى عبارته - **خلاصه
ترجمه** - کہا ہے علماء دین نے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک یا عصا و تازیانہ
کسی گنہگار کی قبر پر رکھے جاوین تو اوس کی برکت سے وہ میت عذاب قبر سے نجات پاوے
اور اگر کسی شخص کے گھر مین یا کسی شہر مین حضور کے تبرکات ہون تو اوس شہر کے رہنے والے

صلے اللہ علیہ وسلم سے بشارت اس معجزہ شریف کے صدق کی عطا کرادیجے تو کمال بندہ نوازی ہے۔ مگر اس گذارش کو پاس ادب عرض نکر سکا۔ رخصت ہوکر مکان پر گیا اُسی شب عالم خواب یہہ واقعہ دیکھا کہ ایک مکان مین مجلس ہے اور جناب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم رونق افروز ہین اور حضرت مرشد حق بہی تشریف فرما ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان معجز بیان سے اس قدم مبارک کی صدق کی بشارت فرمائی۔ خواب سی بیدار ہوکر شکر حق بجالایا کہ حضرت قبلہ وکعبہ کی عنایت وکرم سے یہہ سرفرازی حاصل ہوئی۔ علے الصّباح باداے نماز صبح آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوا حضور تبسم فرماکر بالاے حجرہ تشریف لے گئے۔ بعازمند بوقت ظہر بعقد تبسّم شیرینی لیکر حاضر ہوا۔ حضرت والا نے اُسپر فاتحہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلّم کا دیکر حاضرین کو تقسیم فرمائی۔ ارباب ایمان واہل اخلاص ان حکایات عبرت سمات کو بغور ملاحظہ فرماکر صدق ویقین کو ضرور کام فرماینگے اور بمقتضاے حسن عقیدت شک وشبہہ ووسواس موسوسین کو دل سے دور رکھکر اس قدم فیض شیم کو صحیح ومستند جانینگے اور تعظیم وتوقیر ورعایت حسن ادب مین طریقہ صالحین مرعی رکھینگے۔ کیونکہ بتحقیق وتنقیح علماء دین واکابر شریعت یہہ امر ثابت ہوا ہے کہ جس مقام پر حضور پرنور حضرت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبرک ہوتا ہے وہ مقام فیض التضام باعث نزول ملائکہ ہوتا ہے۔ اس جگہہ ملائکہ حاضر ہوکر قرآن شریف پڑہتے ہین۔ اور تبرکات کی برکات سے شہر واہل شہر بلا سے محفوظ رہتے ہین۔ امام محمد رہاوی جامع المعجزات مین لکھتے ہین۔ روی

ان ابا بکر رضی اللہ تعالی عنہ اخذ شعرتین من لحیتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وضع فی تکیتہ تبرکا

فسمع ابو بکر من بیتہ صوت القران باحسن الاصوات وطلب القاری ولم یجد احدا حتی اتی

الی موضع الشعرتین فسمع القران عندھما فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرہ بذلک فقال صلعم یا ابا بکر اما علمت ان الملائکۃ

یہ آیت مبارکہ تبرکات اصلیہ کی تعظیم و تکریم کے لئے نص صریح ہے۔ صاحب تفسیر معالم التنزیل نے تابوت سکینہ کے قصہ کو اس طرح لکھا ہے۔ وکانت قصة التابوت ان اللہ تعالی انزل تابوتا علی آدم فیہ صور الانبیاء علیہم السلام وکان من عود الشمشاد نحوا من ثلثة اذرع فی ذراعین فکان عند آدم الی ان مات ثم بعد ذلک عند شیث ثم توارثہ اولاد آدم الی ان بلغ ابراہیم ثم کان عند اسمٰعیل لانہ کان اکبر ولدہ ثم عند یعقوب ثم کان فی بنی اسرائیل الی ان وصل الی موسیٰ فکان موسیٰ یضع فیہ التوراة ومتاعا من متاعہ وکان عندہ الی ان مات موسیٰ علیہ السلام ثم تداولتہ انبیاء بنی اسرائیل الی وقت اشمویل وکان فیہ عصا موسیٰ ونعلاہ وعمامة ھارون وعصاہ وقفیز من المن الذی کان ینزل علی بنی اسرائیل فکان التابوت عند بنی اسرائیل فلما عصوا وفسدوا سلط اللہ علیہم العمالقة فغلبوہم علی التابوت۔ انتہیٰ ملتقطاً۔ **خلاصۂ ترجمہ**

تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا دو گز چوڑا تین گز لمبا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا اوس میں انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں۔ جب تک حضرت آدم علیہ السلام زندہ رہے وہ صندوق اون کے پاس رہا۔ بعد حضرت آدم کی وفات کے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس رہا۔ پھر رفتہ رفتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پھر حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہونچا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا اسباب رکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ زمانہ شمویل تک پہونچا۔ اس تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین اور حضرت کے بھائی ہارون علیہ السلام کا عصا اور عمامہ اور قدرے منّ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا کرتا تھا رکھا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل وقت جنگ کے اوس کو برکتاً آگے رکھتے تھے تا اس کی برکت سے فتحیاب ہوں۔ جب ان لوگوں نے نافرمانی شروع کی اور اس تبرکات کی بے ادبی کی اُنپر یہ وبال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنپر عمالقہ کو مسلّط کیا اور وہ تابوت بنی اسرائیل سے چھین کر

آفات سے محفوظ رہیں اور یہی ظاہر ہے آبِ زمزم کی اور خانہ کعبہ کے پردہ کی اور پردہ کو کفن میں رکھنے کی کہ گنہگار اوس کی برکت سے نجات پاتا ہے - حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی بادشاہ کا تابع اور فرمان بردار ہے اوسنے کسی شہر میں آکر اوس بادشاہ کی کوئی نشانی مثلاً تیر یا تازیانہ دیکھا تو اوس شہر و اہل شہر کی اس وجہ سے تعظیم کرتا ہے - اسی طرح ملائکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان ہیں جبکہ حضور کے تبرکات کو کسی شہر میں دیکھتے ہیں تو اوس شہر و اہل شہر کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اموات بسبب قرآن شریف کی کہ اون کی قبروں پر رکھا جاوے و یا پڑھا جاوے و یا کسی کاغذ پر لکھکر میت کی پاس رکھا جاوے تو اموات اس سے نفع حاصل کرتی ہے - فقط اور یہہ بھی واضح رہے کہ تبرکات کی تعظیم زمانہ حضرت آدم علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آجتک چلی آتی ہے - خواہ وہ تبرکات اصلیہ ہوں و یا تمثال و مشابہہ اُن تبرکات اصلیہ کے ہوں اور ارباب حوائج اُن کے توسل اور وسیلہ سے کامیاب ہوتے رہے ہیں اور بے ادبی و بے تعظیمی سبب خسران و وبال جان ہوئی ہے - علماء دین و فضلاء اُمت حضرت خیر البریہ علے صاحبہا الف الف التحیۃ والتحیۃ نے اس کی تصریح بوجہ احسن کی ہے - راقم آثم اوّلاً تبرکات اصلیہ اور اوس کی تعظیم و تکریم کا ثبوت بآیات قرآنی و احادیث مرویۃ الصحاح وغیرہ نقل کرتا ہے - بعدہ تشابہہ و تمثال تبرکات اصلیہ کی عظمت و توقیر کا اثبات کتب معتبرہ سے بیان کریگا - قال اللہ تعالٰی عزّ و جلّ - وقال لہم

نبیہم ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک آل موسیٰ و آل ہارون تحملہ الملائکۃ - یعنی کہا ان لوگوں کو اون کے نبی شموئیل نے کہ نشانی سلطنت و بادشاہت طالوت کی یہہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق کہ جس میں تمہارے پروردگار کیطرف سے دلجمعی ہے اور باقی رہی ہوئی چیزیں متروکہ آل موسیٰ و آل ہارون کی اوٹھالاویں اون کو فرشتے

چون استفتاح تصویر ذی روح که در انہا ممنوع نبود و در دین ما بس مفتوح زیرا که تحریم تصویر
جاندار شریعت محمدیہ است بے انکار کذا سہ علیہ القسطلانی فی الارشاد - ھو الشرایع لکن احکام من
قبلنا حجت ساطعہ است برائے ما تا آنکہ در باب آں از طرف شارع ممانعت صریح ما لغرلیصاً وایماءً
کاین ہم صحیح است صدور تبا فتہ باشد کما ہو مصرح فی الاصول و در امر ماتحن فی صددہ چون از
حضرت شارع ممانعت مصدر نیست لا تصریحاً ولا تلویحاً - اگر پس احکام پیشینہ را دراں دخل
باشد چہ محذور را وجہ آنکہ غرض از استنباط تقویتی ثبوت آنست بہ نفس ثبوت چہ نفس ثبوت
از حضرت شارع موجود است - چنانچہ اشعار پرانوار در ایام حج باصحاب کبار و دادن جامہ از ملبوس
خاص بعضے اشخاص برائے کفن شاہد عدل است براین سخن - معہذا البادے ار جملی نُراست در
تمشیت حوائج کہ تدبیر آن بظاہر روبا خفا نہادہ چون توسل مثال لعال مہبت اتصال ملتجی بہ
درگاہ ایزد لایزال گشتہ اند بالفور فائز بمطلوب و محرز ماہو المرغوب شدہ اند - کما ہو المشاہدہ
بلا ریب فای دلیل یکون اقوی من رائی العین چنانچہ گفتہ اند عیان را چہ بیان - انتہٰی -
دوسری دلیل تعظیم تبرکات اصلیہ کی یہ ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ
تفسیر آیۃ صراط الذین انعمت علیہم مین لکھتے ہین - برکت در کلام و در انفس و در افعال
و در مکانات البنان و ہم در صحبتان و اولاد و نسل ایشان در زیارت کنندگان ایشان پے در پے
ظاہر مے گردد - دلیل سوم - اور قولوا حطۃ کی تفسیر مین فرماتے ہین - بعضے مواضع متبرکہ کہ مورد
نعمت و رحمت الٰہی گشتہ اند - یا بعضے خاندانہا ئے قدیم اہل صلاح و تقوی خاصیتے پیدا میکنند
کہ در انہا احداث توبہ نمودن و طاعت بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک میباشد و ازین
جاست کہ ابن مردویہ از ابو سعید خدری رضی حکایت کردہ کہ ما روزے ہمراہ آنجناب علیہ السلام ہنگام شب
در غزوہ یا در سفرے میرفتیم چون آخر شب شد در شیبۂ کوہے گذشتیم کہ آن را دار الحنظل میگفتند

کرے گئے - جب ان لوگون سنے بہی سے بے ادبی کی تب اللہ تعالیٰ نے اون پر بہی بلا نازل کی اور حکم
خدا تعالیٰ ملائکہ نے اون سے لیکر بنی اسرائیل مین پہونچا دیا - اور اسی مضمون کو بلکہ زیادہ اس سے صاحبزادہ
عبد المجید خان صاحب ابو الخیر مولوی رضی الدین صاحب داماد نواب وزیر الدولہ بہادر والئ ٹونک نے قول السدید
مین لکھا ہے - عبارتہ ہکذا - در تفاسیر معتبرہ مرقوم است کہ در داخل آن تابوت عصا و نعلین حضرت
موسیٰ و عمامہ حضرت ہارون و قدرے از من سبرکت انتماکہ در جنگل تیہ بر بنی اسرائیل نازل می شد
بود و آن تابوت در اصل نزد بنی اسرائیل بود کہ بسبب آن در جنگ ہا فتحیاب مے شدند - باز چون
از ایشان عصیان سرزد اللہ تعالیٰ قوم عمالقہ را بر آنہا گماشت ما آن تابوت را از ایشان بُردند
بعد ازان چون عمالقہ بنسبت تبرکات آن تابوت بے ادبی کردن آغاز نہادند اللہ تعالیٰ بر
عمالقہ بلا ہا مسلط ساخت و امراض بدنیہ در اوشان از کثرت شیوع یافت - درین وقت
رائے عجوز از بنی اسرائیل کہ در عمالقہ بود با وشان اہتدا نمود کہ این ہمہ بلا ہا کہ بر شما می آیند از
جہت بے ادبی تابوت ست باید کہ این تابوت را باز بہ بنی اسرائیل برسانید تا از بلا ہا برہید - پس
اوشان حسب رہنمونی آن پیرزال تابوت معلوم الحال را بر پشت دو نرگاوان بار کردہ بہ بنی اسرائیل
روانہ ساختند - انگاہ حق تعالیٰ چہار فرشتگان را فرستاد تا اوشان را ارشاد راہ آن ہر دو
گاو از آنکہ تابوت بر آن محمول بود کشیدہ نزد طالوت رسانیدند و آن طالوت کہ بنی اسرائیل بادشاہ
شدن آن را بواسطہ عدم تمول متعذر و مستبعد مے انگاشتند ببرکت آن تابوت بپادشاہیست
رسید - ازینجا بوضوح پیوست کہ مراعات آداب باثار شریفہ بزرگان موجب حصول مرادات
و فتحیابی بر دشمنان است و سوء ادبی بسبب آن مورث ابتلا ببلیات و نزول قہر قاہر یزدان
اگر گفتہ آید کہ این ہمہ احکام امم ماضیہ برائے ما قابل استشہاد و تمسک و احتجاج نمے تواند گردید
چہ جائز است کہ این مرادبان آنہا بدرجہ جواز و استحباب باشد و در دین ما ازان لکارت و اجتنا

ان آیاتِ قرآنی و تفسیر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بوجہ احسن ثابت ہو گیا کہ مواضع و مکانات
متبرکہ و اوقات حسنہ مین اعمال و افعال صالحہ موجب برکات و قبولیت دُعا ہوتے ہین علی الخصوص
ایسے مواضع و مواقع مین جس مین حضرت شارع علیہ السلام خود اون کی تعظیم و تکریم اور قبولیت دعا
کا اشارہ بلکہ تصریح فرماوین وہ بطریق اولےٰ معظم و مکرّم ہون گے۔ پس طالبانِ راہ سنّت
و رشد و ہُدا کو ضرور ہوا کہ جو مقامات متبرکہ شارع کی جانب سے مشارٌ الیہا ہون و باصلحاء کرام و
علماء عظام کے ارشاد سے مشہور ہوئے ہون اون کی تعظیم و تکریم من طریق سلف صالحین کو لازم
و واجب سمجھیں۔ کتاب جواہر الایقان فی حفظ الایمان مؤلفہ مولانا مفتی حکیم عبدالکریم صاحب مرحوم
دہلوی جن کا تبحّر علمی و اعتبار اون کی سوانح عُمری سے جو اسی کتاب کے اوّل مین درج ہے معلوم
ہوتا ہے۔ مولوی محمد انوار الحق صاحب فرماتے تھے کہ یہہ حضرت مولانا مفتی محمد صدرالدین خان
صاحب مغفور صدر الصدور دہلی کے شاگرد اور عدالت راج الور کے مُفتی تھے اون کی یہہ کتاب
مطبع افضل المطابع دہلی مین چھپی ہے۔ حضرت مؤلف مرحوم نے تعظیم تبرکات آثار مبارک مین ایک
فتویٰ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے جس سے صریح ثابت ہے کہ تبرکات اصلی
ہون و یا نقل و مثال تبرکات اصلیہ کے ہون اُن کی تعظیم و تکریم علمائے اُمّت کے نزدیک خلفاً
عن سلف ماثور و متوارث ہے۔ عبارت فتوے کی یہہ ہے :۔ چہ میفرمایند علماء دین در تعظیم
تبرکات انبیاء و صلحا و تبرک بآثار ایشان جائز است یا نہ۔ مثلاً پیغمبرے یا پیرے در جائے نماز گذارد
یا اعتکاف نمودہ آن مکان را متبرک دانستن و عبادت را در ان بہتر دانستن و محل قبولیت
دعا و عبادت فہمیدن چہ حکم دارد؟ و بارچہ پوشش و عصا و امثال آن اشیاء مستعملہ بزرگان
متبرک دانستن و باحتیاط داشتن و ہمچنین موئے و ناخن وغیرہ را چہ حکم و بقیہ آب وضو و پس خوردہ
و دم کردۂ بزرگان را متبرک دانستن و از جائے بجائے بردن چہ حکم دارد؟ بیّنوا توجروا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند ما مثل اهل بیتی الا کمثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة نغفر لکم خطایاکم — **خلاصۂ ترجمہ** — بعض مکانون مین اللہ تعالیٰ کی رحمت ونعمت نازل ہوتی ہے یا بعض خاندان قدیم اہل اصلاح وتقوی کے ایسی خاصیت پیدا ہوتی ہے کہ ان مین توبہ کرنا اورعبادت بجالانا بسبب سرعت قبولیت کے نیک ثمرے حاصل ہوتے ہین اور اسی کے موافق ہے مضمون حدیث کا کہ ابن مردویہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک رات ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی غروہ یا سفر مین چلے جاتے تھے کہ آخر شب مین ایک پہاڑ کے ٹیلے پر گذری ۔ اس جگہ کا نام دار الحنظل تھا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جگہہ مثل اسی دروازے کے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم فرمایا تھا کہ اس دروازے مین سجدہ اور عاجزی کرتے ہوئے ۔ اور حطۃ کہتے ہوئے داخل ہو ۔ تمہاری خطائین معاف ہونگی ۔ **چوتھی دلیل** ۔ حضرت شاہ صاحب معصوف تفسیر آیۃ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ مین لکھتے ہین ۔ از شعائر اللہ بودن محض کبرت صبر حضرت ہاجرہ حاصل گشتہ کہ نسبت خاصہ حضرت حق سبحانہ جل وعلا درمیان ہمین دو کوہ باکوہ درحق ایشان جلوہ گرشد وحل مشکل ایشان فرمود ۔ ازان باز معنی شعائر اللہ بودن درین ہر دو کوہ بمنزلہ جوہر ذاتی آنہا گشتہ ۔ **خلاصۂ عبارت ہذا** ۔ کوہ صفا ومروہ کا شعائر اللہ ہونا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہی کی برکت سے ہوا اور انہیں دونوں پہاڑون مین اللہ جل شانہ کی معیت خاصہ نے ظہور فرما کر اون کی مشکل کو حل کیا پھر شعائر اللہ ہونا ان کا بمنزلہ جوہر ذاتی کے ہوگیا ۔ **پانچوین دلیل** ۔ حضرت موصوف سورۂ انا انزلناہ کی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین ۔ از مضمون این سورہ معلوم شود کہ عبادات وطاعات را بسبب اوقات متبرک ومکانات متبرک وحضور اجتماع صالحان در ایجاب ثواب وایراث برکات وانوار مزیتے عظیم حاصل میشود

طلق ابن علی درباره تبرک گروه بردن آب بقیه وضوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ بلاد خود
در مشکوٰة از نسائی منقول است - ملا علی قاری در شرح نوشته وفیه التبرک بفضلة صلی الله علیه
وسلم ونقله الی البلاد نظیر ماء زمزم فانه صلی الله علیه وسلم کان استهداه من مکة
للتبرک به اهل المدینة ولیخذون من ذلک ان فضلة وارثیه من العلماء والصلحاء کذلك
وہمچناں شیخ عبد الحق در ترجمه وشرح ودیگر شرح نوشته - الغرض کتب وسیر ازین امور پرانده شفاء
قاضی عیاض وشروح آن وتصانیف سمهودی باید دید ودر جذب القلوب ودیگر کتب شیخ عبد الحق
ہم این مطلب بخوبی وجه ادا گردیده است - نزد فقیر این امر قابل استفتا واجازت نیست -
محبت باکسیکه واجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت تعظیم آثار منتسبات او میکند وتهاون
وعدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت ما نبود ومنشا آثار وکاؤکاؤ در تنقید روایات وانتخاب
اصلیت آثار میکنند خالی از سوء سیرت نیست اصل اهتمام این امور در علمیات است پیشتر در عملیات
ودر فضائل اعمال وغیره وسعت است الم یکفناک ان سمعت اگر شنیده باشند در امثال ہمین
امور است یاد نے نسبتے وتمثل متشابہے تعظیم بجا آورد - کابس ابن ربیعه ہرگاه داخل شد بر
معاویه ابن ابی سفیان معاویه بلحاظ آن گونه مشابهت که با آنحضرت صلی الله علیه وسلم داشت
از تخت خود بپا بانه برائے تعظیم برخاسته کابس را بر تخت نشانده خود در ادب نشسته بتوقیر تمام
رخصت نمود ومداخل مرغاب را بکابس گذاشت - در مواهب لدنیه وغیره مذکور است وشیخ
عبد الحق در مدارج نقل نمود که یکے از اہل بیت کرام را که نام او یحیی بن القاسم بن محمد بن جعفر بن محمد
بن علی بن الحسین بن علی کرم الله وجهه که ملقب بود بشبیه در موضع خاتم نبوت شامه بود مقدار
بیضة الحمام مشابه خاتم النبوت چون در حمام مے درآمد وے دیدند او را مردم درود میفرستادند بر حضرت
رسول صلی الله علیه وسلم واز دحام مے نمودند بر وے ومی بوسیدند تن او را تبرکا - انتہی العوی

الجواب - تبرک بآثار صالحین شعار دین است قدیماً وحدیثاً از کتاب وسنت ثابت،
انکار آن وکلام در آن غیر از الحاد وزندقہ نتوان گفت - در قرآن مجید وارد است [illegible] یاتیکم التابوت
فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک [illegible] موسیٰ وآل ہارون تحملہ الملائکۃ [illegible] تفاسیر
معتبرہ مرویست کہ بود در آن صندوق پارہ ہاے الواح وعصاے موسیٰ علیہ السلام [illegible] وغیرہ وآن بود
بدست بنی اسرائیل ودر وقت قتال پیش میکردند آن را وبسبب آن فتحیاب مے شدند بر اعدا
ووقت جنگ فرشتگان برمے داشتند بالاے سر تا بنی اسرائیل وبنی اسرائیل قتال میکردند چنین
کہ از آن تابوت آواز مے آمد نصرت می یافتند ہرگاہ بنی اسرائیل عصیان وفساد نمودند اللہ تعالیٰ
مسلط نمود بر ایشان عمالقہ را کہ آن تابوت از ایشان سلب کردند ہرگاہ بے ادبی کردند با تابوت
اللہ تعالیٰ بر آن کفار بلا مسلط نمود ہر کہ قریب آن بول وبراز میکرد بہ بواسیر مبتلا گردید پس
کفار دانستند کہ این بلا بسبب بے ادبی تابوت است بر گاوان نہادہ خود روانہ ساختند فرشتگان
بمنزل طالوت رسانیدند - ودر صحیح مسلم از ابن مالک مرویست - قال اصابنی فی بصری بعض
الشیء فبعثت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احب ان تاتینی تصلی فی منزلی فاتخذہ
مصلی قال فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن شاء اللہ من اصحابہ فدخل وھو یصلی فی منزلی
واصحابہ یتحدثون بینھم الخ ودر روایت دیگر مسلم آمدہ فقال خط لی مسجدا فجاء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الخ - نووی در شرح مسلم نوشتہ قولہ خط لی مسجدا ای علم لی علی موضع لاتخذہ مسجدا
ای موضعا اجعل صلوتی فیہ متبرکا باثارک وفی ھذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منھا
وفیہ التبرک باثار الصالحین - ودر صحیح بخاری در باب خضاب مرویست کہ بود نزد ام سلمہ رض موی
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در جلجلہ از نقرہ - ہرگاہ بمیرسید بصحابہ رنجے میرفتند نزد ام سلمہ رض
وعرض مے کردند پس می آورد آنرا وحرکت میداد در آب واستشفاء میکردند صحابہ رض بآن وحدیث

وفدت الی قیصر فی ملکه وکسریٰ فی ملکه والنجاشی فی ملکه والی والله ما رأیت ملکا قط فی قوم مثل محمد فی اصحابه - **خلاصہ ترجمہ** قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں لکھا ہے کہ قریش نے جنگ حدیبیہ میں جب عروہ بن مسعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح کرنے کے لئے بھیجا تو عروہ نے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس طرح تعظیم کرتے دیکھا کہ جب آپ وضو کرتے حضور کے آب وضو کے لینے کے لئے اصحاب کرام باہم کٹے مرتے اور اگر آپ تھوکتے یا ناک پاک کرتے تو اوس تھوک و رینٹ ہی کو دوڑ کر لیتے اور تبرکا اپنے اپنے جسم پر ملتے تھے - اگر آپ کا کوئی بال زمین پر گرتا تو اوسکو لیکر بحفاظت تمام اپنے پاس رکھتے اور جس کام کا حکم فرماتے فوراً اوس کی تعمیل کرتے - اور جس وقت آپ کوئی بات کرتے بہت آداب سے آواز کو پست کرکے اوس کا جواب دیتے - اور کمال عظمت کی وجہ سے آپ سے آنکھ نہ ملاتے - یہ کیفیت دیکھکر جب عروہ واپس آئے تو قریش کو کہا اے قریش واللہ میں بادشاہ فارس و حبشہ و روم کے دربار میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی تعظیم کرتے ہیں - منجملہ آن

حضور کے آب وضو سے مریضونکو شفا

صحیح بخاری باب عیادۃ المغمی علیہ میں یہہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے - عن ابن المنکدر سمع جابر بن عبد الله یقول مرضت مرضا فاتانی النبی صلے الله علیه وسلم یعودنی وابو بکر وهما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضاء النبی صلے الله علیه وسلم ثم صب وضوئه علی فافقت فاذا النبی صلی الله علیه وسلم - **خلاصہ ترجمہ** - حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیمار تھا - جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کو تشریف لائے - مجکو بیہوش پایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسوقت وضو کرکے مجھپر پانی وضو کا ڈالا - میں ہوش میں ہوا

حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان ہدایت نشان مین وبالعد وفات حضور کے زمانۂ صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تبرکات کی جو تعظیم وتکریم کہ کتب صحاح وغیرہ من ماثور ومنقول ہوئی ہے خاکسار اون احادیث واقوال کو نقل کرتا ہے تاکہ ناظرین تمکین کو بوجہ احسن معلوم ہو جاوے کہ تبرکات کی تعظیم بلا قیل وقال صحیح علیہ وسلم عند الکل ہے پس جملہ تعظیم تبرکات سے

حضور کے آب وضو کی تعظیم

کتب مشکوٰۃ باب السترہ مین یہہ حدیث شریف وارد ہے۔ عن ابی جحیفۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ وھو بالابطح فی قبۃ حمراء من ادم ورأیت بلالا اخذ وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت الناس یبتدرون ذلک الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ ومن لم یصب منہ اخذ من بلل ید صاحبہ۔ **خلاصۂ ترجمہ۔** ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ دیکھا مین نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین مقام ابطح خیمۂ سرخ چرمی مین تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آب وضو کو تبرکاً لے رہے ہین اور لوگ بہی اوس پانی کو لینے کے لئے دوڑے جس شخص کو وہ پانی ہاتہہ لگا اوس نے اپنے مونہہ اور جسم پر ملا اور جسکو نہیں ملا اوسنے دوسرے شخص کی ہاتھ کی تری کو لے لیا۔ ایضاً قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ علیہ السلام مین لکھتے ہین قال عروۃ ابن مسعود حین وجھتہ قریش عام القضیۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأی من تعظیم اصحابہ لہ ما رأی وانہ لا یتوضأ الا ابتدروا وضوءہ وکادوا یقتتلون علیہ ولا یبصق بصاقا ولا یتنخم نخامۃ الا تلقوھا باکفھم فدلکوا بھا وجوھھم واجسادھم ولا تسقط منہ شعرۃ الا ابتدروھا واذا امرھم بامر ابتدروا امرہ واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ وما یحدون الیہ النظر تعظیما لہ فلما رجع الی قریش قال یا معشر

خلاصۂ ترجمہ - علامہ ابن حجر کہتے ہین کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بعد وفات حضرت انسؓ کے اون کے بیٹے نضر سے وہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم کو خریدا اور امام بخاریؒ سے روایت ہے کہ اونہون نے وہ پیالہ بصرہ مین دیکھا اور اوس مین تبرکاً پانی پیا - امام نووی شارح صحیح مسلم

باب اباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرا تحت حديث ابو حازم فاخرج لنا سهل ذلك القدح فشربنا فيه ثم استوهبه بعد ذلك عمر بن عبد العزيز فوهبه له رواه مسلم کے لکھتے ہین یعنی

القدح الذي شرب منه رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا فيه التبرك باثار النبي صلى الله عليه وسلم وما مسه او لبسه او كان منه فيه سبب وهذا نحو ما اجمعوا عليه واطبق السلف والخلف عليه من التبرك بالصلوة في مصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الروضة الكريمة ودخول الغار الذي دخله رسول الله صلى الله عليه وسلم وغير ذلك ومن هذا اعطاؤه صلى الله عليه وسلم ابا طلحة شعره ليقسمه بين الناس واعطاؤه صلى الله عليه وسلم حقوه لتكفن فيه بنته وجعله الجريدتين على القبرين وجمعت ملحان عرقه صلى الله عليه وسلم وتمسحوا بوضوئه صلى الله عليه وسلم ودلكوا وجوههم بنخامته رسول الله صلى الله عليه وسلم واشباه ذلك كثيرة مشهورة في الصحيح وكل ذلك واضح لا شك فيه - انتهى كلام النووي -

خلاصۂ ترجمہ - امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم ابو حازم کی اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین جس کا ترجمہ یہہ ہے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ جس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تھا نکالکر زیارت کرائی - عمر بن عبد العزیز نے اس پیالہ کو اون سے مانگا اُنہون نے وہ پیالہ عمر بن عبد العزیز کو ہبہ کر دیا - رواہ مسلم اس حدیث کی شرح مین امام نووی علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزات بیان کئے ہین وہ یہہ ہین - یہہ حدیث سند ہے واسطے تبرک لینے کے آثار مبارک سے خواہ وہ آثار ہون جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مس کیا ہو یا پہنا ہو یا کوئی اور سبب ہوا جس جگہ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا۔ منجملہ آن

حضور کے پانی پینے کے پیالہ کی تعظیم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل فی کراماتہ وبرکاتہ مین لکھے ہین حدثنا القاضی ابوعلی

عن شیخہ ابی القاسم بن المامون قال کانت عندنا قصعۃ من قصاع النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فکنا نجعل فیہا الماء للمرضی فیستشفون بہا۔ خلاصہ ترجمہ۔ ابوالقاسم بیٹے مامون کے

کہتے ہین کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ تہا ہم اوس مین پانی ڈال کر مریضون کو

پلاتے۔ مریض اس سے شفا پاتے۔ صاحب بخاری باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مین لکھتے ہین عن عاصم الاحول قال رأیت قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالک

قال انس لقد سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا القدح اکثر من کذا وکذا۔

قال ابن سیرین انہ کان فیہ حلقۃ من حدید فاراد انس ان یجعل مکانہا حلقۃ من ذہب

او فضۃ فقال لہ ابوطلحۃ لا تغیرن شیئا صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فترکہ۔

خلاصہ ترجمہ۔ حضرت عاصم بیان کرتے ہین کہ مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا۔ حضرت انس رض کا بیان ہے کہ مین نے اس پیالہ مین اکثر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا ہے۔ ابن سیرین علیہ الرحمۃ کہتے ہین اس پیالے مین

حلقہ لوہے کا لگا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا اسکی جگہ چاندی یا سونیکا حلقہ

لگادین حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے انس اسکو نہ بدلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسی طرح رکھا ہے۔ حضرت انس رض نے اوس کو ویسا ہی رہنے دیا۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شمائل

مین لکھتے ہین۔ ثم بعد ذلک اشتری ابوطلحۃ ہذا القدح من میراث النضر بن انس رضی اللہ عنہما

بثمان مائۃ الف درہم وعن البخاری انہ نصر بالبصرۃ ذلک القدح بلا قدح وشرب منہ تبرکا لہ

دیوار میں متصل چسپاں ہے وہ پتھر ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا کرتا تھا - لوگ اس کی
زیارت کرتے ہیں اور تبرکاً ہاتھ پھیرتے ہیں - ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تواترِ اہل مکہ کا نقل فرما کر
کہا ہے - وہی پتھر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل نبوت آپ کو سلام کیا کرتا تھا -
صاحب روضۃ الاحباب قریب خاتمہ جلد اوّل کے لکھتے ہیں - و مرویست کہ بعضے از متروکات
پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پیش عمر بن عبد العزیز بود و آں را در خانہ مضبوط نگاہ میداشت
و ہر روز یکبار می رفت و آنہا را زیارت میکرد و گاہ بود کہ چون بعضے از اشراف قریش پیش وے آمدندے
ایشان را بآنخانہ مے برد و آنہا را بایشان مے نمود و میگفت ھذا میراث من اکرمکم اللہ تعالیٰ
و اعزکم بہ و گویند در آنخانہ سریرے و بالشے از ادیم کہ حشو آن از لیف خرما و یک جفت موزہ و قطیفہ
و اشیاء دستی و کنانہ کہ در آن چند تیر بود و در قطیفہ آنحضرت از وسخ سرِ مبارک بود و مردے
زحمتِ عظیم داشت و سقائی یافت از عمر بن عبد العزیز التماس نمودند کہ بعضے از آن وسخ را بشویند
و ماسعوط در بینی آن بیمار چکانند قبول نمود و چنان کردند بیمار شفا یافت - علامہ عینی شارح
صحیح بخاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں فیہ دلیل الشرب من قدحہ صلی اللہ علیہ وسلم
و آنیتہ من باب التبرک بآثارہ و کان ابن عمر رضی اللہ عنہما یصلی فی المواضع التی کان صلی اللہ
علیہ وسلم یصلی فیہا و یبرک ناقتہ حیث ادارہا تبرکاً بالاقتداء و حرصاً علی اقتفاء آثارہ
خلاصہ ترجمہ - یہ حدیث دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ وغیرہ میں پانی پینے کی
اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے اور جس جگہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی
سواری لیجایا کرتے یہ بھی اپنی سواری کو تبرکاً لیجاتے - حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس اتباع کی مفصل کیفیت جذب القلوب
میں لکھتے ہیں - مسجد الغزالہ گویند سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم در وے نماز گذاردہ و در پیچا موضع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہو اس جگہہ نماز پڑہنی اور جس غار میں حضور تشریف لے
گئے ہون وہان تعظیماً و تبرکاً جانا - اور انہیں تبرکات مین سے ہے کہ آپنے اپنے موے مبارک
ابوطلحہ کے ہاتہہ سے تقسیم کرائے اور اپنی صاحبزادی حضرت زینب کی کفن کے واسطے تہ بند دیا اور
دو قبر گنہگارون پر ٹہنی کہجور کی رکہی تا میت کا عذاب دفع ہو - اور آپ کی پسینے کو ملحان نے جمع
کیا اور آپ کی آب وضو اور ریزش بینی کو لوگون نے تبرکاً جسم پر ملا اور اسی قسم کے تبرکات کی تعظیم
وتکریم سلفاً عن خلف مشہور و معروف ہے جیسے کہ صحابہ وغیرہ نے اس پر اجماع کیا ہے - حضرت امام
نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے بوجہ حسن ثابت ہو گیا کہ تبرکات کی تعظیم وتکریم بلا انکار مجمع علیہ
ہے - مولوی عبد الحلیم لکہنوی علیہ الرحمۃ رسالہ نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن مین لکہتے ہین

وکان عند عمر بن عبد العزیز اشیاء من متروکاتہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا الخفان والقطیفۃ
والکسانہ وغیرہا کان ہو یحافظہا ویہتم بہا وکان یزورہا کل یوم مرۃ و اذا جاء عندہ
واحد من الاشراف اذہب ہنالک ویقول ہذہ امارت من اکرمکم اللہ واعزکم بہ کذا اورد
الشیخ الدہلوی ومن ذلک لمس الحجر الذی فی مکۃ فی زقاق الحجر من طریق ست ام المومنین
خدیجۃ وہو مرکب فی الجدار یزورہ الناس ہم یتبرکون بمسح ہذا الحجر قال ابن الحجر المکی
الہیثمی انہ نقل متواترا من اہل المکۃ ان ہذا الحجر ہو الحجر الذی کان یسلم علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قبل النبوۃ - **خلاصہ ترجمہ** - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال متروکہ مین سے عمر
بن عبد العزیز کے پاس تبرکات تہے - جیسے موزہ - چادر - تیردان چرمی - آپ اوس کی بہت حفاظت
رکہتے اور ہر روز ایک بار اوس کی زیارت کرتے - اور اگر کوئی شریف آدمی اون کے پاس آتا تو
اون کو تبرکات کی زیارت کرا کر کہتے کہ یہہ تبرکات اون کے ہین جو اللہ تعالے کے نزدیک برتر
ہین اور جن کی بدولت تم کو اعزاز حاصل ہوا ہے - اور ایسا ہی مکہ معظمہ زقاق الحجر مین ایک

عینی شارح بخاری اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں والحکمۃ فیہ التبرک بما مسہ الشارع وھو اصل فی التبرک بآثار الصالحین - انتہی ملتقطاً - قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں لکھتے ہیں عن اسماء بنت ابی بکر انہا اخرجت جبۃ طیالسۃ وقالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا - خلاصہ ترجمہ - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنا ہوا جبہ تھا - بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوس کو دھو کر بیماروں کو پلاتی تھیں - اس پانی سے مریض شفا پاتے تھے

تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کعب بن زھیر رضی اللہ عنہ لما انشد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصیدۃ بانت سعاد رمی الیہ ببردۃ کانت علیہ فلما کان زمن معاویۃ رضی اللہ عنہ کتب الی کعب بعنا بردۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشرۃ الاف درہم فابی علیہ فلما مات کعب بعث معاویۃ الی اولادہ بعشرین الف درہم واخذ منہم البردۃ - ؀

خلاصہ ترجمہ - کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصیدہ بانت سعاد کے صلہ میں چادر دی تھی حضرت کعب اس چادر کو تبرکاً اپنے پاس رکھتے تھے - حضرت معاویہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں کعب کو دس ہزار دینار اس چادر کی قیمت دی - کعب نے منظور نہیں کیا بعد اون کی وفات کے حضرت معاویہ نے اُن کی اولاد سے وہ چادر بیس ہزار دینار کو خرید لی - اس واقعہ کو تواریخ حبیب الٰہ میں بھی لکھا ہے - منجملہ آن -

حضور کے موئے مبارک کی تعظیم

مشکوۃ باب الحلق میں یہہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے - عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی منا فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنا ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلق فاعطاہ ابا طلحۃ فقال

کہ او را نابہ گوشت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما در آنجا نزول سفر بودو میگفت ھھنا امنزل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم و در انجا درختے بود کہ چوں ابن عمر در انجا نزول میکرد و ضو میساخت بقیہ آب

در بیخ درختے افگند و میگفت ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بروایتے آمدہ کہ

بہ گرد درختے گردید و در بیخ او آبے انداخت بقصد اتباع آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ عنہ

منجملہ آن

حضور کے لباس کی تعظیم

مشکوٰۃ باب غسل المیت وتکفینہ مین یہہ حدیث شریف ہے عن ام عطیۃ قالت دخل علینا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک بماء وسدر واجعلن

فی الاخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذنّنی فلما فرغنا اذنّاہ فالقی حقوہ وقال اشعرنہا ایاہ

خلاصہ ترجمہ ام عطیہ کہتی ہین کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم آپ کی

صاحبزادی حضرت زینب کو غسل دے رہی تہین حضرت نے فرمایا کہ بیری کے پتے اور پانی سے تین بار یا

پانچ بار یا زیادہ نہلانا اور آخر مین کافور یا خوشبو ملکر مجہکو خبر کرنا جب ہم غسل دیکر فارغ ہوئے تو

حضرت کو خبر کی حضور نے اپنا تہہ بند دیکر فرمایا اسکو شعار کر دو یعنی زیر کفن جسم سے ملا ہوا رکہو۔

حضرت محدث دہلوی قدس سرہ لکہتے ہین تا برکت آن بوے رسد و درینجا استحباب تبرک بلباس

صالحین و آثار ایشان بعد از موت در قبر چنانکہ قبل از موت نیز ہمچنین بود۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

شعار کے معنی لکہتے ہین ومعنی اشعرنہا ایاہ اجعلنہ شعارا لہا وھو الثوب الذی یلی الجسد والحکمۃ

فی اشعارہا بہ تبرکہا ففیہ التبرک باثار الصالحین ولباسہم۔ خلاصہ ترجمہ یعنی اشعرنہا

کے یہہ معنی ہین جو کپڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تہا وہ جسم سے ملا رہے تا میت

کو برکت حاصل رہے اور صلحاء و اولیاء کرام کے لباس تبرکا لینے کی بہی یہہ ہی حدیث دلیل ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفا مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھتے ہین وکان عندہ

لشئ من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقلامۃ اظفارہ فاوصی ان تجعل فی فمہ وعینیہ

وقال افعلوا ذالک وخلوا بینی وبین ارحم الراحمین۔ **خلاصہ ترجمہ** حضرت معاویہ رضی اللہ

عنہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک وناخن تھے۔ وقت مرنیکے انہون نے

وصیت کی کہ یہہ تبرک میرے منہہ اور آنکھون مین رکھ دینا کہ مجکو بھی نفع دین گے اور اللہ تعالی

ارحم الراحمین ہے۔ مشکوۃ باب الطب والرقی مین یہہ حدیث ہے عن عثمان بن عبد اللہ بن

موھب قال ارسلنی اھلی الی ام سلمۃ لقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عین او شئ بعث

مخضبۃ فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخضخضتہ

لہ فشرب منہ قال فاطلعت بالجلجل فرأیت شعرات حمراء۔ رواہ البخاری۔ **خلاصہ ترجمہ**

حضرت عثمان بن عبد اللہ کہتے ہین میری زوجہ نے مجکو حضرت ام سلمہ کے پاس پیالہ پانی لیکر بھیجا

اور جب کسیکو نظر لگتی یا کوئی اور مرض ہوتا ایک بڑے برتن مین پانی لیکر حضرت ام سلمہ کے پاس

بھیجدیتی تہین انہون نے ایک چاندی کی نلی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک

رکھ چھوڑے تھے۔ وقت ضرورت کے اون کو نکال کر پانی مین ہلا دیتین وہ مریض پانی پی لیتا

تھا روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا فصل ومن

اعظامہ واکبارہ اعظام جمیع اسبابہ مین لکھتے ہین۔ وکانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات

من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعر

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین۔ **خلاصہ ترجمہ**

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک تھے

اقسمہ بین الناس۔ **خلاصہ ترجمہ**۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ مین رمی جمار کرکے منا مین تشریف لائے اور قربانی کرکے موترا‌ش کو بلایا اور داہنی جانب سے سر کے بال حلق کراکر موے مبارک ابوطلحہ انصاری کو دیئے پھر بائین طرف سے سر کو حلق کراکے موے مبارک ابوطلحہ کو دیکر فرمایا ان بالون کو لوگون مین تقسیم کردے۔ حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے ترجمہ مین لکھتے ہین پس بہر یک یک تارہ موے و دو تارہ موے نصیب رسیدہ۔ گویا شاعر باین قصہ اشارت کردہ است ؎

مرا از زلف تو موئے بسند است	فضولی میکنم بوئے بسند است

وہمچنان ناخنان نیز تقلیم کردہ بر حاضران قسمت فرمود و این برکات درمیان امت تا الیٰ یومنا ہذا باقی ماند کہ باعث تذکرہ و یادداشتے بود از اجزاے وجود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ گویا بوئے بسند است گفتہ است ہمین مراد است۔ رسالہ تذکرۃ الاحباب من کلام من اختص بالوحی والکتاب مین لکھا ہے۔ واضح ہو کہ یہہ رسالہ صاحبزادہ مولوی حاجی محمد عبد المجید خان صاحب مرحوم داماد نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک کا تصنیف کیا ہوا مولانا محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ کے کتب خانہ مین قلمی موجود ہے۔ حضرت مولانا موصوف نے یہہ عبارت اوس رسالہ مین سے نقل فرماکر خاکسار کو عنایت کی تھی تعظیم موے مبارک کی سند مین راقم نقل کرتا ہے:۔ **الفائدۃ السادسۃ عشر فی باب الحلق** انہ علیہ السلام اتی منی فنحر وقال للحلاق خذ واشار الی جانبہ الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس قال ابو کریب فبدأ بالشق الایمن فوزعہ الشعرۃ والشعرتین بین الناس واستعمل منہ التبرک بشعرہ علیہ السلام وکذلک بجمیع آثارہ وعن عبیدۃ السلمانی لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من کل بیضاء وصفراء علی وجہ الارض وبطنہا۔ فقط علامہ جلال الدین سیوطی

خلاصہ ترجمہ مستحب ہے زیارت کرنی مسجد اور کنووں اور اون آثار کی جو منسوب ہین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بعینہ یا بجہتہ اور تصریح کی ہے اس استحباب پر ہمارے علماء حنفیہ نے اور ائمہ شافعیہ اور مالکیہ نے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اسی فصل مین لکھے ہین

روی عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلھا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقھا فقال لم اکن بالذی یحلقھا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ۔ خلاصہ ترجمہ ابی محذورہ کے سر پیشانی کی جانب بالون کا موٹھا بندھا ہوا تہا۔ جب اوس کو بیٹھکر کھولتے زمین تک لٹک جاتا تہا۔ لوگون نے کہا کہ تم اسے کیون نہین منڈاتے۔ کہا کیونکر مونڈواؤن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے اور اسی فصل مین ہے رأی ابن عمر واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعھا علی وجھہ ولھذا کان مالک رحمہ اللہ تعالی لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحیی من اللہ ان اطاء تربتہ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحافر دابۃ۔

خلاصہ ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھنے کی جگہہ ہاتہہ پھیر کر اپنے منہہ پر ملتے تھے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ مین سوار ہوکر نہ چلتے اور فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے اللہ تعالی سے کہ جس زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ چلے ہون مین اوس کو جانورون کے کھرون سے روندون۔ انفاس رحیمیہ مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے ملفوظ مین لکھتے ہین۔ امام مالک رضی اللہ عنہ در کوچہ ہاے مدینہ گاہے سوار نشد زیرا چہ جاے کہ محبوب رب العالمین وسید المرسلین علیہ افضل التحیات واکمل التسلیمات پیادہ رفتہ باشند آنجا سواری سوء ادب است وآن امام ہمام ہر جا کہ عمارت قدیم مے دید با دب تمام بوسہ مے داد برایہ

ابر ہرگز نبود یکے توبہ کرد و دیگران گفتند قضیہ اتفاقیہ است۔ دیگر بار برآوردند دیگر بار ابر پارہ ظاہر شد دیگر بسے توبہ کرد بہت تسمی گفتند این نیز قضیہ اتفاقیہ است تسیم بار بآفتاب بردند دیگر بار ابر پارہ ظاہر شد تسمی نیز در سلک نائبان منسلک گشت۔ دیگر آنکہ براے ربار سرآوردم مجمع عظیم بود۔ ہرچند کلبہ در تبرقفل ہے بہادم و سعی سکردم مفتوح نمیشد بدل خود متوجہ شدم معلوم شد کہ فلان جنب است بتامت جنابت او مستبرکے آمد عیب پوشی کردم و ہمہ را تجدید بطہارت فرمودم جنب ازان مجمع بیرون رفت آنگاہ بسہولت مفتوح گشت زیارت کردیم۔ حضرت الشان در آخر عمر تبرکات قسمت میفرمودند یکے ازان دو موے بکاتب حروف عنایت فرمودند۔ الحمد للہ رب العالمین۔

جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس کیا یا استعمال فرمایا یا آپکے نام سے مشہور ہو اوسکی تعظیم کو علمائے دین مستحب لکھتے ہین ❊

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا مین فرماتے ہین ومن اعظامہ واکبارہ اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاہدہ وامکنۃ من مکۃ والمدینۃ ومعاہدہ وما لمسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام او عرف بہ مین لکھتے ہین۔ خلاصہ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب و مشاہد و مکانون کی اور جس چیز کو آپنے ہاتھ لگایا یا آپ کی طرف منسوب ہو ان سب کی تعظیم و عظمت کرنی آپ کی محبت کی علامات مین سے ہے۔ اسی عبارت کی حاشیہ پر لکھا ہے۔ والمراد جمیع ما نسب الیہ وتعرف بہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی عرف بہ سے یہہ مراد ہے کہ جو چیز آپ کی طرف منسوب ہے اوس کی تعظیم کرنی۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا مین فرماتے ہین قولہ او عرف بہ بصیغۃ المجہول ای حکما کین اکرامہ الان واعظامہ فی ہذا الزمان۔ ونیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ زیادۃ مصطفویہ مین فرماتے ہین واعلم انہ یستحب زیارۃ المسجد والدار والآثار المنسوبۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء علمت عینہا او جہتہا صرح بہ جماعۃ منا ومن الشافعیۃ والمالکیۃ وغیرہم

برکت کی دُعا فرمائی تھی - آپ جس کسی آدمی یا بکری کے ورم ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رکھی ہوئی جگہہ کو ورم پر پھیر دیتے تو وہ ورم جاتا رہتا تھا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرک کی بے ادبی سے ہلاکت و عتاب آلہی کا ظہور

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل من اعظامہ و اکبارہ مین لکھتے ہین - ان جہجاہ الغفاری اخذ قضیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ید عثمان رضی اللہ عنہ وتناولہ لیکسرہ علی رکبتہ فصاح الناس فاخذتہ الاکلۃ فی رکبتہ فقطعہا ومات قبل الحول - خلاصہ ترجمہ جہجاہ غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ سے عصا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چھین کر توڑنے کے لئے گھٹنون پر رکھا - لوگون نے واویلا کی اوس کے گھٹنون پر ایسا زخم ہوگیا کہ پیر کاٹا گیا اور اوس کے صدمہ و تکلیف سے اُسی سال مرگیا - نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن مین مولوی عبد الحلیم لکھنوی لکھتے ہین - روی ان معاویۃ رضی اللہ عنہ فی زمان امارتہ کتب الی مروان ان یحمل الیہ المنبر فامر بقلعہ فلما حرکہ عن موضعہ انکسفت الشمس واظلمت الدنیا حتی بدت النجوم فخطب فقال انما امرنی امیر المومنین ان ارفعہ فدعا نجارا فزاد ست درجات ووضع المنبر الشریف علیہا ثم اراد الخلیفۃ المہدی ان یزید علی درج المنبر فمنعہ الامام مالک رحمہ اللہ تعالی - خلاصہ ترجمہ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین مروان کو لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف اُٹھالاؤ - مروان نے جبکہ ارادہ اوس کے اوٹھانے کا کیا اس بے ادبی کی وجہ سے آفتاب گہنا گیا اور تمام دُنیا مین تاریکی چھا گئی یہان تک کہ تارے نکل آئے - مروان نے یہہ حالت دیکھکر خطبہ پڑھا اور کہا کہ مین نے یہ کام امیر المومنین معاویہ کے کہنے سے کیا تھا - اس ارادہ کو موقوف کیا اور سِڑھی کو بڑھا کر چھ

آنکہ شاید آن گلِ بوستانِ نبوت وآن ثمرۂ باغِ رسالت کے رو دستے رسانیدہ باشد۔

ایضاً اسی فصل میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ عن احمد بن فضلویۃ الزاھد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ ۔ خلاصۂ ترجمہ۔ احمد بن فضلویہ کہتے ہیں جب سے میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان ہاتھ میں رکھی ہے میں نے کبھی بے وضو کمان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ تواریخ حبیب آلہ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ کو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عصا دیکر فرمایا کہ اس عصا کو بہشت میں اپنے ہاتھ میں رکھنا وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ وقت انتقال کے اونہوں نے اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کردی تھی۔ اسی حکایت کو صاحب روضۃ الاحباب نے بھی لکھا ہے۔

عبارتہ ہکذا۔ آنحضرت عصا بمن داد وفرمود تخصر بہذہ فی الجنۃ۔ آوردہ اند کہ آن عصا نزدِ وے بود تا وقتِ وفات او ورسید اہلِ خویش را وصیت کرد تا آن عصا را در کفن وے بپیچیدند۔

صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زرہ اور عصا اور تلوار اور پیالہ اور انگوٹھی اور موے مبارک اور نعلین شریف اور ظروف کو بعد حضور کی وفات کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تبرک کا استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اسی مضمون سے باب کو شروع کیا ہے۔ باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ وخاتمہ وما استعمال الخلفاء بعدہ الی اٰخرہٖ۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل فی کراماتہ وبرکاتہ میں لکھتے ہیں۔ وضع یدہ علی راس حنظلۃ بن خذیم وبرک علیہ فکان حنظلۃ یؤتی بالرجل قد ورم وجہہ والشاۃ قد ورم ضرعہا فیوضع علی موضع کف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیذھب الورم

خلاصۂ ترجمہ۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھکر

معاویہ رضی اللہ عنہ نے برکتہ مرغاب اون کے پیشکش کیا۔ مدارج النبوۃ میں حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

افادہ فرماتے ہیں۔ یکے از اہلبیت کرام را نام یحییٰ بن القاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی

بن الحسین بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ ملقب بود بشبیہ در موضع خاتم نبوت مشابہ بود معد از مصبہ الحجام

مشابہہ خاتم نبوت بود وے چون مے آمد در حمام ومیدیدند او را مردم درود میفرستادند بر

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد حمام مے نمودند بروے ومی بوسیدند پشت او را

ثمر کا مراد بشبیہ بعض امور خواہد بود والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تمام حسن شریک ندارد

فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم	منزہ عن شریک فی محاسنہ

حضور کے اصلی کفشِ پا کی مثال عنبر صنا کی تعظیم

حضرت شیخ الشیوخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ من اللہ القوی شرح سفر السعادت میں افادہ فرماتے ہیں

تمثال نعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواص وبرکات بسیار دارد وبعضے از اکابر محدثین رسالہ جدا

در بیان آن جمع کردہ وگفتہ کہ نگاہ داشتن آن باعث وجود حرز وامان است از شر بغی وعداوت

حسد اشرار واز شر شیطان مارد۔ واگر زنے کہ دشوار شدہ باشد زائیدن بروے آنرا نگاہدارد

آسان شود بروے این دشواری وبعضے از محبان را از علماء ومحدثین اشعار وقصائد است

در مدح آن۔ کذا فی المواہب اللدنیہ انتہی۔ کتاب روضۃ الاحباب فصل ششم در بیان عادات

سید السادات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات میں لکھا ہے۔ تمثالے از نعل حضرت رسالت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش این فقیر ہست از کاغذ بریدہ وبر آن خط ہا کشیدہ بمنزلہ دوالہائے

نعل وجائے انگشت نر وجائے دو انگشت میانگی وجائے دو انگشت دیگر خنصر وبنصر معین ساختہ اند

وبر آن کاغذ بخط شریف زبدۃ المحدثین وقدوۃ المحققین برہان الملۃ والشریعۃ والسموی فی الدین

درجے اور سواکر منبر شریف کو اوسپر رکھا - بعدہ خلیفہ مہدی نے ارادہ کیا کہ اس کی تعظیم کے
واسطے او درجہ سوا دین حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے منع فرمادیا - واضح ہو کہ اس واقعہ کو
صاحب عینی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی جلد ثالث باب فی الخطبہ علی المنبر مین لکھا
ہے - بخوف طوالت وہ عبارت نقل نہین کی - ارباب ایمان وصدق ویقین کو معلوم ہو کہ عبارات
ماسبق سے بوجہ احسن ثابت ہو گیا کہ زمانہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج
تک تبرکات کی تعظیم ہمیشہ علی الاتصال ہوتی چلی آئی ہے - اکابر دین مثل انبیاء علیہم السلام
واصحاب کرام و تابعین عظام واولیاء ذوی الاحترام تعظیم تبرکات مین مساعی جمیلہ مرعی فرماتے
رہے اور جسنے بے ادبی کی وہ مبتلائے لعنت معتوب ہوا اور آثار غیظ وغضب الہی علی الاعلان
مشاہدہ ہوئے - اللھم احفظنا من اساءۃ الادب - یہ تعظیم وتکریم اصلی تبرکات کی تھی جو
کتب معتبرہ سے منقول ہوئی - اب یہ بھی واضح رہے کہ جو چیزین مشابہہ ومماثل تبرکات اصلیہ کی
ہوئی ہین اون کی تعظیم وتوقیر بھی مثل تبرکات اصلیہ کے صلحاء امت واکابر دین سے ماثور
ومنقول ہوئی ہے - جو روایات کہ کتب سیر وزیر متداولہ مین لکھی ہوئی ہین منجملہ اون کے چند
روایات اس محل ارادۃ الاختصار مین نقل کی جاتی ہین - علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ
کتاب شفا فصل ومن توقیرہ صلے اللہ علیہ وسلم مین لکھتے ہین بلغ معاویہ ان کابس

بن ربیعہ یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما دخل من باب الدار قام عن سریرہ و
تلقاہ وقبل بین عینیہ واقطعہ المرغاب لشبہ صورۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - خلاصہ
ترجمہ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جاتے
آپ کی صورت مشابہ صورت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھکر تخت پر سے
کھڑے ہو جاتے اور آپ کی آنکھون کو بوسہ دیتے - آپکی تعظیم مشابہت کی وجہ سے حضرت

محدث تلمسانی کتابے دارد مبسوط مسمیٰ بہ فتح المتعال فی مدح خیر النعال مشتمل بر فاتحہ و چہار باب
و خاتمہ۔ پس در باب دوم آن مے نویسد کہ ذکر نمودہ اند مثال مطہر را امام ابوبکر بن العربی و حافظ
ابوالربیع کلاعی و حافظ ابن الابار و ابن رشید فہری و ابن مرزوق و حافظ ابن عساکر و سراج
بلقینی و حافظ سخاوی و سیوطی و قسطلانی و غیرہم و سلاسل روایات و اجازت این اکابر از اینہا
تا انتہا بطرق متعددہ بسند متصل مذکور است۔ منجملہ آنہا سندیست کہ تمام میشود بر ابراہیم بن عبد الرحمن
مخزومی کہ نواسہ حضرت صدیق اکبر است و بود نزد وے اصل نعل مبارک۔ باز پسر آن اسمٰعیل
بن ابراہیم کہ اسناد از امام مالک و ثوری و وکیع است داد مثال آن را بابو اویس و ابن ابو اویس
چنین شخصے است کہ روایت میکند از وے مسلم و ترمذی و نسائی و غیرہم و توثیق کردہ او را ابو زرعہ
دمشقی۔ باز ابو اویس داد آن مثال نعل را بہ پسر خود اسماعیل بن ابی اویس کہ ہمشیر زادہ امام مالک
و استاذ بخاری است و ہمین طور اسناد ہاے متعددہ نوشتہ و ہفت نقشہاے مثال را نقل
نمودہ اول آنہا را بسیار صحیح گفتہ۔ انتہیٰ۔ اکابر محدثین نے تمثال شریفہ کی توصیف میں جو
اشعار لکھے ہیں قول السدید سے نقل کئے جاتے ہیں۔ ابن عساکر گفتہ۔ ع

یا شبیہ نعل المصطفیٰ روحی الفداء	لمحلک الاسمیٰ الشریف العالی

حلبی علیہ الرحمۃ گفتہ۔ ع

یا مثالاً لنعل خیر البرایا	بک نستدفع العنا والبلایا
بک نرجو الشفا من کل داء	بک نستمنح الالٰہ العطایا
لک یا مثل نعلہ مثل ما کان	لہا من فضیلۃ و مزایا
و کفیٰ شاھداً لک ما یظھر	للعین مصراً فی المرایا

مولانا محمد فاضل بن محمد عارف دہلوی رح مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں و ھذہ

المشهور بخواجه ابی نصر پارسا قدس سره نوشته باین طریق که نعلین پاک آنحضرت از چند تاه ادیم
بوده است برهم بخیه کرده و براو انچنین دوالها بوده است وهم بخط شریف ایشان نوشته
بعبارت عربی چیزیکه سوداش باین معنی راجع است این مقدار نعل رسول خداست صلی الله علیه
وآله وسلم بحسب انچه ثابت شده تصحیح آن ومنقول گشته باسناد صحیح مبیّن گشته - در کتاب تصحیح المصابیح
تالیف العبد الفقیر الی الله تعالی ابی الخیر محمد بن محمد الجزری اثابه الله تعالی ومن نظمه فیه
مما نقل من خطه - ه

یا طالبا تمثال نعل نبیه	ها قد وجدت الی اللقاء سبیلا
فاجعله فوق الراس واخضع واعتنق	نعلا حوته واوله التقبیلا
من مدعی الحب الصحیح فانه	یهدی علی ما ادعیه دلیلا

وهم برآنجا بخط شریف ایشان نوشته که از جمله انچه مجرب شده از برکات تمثال این نعل شریف
آنست که هر کس که آنرا دایم با خود دارد او در میان خلق قبولی تام باشد والبته پیغمبر را صلی الله
علیه وآله وسلم زیارت کند یا در خواب ببیند - فقد راه حقا و این تمثال شریف در هر لشکر که باشد
نگریزند و در هر قافله که باشد غارت نیابد و در متاع که بود دزد بر آن دست نیابد و در هر کشتی که باشد
غرق نشود و توسل بجوید بصاحب آن صلی الله علیه وآله وسلم در هیچ حاجتی الا آنکه گذارده شود
و در هیچ ضیقی الا آنکه فرجی حاصل شود صلی الله علیه وآله وسلم - مولوی ابو الخیر رضی الدین صاحب
قول السدید مین لکھتے ہین - مثال نعل شریفه حضرت رسول فخیم علیه صلوة الله والتسلیم وتوسل
کردن بآن در استحصال حاجات ومرادات وپناه جستن بآن عند حلول الصوادم والحادثات الصعبات
از عهد خیریت مهد حضرات تابعین تا ایندم در میان جمهور ائمه دین رائج واجرا یافته است وبسیاری
از علماء عظام وائمه کرام درین خصوص بتصنیف رسالها وکتابها ساختن پرداخته - چنانچه علامه

علی موضع الوجع و ا اللہم ارنی برکۃ صاحب ھذا النعل فسفاھا اللہ تعالیٰ للحس - اھی مختصراً

خلاصۂ ترجمہ - یہی منافع اس مثال مبارک ومقدس کے اپنی آنکھوں سے اپنے دیکھے ہین کہ جن کا بیان نہین ہوسکتا اور ائمۂ اعیان سے اس کے فضایل ومحامد بہت لکھے ہین منجملہ ان کے صاحب مواہب نے مقصد ثالث مین لکھا ہے کہ ابواسحٰق اندلسی کہتے ہین کہ قاسم بن محمد سے ابن کیا کہ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بعض طالبین کے واسطے مین نے اس نعل شریف کا نقشہ قطع کر کے دیا تھا - ایک روز اوس نے کہا کہ کل رات کو مین نے اس نقشہ کی عجیب برکت دیکھی وہ یہ ہے کہ میری بی بی کے الساعت درد ہوا کہ قریب ہلاکت کے پہونچی - مین نے اس نقشہ کو اوس کے درد کی جگہہ رکھکر یہ کلمات کہے اللہم ارنی برکۃ صاحب ھذا النعل - اللہ تعالیٰ نے اوس کی برکت سے اوسی وقت صحت بخشی - صاحب قول السدید نے رسالہ مرتجی بالقبول مین مثال نعل شریف کی توصیف وتعریف میں بڑے بڑے اکابر کے بہت سے اشعار نقل کئے ہین - بخوف اطناب وطوالت صرف حوالہ نام کتاب پر اکتفا کر کے راقم عرض کرتا ہے کہ حوالجات مذکورہ سے بوجہ حسن ظاہر ہوتا ہے کہ مثال صناعیہ تبرکات کی تعظیم وتکریم مثل تبرکات اصلیہ کے اکابر دین وفضلاء امت سے منقول وماثور ہے متبعین اقدام صلحاء کرام کو اون کے اتباع اتخاذ عظمت کے لئے کافی وافی ہے - اگر کوئی شخص اون کے اتباع واقتداء سے انحراف کریگا وہ خود سعادت وفلاح سے محروم رہیگا - وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ؕ

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو جس مقام پر اہل بصیرت نے جلوہ فرما دیکھا اور زیارت کی اس جگہہ کی تعظیم وتکریم

اخبار الاخیار مین شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شیخ المعروف سلطان نصیر الدین محمود چراغ دہلی

صفۃ الروضۃ المبارکۃ - درینجا فائدہ آنست کہ زیارت کند آں مثال را کسیکہ قدرت نیافتہ
است کہ زیارت عین روضہ مقدّسہ و مشاہدہ کند این شکل مبارک را از روے محبت و اشتیاق
و بوسہ دہد بر آں از غایت محبت و بیفزاید شوق خود را و اکثر از بزرگان برائے این شکل مبارک
خواص و برکات بسیار ذکر کردہ اند و تجربہ آوردہ اند انتہی کلامہ - اور قول السدید میں ہے۔
علّامہ تاج الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فجر المنیر فی کیفیۃ الصلوٰۃ علی البشیر والنذیر
کے اوایل میں لکھا ہے ومن فوائد ذلک ان یزور المثال من لم یمکنہ زیارۃ الروضۃ فیشاہدہا
مشتاقاً ولیلثمہ کما ان قد ناب مثال النعل الشریف عنہ مناب عینہا فی المنافع والخواص بشہادۃ التجربۃ
الصحیحۃ ولہذا اجعلوا لہ الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنہ وقالوا فی توصیفہ اشعاراً
کثیرۃ و ذکروا خواص مجرّبۃ - انتہی - **خلاصہ ترجمہ** - جس شخص کو زیارت اصل روضہ مقدسہ
کی میسر ہو اوس کو چاہیئے کہ نقل و تمثال روضۂ مقدّسہ کی زیارت کرے اور کمال اشتیاق و فرط
محبت سے اوسکو چومے - کیونکہ تجربہ صحیحہ سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ نقل و اصل منافع و خواص
میں برابر ہیں - بناءً علیہ علما و صلحاء امت نے نقل و تمثال کی تعریف و توصیف میں بہت
اشعار تصنیف فرمائے اور اپنی اپنی تصانیف میں اون کے خواص و منافع کو لکھا ہے۔
ایضاً قول السدید میں باب چہارم کتاب فتح المتعال سے ایک عبارت طویل نقل کی ہے مختصراً
یہاں لکھی جاتی ہے - ان منافع هذا المثال الکریم المعدن لا یحتاج فیہا الی زیادۃ بیان
اذ اغنی عن حصرہا العیان وقد ذکر جملۃ منہا جماعۃ من الائمۃ الاعیان منہا ما ذکرہ صاحب المواہب
فی آخر نوعہ من المقصد الثالث عن ابی اسحٰق ابراہیم بن الحاج الاندلسی - قال حدثنی القاسم
بن محمد قال حدثنی ابو جعفر حذوت هذا المثال لبعض الطلبۃ فجاءنی یوماً فقال لی رأیت
البارحۃ من برکۃ هذا المثال عجباً فقد اصاب زوجتی وجع شدید کاد یہلکہا فجعلت مثال النعل

کے بنائے ہین۔ دروازۂ درمیانی مین سروایت اکابر صلحا بہہ امر مشہور ہے کہ حضور سید عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت سید العرفا سید حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ نے اقامت فرما دیکھا
چنانچہ اس واقعہ کو میان سید شرف الدین حسن رح نے اپنے رسالۂ اسناد قدم مبارک مین لکھا ہے
عبارتہا ہکذا۔ روزے سید حسن رسولنما ولی کامل کہ از اولاد امجاد حضرت علیہ السلام اند شبے در
عالم خواب کہ بیداری است بعینہ آن فخر الانبیا صلواۃ اللہ علیہ را زیارت کرد۔ عرض نمود کہ شناخت
دیدار لامع الانوار زبان از حد بیان است اگر باز خواہم کہ باین سعادت مستفیض و مستفید شوم
چہ طور باشد ارشاد شد کہ ما بدولت اکثر در حظیرۂ فتح خان مینشینیم یعنی درگاہ قدم شریف۔ چنانچہ
سید موصوف رحمۃ اللہ علیہ مریدان عصر خود را نصیحت موکدہ میفرمود کہ دروازۂ متصل زینہا
واقع اند از آن دروازہ وسط را بوسہ دادہ از دروازۂ یمین و یسار آمد و رفت میکرده باشید
چنانچہ تا حال وصیت در آئین مریدین آن سیادت پناہ جاریست۔ حال صاحب نظران این
بود۔ فقط۔ راقم اثم نے جب یہہ حکایت سنی اور رسالۂ مذکور مین دیکھی معاً یہہ خیال ہوا اگر اس
مقام پر ایک پتہر گربہر اونچا عرض دروازہ مین ایستادہ کردیا جاوے تو کوئی شخص اس طرف
سے اندر نہ جاسکیگا۔ حضور پرنور قدس اللہ سرہ سے یہہ حال عرض کیا۔ حضرت جدی و مرشدی رح
نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہہ امر اعتقادی ہے۔ بانی دروازہ نے یہہ تین دروازے عام
خلایق کی آمد و شد کیلئے بنائے ہین۔ ماہ ربیع الاول مین جسقدر ہجوم ہوتا ہے اوس وقت
باوجود سہ گانہ دروازون کے کسقدر کشاکش ہوتی ہے۔ جب پتہر ایستادہ ہوگا تو کیسی تکلیف
و تکلف متصور ہے اون کا اسی طرح رہنا مناسب ہے۔ خاکسار نے ارشاد والا کو تسلیم کیا اور اپنے
ارادہ کو فسخ کیا۔ مگر طبیعت مین خیال بے ادبی کا باقی رہا۔ ایک روز بتائید الہی و توجہ موجبہ
حضرت ارشاد پناہی بعالم خواب یہہ واقعہ دیکھا کہ بالائے زینہ چبوترہ پر باہر کے جانب پشت

رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت حضرت سید الکملا شیخ محمد ترک نارنولی قدس سرہ کے حال فیض اشتمال
مین تحریر فرمائی ہے وہ یہہ ہے۔ نقل است کہ یکبار شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی را بادشاہ
باکراہ بجانب ٹھٹھہ روان ساختہ بود براہ نارنول متوجہ ٹھٹھہ بودند۔ چون یک کروہے نارنول
رسید از چوڈول فرود آمد و متوجہ مقبرہ شیخ محمد ترک شد درون روضہ سنگیست مقابل قبر
زمانے متوجہ بآن سنگ استادہ بود بعد ازان متوجہ قبر شیخ شد۔ چون از زیارت فارغ شد
پرسیدند کہ چہ سر بود کہ اول بسنگ متوجہ شدید و بعد ازان بقبر۔ فرمود زہے خدمتگارے کہ
خداوندگارش بخواہش او در خانہ او بیاید و او را سربلند سازد من روحانیت حضرت سید
کائنات را صلی اللہ علیہ وسلم بالای این سنگ حاضر دیدم تا آن دم کہ آن معنی بر من منکشوف بود
متوجہ آن سنگ بودم۔ چون آن معنی از بصیرت من غائب شد متوجہ تربت شیخ شدم۔ بعد ازان
شیخ نصیر الدین محمود سر در مراقبہ برد چون سر از مراقبہ برداشت فرمود ہر کرا مہمے صعب پیش آید
در این روضہ متوجہ گردد امید است کہ آن دشواری آسان گردد یکے از مصاحبان گفت کہ اکنون
خود شما را مشکلے پیش آمدہ است۔ فرمود از براے ہمین معنی مے گویم کہ دشواری مرا حق تعالی
ببرکت ایشان آسان گرداند دو سہ منزل از نارنول نگذشتہ بود کہ بادشاہ را واقعہ شد و شیخ
نصیر الدین محمود بدہلی بازگشت۔ آن سنگ در مقابل قبر او ہنوز ہست و مردم زیارت او میکنند

رحمۃ اللہ علیہ انتہی۔ اس حکایت سے بخوبی ظاہر ہے کہ جس مقام پر حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم کی روح پر فتوح کی زیارت سے اہل بصیرت مشرف ہوئے ہین وہ جگہہ آج تک ارباب
عقیدت کے لئے باعث احترام واکرام ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہین۔ اور بحسن ادب اسکو
معظم ومحترم جانتے ہین۔ علی ہذا القیاس بارگاہ عرش اشتباہ قدم مبارک بیرون شہر دہلی واقع
کوٹلہ فیروز شاہی ہین کہ جہان محمد امیر تحویلدار چینی خانہ شاہ عالمگیر نے تین دروازے حظیرہ اولیں

رہا ہے ہر ایک مسترشد اپنے اپنے مرشدین کرام کے تبرکات سے ہر امر دینی و دنیاوی میں حل مشکلات صعب میں متوسل رہے ہیں۔ کتب معتبرہ میں اس قسم کی حکایات اسقدر لکھی ہوئی ہیں کہ احاطہ اون کا موجب اطناب ہے۔ چند اقوال صلحاء و کملاء کے باب اخذ تبرک میں نقل کر کے ناظرین رسالۂ ہذا کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ انفاس العارفین میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے مرشد ارشد حضرت خلیفہ ابوالقاسم قدس سرہٗ کے حال فیض اشتمال میں لکھا ہے۔ خلاصہ حکایت یہہ ہے کہ حرمین شریفین میں ایک شخص کو اپنے بزرگوں سے جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کلاہ مبارک تبرکاً ملی تہی اور یہ شخص بہت مشہور و نامی تہا۔ ایک شب اس نے جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں یہہ ہماری کلاہ ابوالقاسم اکبرآبادی کو پہونچا دے۔ اس شخص نے بقصد امتحان حضرت ابوالقاسم کے ایک جبہ قیمتی خرید کیا اور اوس کلاہ مبارک کے ہمراہ لیکر خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجکو جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حضور سے حکم ہوا ہے کہ یہہ تبرک آپکو پہونچا دے یہ دونوں تبرک حضور کے ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ اوس شخص نے عرض کیا کہ آپ کو نعمت عظمی ملی ہے اس کے شکریہ میں روسا شہر کی دعوت کیجیے۔ آپنے فرمایا کل تم جبکہ جاہو دعوت کردینا میں کہانا پکواؤں گا۔ چنانچہ دوسرے روز کہانا پکواکر حضرت کا فاتحہ دیکر بہت لوگوں کو کہلایا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ آپ متوکل ہیں اسقدر کہانا کہاں سے پکوایا؟ آپنے فرمایا کہ جبہ کو فروخت کر کے۔ اوس شخص نے لوگوں سے کہا کہ میں نے انکو درویش کامل سمجہا تہا انہوں نے اس تبرک کی کچہ قدر نہ کی۔ آپنے فرمایا جو چیز تبرک تہی وہ ہمنے رکھ لی اور جو چیز امتحاناً تہی وہ فروخت کردی۔ وہ شخص آپ کے کشف صادق کا قائل ہوا اور اہل محفل سے واقعہ بیان کیا۔ سب نے کہا کہ الحمد للہ تبرک مستحق کو پہونچا۔ چنانچہ انفاس العارفین کی مفصل عبارت یہہ ہے :- ازانجملہ

دروازہ درمیانی سے کے حضرت مولانا علی القاری علیہ الرحمۃ من اللہ الباری تشریف فرما ہین
اور خاکسار حضرت موصوف کی خدمت مین حاضر ہے اور کچھ عرض کر رہا ہے۔ اسی اثنا مین
ایک شخص قدم فیض شیم کی زیارت کر کے دروازہ درمیانی سے باہر آیا۔ حضرت مولانا قدس سرہ
نے اوس کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھکر تین بار اس کلمہ کو فرمایا غیر مدعو۔ غیر مدعو۔ غیر مدعو پہر
خاکسار سے ہمکلام ہونے رہے۔ بعد تھوڑے عرصہ کے خود ہی جناب موصوف اسی دروازہ سے اندر
حظیرۂ شریف کو تشریف لیگئے۔ یہہ واقعہ دیکھکر خواب سے بیدار ہوا اور خیال کیا کہ فی الحقیقت یہہ
امر اعتقادی ہے۔ جو شخص حسن ادب اس دروازہ سے نگذرے اور فرط محبت سے تعظیماً طریق سلف
صالحین کو مرعی رکہے اوس کے لئے بہتر وانسب ہے ورنہ مختار ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ خاکسار تابع
حضرت جدی و مرشدی انار اللہ برہانہ و اقتداے اسلاف صالحین جس طرح یہہ حضرات امقام
فیض التیام کو مس کر کے اور سینہ و منہہ پر ہاتہہ پہیرتے ہوئے آستانہ مین تشریف لیجایا کرتے
تھے اسی طرح تعظیم کرتا ہوا جانب راست دروازہ سے آستانہ شریف مین حاضر ہوتا ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریف کو دیکھکر درود شریف پڑہنا

کتاب منتطاب مجمع البحار جلد ثالث کے خاتمہ فصل فی تعیین الاحادیث المشتہرہ مین لکھا ہے

وقد انتخب العلماء لمن رائی شئیًا من آثارہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلاصہ ترجمہ۔ علماء کے
نزدیک مستحب ہے درود شریف پڑہنا جس وقت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریف کو
دیکھے۔ چونکہ طریقہ اخذ تبرک کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے زمانہ ہدایت نشان سے قرناً بعد
قرن علی الاتصال چلا آتا ہے اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت
واتباع اقدام کی برکات سے اولیاء امت مین بھی الی یومنا ہذا یہی طریقہ ملحوظ و ماخوذ ہوتا

لکھتے ہین۔ ناگاہ از اسپ فرود آمد و بگوشہ شد و روبر خاک نہادہ و آن سیر سِن شیخ بردست گرفت
وگفت الٰہی تا آبروے حدا وند این خرقہ مارا برین کفار ظفر دہ کہ ہر چہ از غنیمت میگیرم بدرویشان دہم
ناگاہ از جانب کفار غدرے وظلمے بدید آمد تا ہمہ تیغ در یکدگر نہادند وقتل ہمیکردند و متفرق میشدند
تا لشکر اسلام ظفر یافت و آن شب محمود بخواب دید کہ شیخ گفت اے محمود آبروے خرقۂ ما بردی
بردرگاہِ حق کہ اگر دران ساعت درخواستے جملہ کفار را اسلام روزی گردے۔ ایضاً حضرت ابوالحسن
خرقانی قدس سرہ کی نعلین کی برکات کی نسبت لکھا ہے۔ نقل است کہ عضدالدولہ را یکے
وزیر بود در بغداد۔ اورا درد شکم برخاست اطبا را جمع کردند دران عاجز بماندند تا آخر نعلین شیخ
بشکم او فرو بیاوردند حق سبحانہ تعالیٰ شفا داد۔ انتہیٰ۔ از انجملہ کتاب خزینۃ الاصفیا میں
حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید رحمۃ اللہ علیہ کے حال مین لکھا ہے۔ در عہد سلطان غیاث الدین
بلبن در شہر دہلی امساک باران شد بادشاہ بخدمت شیخ ابوالمؤید التجاے دعا براے نزول باران
رحمتِ الٰہی نمود۔ شیخ بر منبر آمد و در اثناے دعا دست در آستین کرد و جامۂ خورد بیرون آورد و بسوے
آسمان دید کہ آن جامہ را جنبانید و چیزے زیر لب گفت فی الحال ابر پیدا شدہ باران بے انتہا
بارید۔ چون بمنزل خود آمد مولانا وجیہہ الدین کہ مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین و مصاحب وے بود
گفت کہ این جامہ کہ از آستین برآوردی و بسوے آسمان دیدی و جنبانیدی از چہ بود گفت
دامنے بود کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار بوالدۂ ماجدۂ من عطا فرمودہ بود از برکت او باران
رحمت نزول شد۔ ایضاً خزینۃ الاصفیا میں حضرت شاہ ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھا
ہے۔ در خانقاہ عالیجاہ حضرت شاہ چاہے است کہ خود تعمیر کنانیدہ بود چون درست شد آبش
شور برآمد۔ مریدان شکایت تلخی آب بحضور آنجناب بردند۔ اتفاقاً در آن وقت شخصے چند کاک
تبرک از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار بخدمت حاضر آورد۔ پس حضرت شاہ کاک ہاے مذکور را

آنست کہ در حرمین شخصے از آبا و اجداد خود معنعن کلاہ حضرت غوث الاعظم تبرک یافتہ بود و در آن
موضع محتشم و مشہور بود شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم را دید میفرمایند کہ این کلاہ را بابوالقاسم
اکبرآبادی برسان۔ و بیرادر خاطر آمد کہ تخصیص این عزیز لابد وجہے دارد لیقصد امتحان جبۂ قیمتی با آن
کلاہ منضم ساخت و بیرسان برسان بایشان آمد و گفت این ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم
است و مراد رخواب فرمودند کہ بابوالقاسم اکبرآبادی بدہ و پیش ایشان نہاد قبول نمودند
و بغایت مسرور گشتند۔ آن شخص گفت این تبرک نعمتے بس بزرگ است بشکرانہ آن طعامے وافر
مہیا کنید و رؤسا بلد را دعوت نمائید فرمودند فردا شما بیایید و ہر کرا در خواستہ باشید دعوت
کنید ما طعامے وافر خواہیم پخت۔ علی الصباح آن عزیز و رؤسا ہمہ آمدند و طعام وافر تناول کردند
و فاتحہ خواندند بعد از فراغ استفسار کردند کہ شما متوکل اید و اسباب ظاہری ندارید این قدر طعام
از کجا مہیا شدہ؟ فرمودند جبہ را فروختیم و حوائج خریدیم۔ آن عزیز فریاد برآورد کہ من این فقیر
را اہل دانستہ بودم زراقی برآمد۔ قدر این تبرک ہا نشناخت۔ ایشان فرمودند آہستہ باش آنچہ
تبرک بود نگاہ داشتیم و آنچہ تبرک نبود بل امتحان بود فروختیم و ضیافت شکرانہ بجا آوردیم
ازین قصہ متنبہ شد و باہمہ اہل مجلس حقیقت حال بیان کرد ہمہ گفتند الحمد للہ کہ تبرک بمستحق آن
رسید۔ ایضاً اسی کتاب میں آپ ہی کے حال میں لکھا ہے۔ شخصے را کلاہ عنایت نمودہ بود
وے در وقت محاربہ آنرا پوشیدہ ناگاہ تیرے بر آن کلاہ رسید پیکان او دو تا شد و نباد
انتہیٰ۔ ازانجملہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کتاب تذکرۃ الاولیاء میں حضرت ابوالحسن
خرقانی قدس سرہ کے حال میں لکھتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی جب حضرت شیخ موصوف
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے وقت رخصت کے اون کو اپنا کرتا عنایت فرمایا جب
سلطان محمود نے سومنات پر فوجکشی کی تو آثار شکست کے معلوم ہوئے۔ حسب تذکرۃ الا

کے حال میں لکھا ہے[1] - جب آپ حضرت سلطان نصیرالدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور چند روز رہے حضرت سلطان نصیرالدین علیہ الرحمۃ نے موسم سرما میں
حضرت شیخ بدرالدین قدس سرہ کو پا برہنہ دیکھکر اپنی پاپوش عطا فرما کر کہا اسکو پہنو آپنے
بڑے فخر سے اون کو لیکر ایک کلاہ بنوائی اور سر پر رکھی - حضرت نے پھر آپ کو جب پا برہنہ دیکھا
دریافت فرمایا آن کفش ہا را چہ کردید؟ آپنے فرمایا طاقیہ ساختہ بر سر نہادم - یہہ حکایت
بہت بڑی ہے مختصر یہاں نقل کی جاتی ہے - نقل است کہ چوں آن مخدوم غنی از علائق
دنیا ر دلی بہ آسن حال و نیکو فال فارغ البال گشت بعبادت ایزد متعال لایزال اشتغال
می ورزید و در صومعہ خاصہ خود بریاضت و مجاہدات شاقہ می گذرانید و آنچہ مشتغل از آباء
کرام و از جانب سلسلہ حضرت ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری قدس سرہ عن عن رسیدہ بود
بعنایت و فضل حضرت باری در عمل می آورد و صفائی ظاہری و باطنی بحصول پیوستہ روز بروز در
تحصیل ترقی و تزاید میکوشید و حسن عقیدہ قدر بحضرت چراغ دہلی در دل مضمر داشت آنرا می کوشید
چون انتظار و اضطرار از حد اصطبار افزود روزے با ولی نعمت خود التماس نمود کہ آنچہ نعمتہائے
موروثی از آباء و اجداد خود رسیدند بکار زانی شدند الحمد للہ علی ذلک و حالیاً درین دیار غلغلہ
بزرگوار خواجگان چشت و کمالیت حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین محمود اودہی چراغ دہلی
قدس سرہ کہ قطب الاقطاب این زمانند چند مدت اقامت نمودہ نعمت ہای خانوادہ چشتیہ
نیز حاصل وقت خود گردانم فرمود کہ این ارادت استرشاد ہر آئینہ میمون و مبارک باد حضرت
مخدوم شیخ بدرالدین قدس سرہ ہمدران نیت صادق و عزم واثق در دل مقرر نمود و نذر معین

[1] واضح ہو یہہ کتاب نواب حمزہ علیخان کے صاحبزادہ نواب علام نصیرالدین عرف نواب مُنّن صاحب
کے پاس موجود ہے اس فقیر نے اوس سے مستعار لیکر یہہ حکایت نقل کی ہے - ۱۲

بدسبب خود شکسته درچاه انداخت و فاتحه بخواند و فرمود که آب از چاه بکشید و بخورید چون کشیدند
و خوردند شیرین و سرد بود۔ ایضاً خزینۃ الاصفیاء میں حضرت سلطان نصیر الدین روشن چراغ
دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے۔ آنجناب بوقت رحلت وصیت فرمود که بوقت دفن
خرقۂ سلطان المشائخ بر سینۂ من اندازند و عصائے پیر دستگیر برابر من در قبر نہند و تسبیح حضرت
بسر انگشت شہادت من بپیچند و نعلین چوبی در آغوش من دارند۔ چنانچہ خدام ہمچنان
بعمل آوردند۔ ایضاً خزینۃ الاصفیاء میں حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے حال فیض اشتمال
میں لکھا ہے۔ منقول است که حضرت سلطان المشائخ فرمود که روزے بخدمت شیخ فرید الملۃ والدین
نشسته بودم دیدم که تارِ موئے از محاسن مبارک جدا شده در کنار شیخ افتاده است۔ عرض کردم
که سوالے دارم اگر جناب قبول فرمایند و عطا کنند فرمود که بگو عرض کردم که از ریش مبارک تارِ موئے
جدا شده است اگر فرمان باشد من آن را بگیرم و بجائے تعویذ نزد خود نگاه دارم۔ فرمود که بگیر من
آن تار را باعزاز تمام گرفتم و در جامۂ بپیچیدم و برابر خود در دہلی آوردم و از آن تار اثرہا دیدم که ہر رنجورے
و دردمندے که سابدے وا زمن تعویذ خواستے من ہمان موئے مبارک را بوے میدادم
وایشان سے بردند و چندروز نزد خود داشته شفائے یافتند۔ بعد شفا باز پس سے آوردند در ین
اثنا پسر تاج الدین ملتانی که از محبان ما بود بیمار شد و او ہمان تعویذ از من درخواست کرد من آن
موی مبارک را در طاقے نہاده بودم۔ ہرچند برائے دادن تاج الدین تلاش کردم نیافتم۔ آن دوست
نامراد برگشت و پسرِ وے در ہمان زحمت وفات یافت۔ بعد از چند روز دیگر دوستے بیامد و آن تعویذ
طلب کرد چون نگاه کردم در ہمان طاق نہاده بود یافتم و حوالہ وے کردم۔ از ین معلوم شد که حیات
پسر تاج الدین باقی نبود از ین سبب آن تعویذ را از نظر من پوشیده کرده بودند۔ انتہی +
از انجملہ کتاب فردوسیہ قدسیہ میں حضرت شاہ ولایت مخدوم شیخ بدر الدین بزناوی رحمۃ اللہ علیہ

وسزاوار آن کفش بزرگوار بود بهمان محل پوشیدم یعنی طاقیه ساخته بر سر نهادم چون آنجناب

ازین قدوهٔ طلاب چنین کمال ادب معائنه نمود دعاہاے فراوان ارزانی داشت وفرمود کہ

کار شما بکمالیت رسید وخرقهٔ خلافت پوشانید ولقب صاحب ولایت بخشید ازان روز

مشہور بحضرت مخدوم شیخ بدرالدین صاحب ولایت شد وآن کلاه سعادت پناه باعظمت

وکرامت تاامروز درمیان جامہاے بزرگواران بخانهٔ فرزندان آن مخدوم زمان باقی است وامید

تام از درگاه ملک علام آنست کہ تا قیام قیامت آن طاقیه متبرکہ ہمبران نہج بابرکات باقی وپاینده

باشد۔ انتہی۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وصیت نامہ مین لکھتے ہین

دو چادر رضائی کہ حضرت ایشان شہید رضی اللہ عنہ عنایت فرموده بودند دران تکفین نمایند

آن روایات فیض آیات سے بوجہ احسن ثابت ہے کہ تبرکات حضرات انبیاء علیہم السلام کے

ہون یا اولیاء کبار رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے اُن کی تعظیم وتکریم سلف صالحین سے ماثور ومنقول

ہے۔ ہر شخص ان کتب کو ملاحظہ کرکے یقین کرسکتا ہے۔ **راقم الحروف** ودیگر مریدان خاندان

نے جو حضرت جدی ومرشدی انار اللہ برہانہ وقدس اللہ سرہٗ کی تبرکات یعنی تبرک لعاب دہن

وکلاه مبارک وغیره کی تاثیر وفوائد بچشم خود دیکھے تھے اوراون کے متعلق جو واقعے گذرے

وه واقعات کتاب ریاض الانوار مین لکھدئے ہین تبصرةً للناظرین اس رسالہ مین بہی لکھے

جاتے ہین۔ راقم الحروف کی موجودگی مین ایک شخص درد چشم وضعف بصری پریشان جمعہ کو

مسجد شریف مین آیا اور بعد نماز جمعہ کے کہ اوس وقت تک اکثر حاضرین جماعت موجود تھے

حاضر خدمت ہوکر بہت تضرع والحاح سے عرض رسا ہوا کہ میری ضعف حالی پر نظر کرم فرمائیے۔

اور عین عنایت وچشم رحمت سے تھوڑا سا لعاب دہن عطا فرمائیے۔ اللہ تعالی حضور کی برکت

لعاب دہن سے مجھکو معذوری سے نجات دلوے۔ جناب والا نے ہضمًا للنفس اولًا انکار فرمایا

فرمود که همیشه بصحبت گرم کردن آب برای وضوی درویشان و هیزم افروزینه روزینه برای پختن
طعام ایشان بسر کرده بمطبخ آن صاحب نعمت رسانم و با آب طاهر برای طهارت ظاهر و غسل
صوفیان باهر سے کشیده باشم - چون بخدمت آن خواجه بنده نواز باچندین نیاز رسیده بقدمبوسی
مشرف شد آن عارف ربانی در حق این طالب سبحانی بعنایت مهربانی نمود بعده این راغب
رغائب الماس التفات نذر و نیت خود معروض داشت - فرمود که اینچنین مشقت ها و محنتها
مبتدیان را سے فرمایند ایشان عرض کردند که چون بنده نذر کرد بر ذمه واجب آید - امید
فرمان دارم و دستوری میخواهم پس بصحبت دلداری این مقبول باری اشارت بچشمه جاری ست
کرد که متصل بخانقاه آن ارشاد پناه بود فرمود و امر کرد که کوزه خاص مرا هم ازین همین پر کرده بیار
این قدر برای سقوط وجوب نذر کافی است - پس مخدوم این بقدر اذن سرمایه سرمدی
شناخته التزام آن خدمت نموده بدل و جان مداومت مے فرمود و در هوای گرما و سرما پای
برهنه سفیدریش کوزه بر سر - روزی بهمین هیئت بنظر کیمیا اثر رسید بعین عنایت و شفقت
بلا نهایت پرسید که اے بابا بدرالدین که از دنیای دنی بدین حد بیزار شده که نعلین و پاپوش
نیز در راه دین متین صرف کردید - ایشان از غلبه حیا سر فرو کردند - فرمان شد که پیشتر بیائید
قریب آمد پس یک جفت کفش خاصه بخشیده بعنایت بی نهایت مخصوص گردانیده فرمود که
هوای سرما غالب است و شما پیر کبیر در شیوه ریاضت ضعیف و نحیف شده اید این کفشها زیر پای
بپوشید - ایشان ابواب مفاخرت بر خود مفتوح دانسته از روی حسن ادب همدران روز آن کفشها
کلاه سعادت بیاه راست کنانیده روز آینده مهیا ساخته بر سر مبارک خود پوشیده زمین خدمت
بوسیدند - بعد از مدتی هم بر آن شکل سابق پای برهنه هنگام سرما بنظر خضر اثر درآمد باز فریب
طلبیده پرسید که آن کفشها را چه کردید؟ - عرض کردند که آن را در موضعی و عضوی که لایق

متذکرۂ سابق سے بوجہ حسن ظاہر ہو چکا ہے بہر دو نون محدثین معتبرین تصریح فرماتے
ہین کہ جو چیز آپکے نام مبارک و اسم سامی کی طرف منسوب ہو یا آپکا ہاتھ اوسکو پہونچا ہو
اوس کی تعظیم کرنی مقتضائے حسن ادب و طریقہ محبت سے ہے - یہی ایک وجہ ہے اس امر پر دال
ہے کہ تو بہ تو بہ اگر یہ قدم شریف واقع کوٹلہ فیروز شاہی صحیح و مستند بہی نہو صرف علمائے کرام کی
تحریر و تقریر سے آپ کی طرف منسوب و مشہور ہو گیا ہو تاہم مقرّان فضایل حضور سید العالمین
کو اس کی تعظیم و تکریم کرنی لازم ہوگی - اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے ہمارے ابناء جنس و برادران
اسلام کو کہ باوجود موجود ہونے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ کے اب بہی اگر معجزہ نقش قدم
اور خاص اس قدم شریف سے منکر ہین اور حاضرین بارگاہ عالی کو بالفاظ نا ملایم یعنی گور پرست
و سنگ پرست و خاص دربار شریف کو تہیر گڈہ کہین تو خدا حافظ ہے - حفظنا اللہ تعالیٰ
من اساءۃ الادب و وساوس الشیطان الرجیم - یہہ بہی واضح رہے کہ مقام موصوف کو تہیر گڈہ
کہنا سخت بے ادبی ہے اسلئے کہ بڑے بڑے محدث و اکابر دین کہ جن کے نام نامی و اسماء گرامی
درج اوراق کر چکے ہین مقام فیض التیام کو قدم رسول و قدم شریف و حرم محترم وغیرہ لکہتے چلے
آئے ہین جب سے یہ قدم مبارک دہلی مین رونق افروز ہوا سلاطین اسلام و امراء ذوی الاحترام
بحسن ادب و خلوص نیت تعظیم کرتے رہے اور یہان کی خدمتگذاری کو اپنا شرف و فخر
جانتے رہے - چنانچہ حوالجات سابقہ اسکے شاہد ہین - اگر کوئی مخالف اسلام و معاندین ایسا
کلمہ کہتا یا لکہتا تو کچہہ تعجب نتہا کہ وہ نفس رسالت کا منکر ہے تو تصدیق معجزہ کجا - بڑا
تعجب ہے صاحب ایمان مدعی علم سے کہ باوجود موجود ہونے بیّنات و ضحات و تصدیق کملاء
شریعت و طریقت کے ایسا سخت انکار کرے اور کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ معجزہ
ہی نہین ہوا اور خاص یہہ قدم شریف بالکل بے اصل ہے - الامان الامان الحفیظ الحفیظ -

بعدہٗ قدرے لعابِ دہن اوس کو عطا کیا - اوس خوش عقیدہ نے بہت شوق و محبت سے
اوس کو آنکھ مین لگایا - اللہ تعالیٰ نے بافضالہ اوس کو صحت بخشی - ازانجملہ شیخ قادربخش علی پوری
حضور والا کے مرید بیان کرتے تھے کہ ایکبار حضور پرنور قدس اللہ سرہٗ نے بشفقت والطاف
مربیانہ ارشاد فرمایا کہ قادربخش حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو ایک قمیص بحفظِ جان عطا فرمایا تھا یہہ فقیر اپنی کلاہ بحفظِ امان تمکو دیتا ہے
اس کو بہت حفاظت سے اپنے پاس رکھنا - حضور کے عطیہ کو اپنے سر و چشم پر رکھا اور ہر سفر و حضر
مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا - اتفاقاً کئی ماہ کے بعد پنجاب کا سفر پیش آیا اون دنون ہردوار کا میلہ
تھا - مسافرون کی ایسی کثرت تھی کہ گاڑی مین بہت تنگی سے بیٹھنا ہوا - جب ریل قریب
دریاے بیاس کے پہونچی واللہ اعلم کیا واقعہ ہوا کہ گاڑیان اولٹ گئین تمام سواریان صدمۂ
انقلاب سے سراسیمہ و پریشان ہوئین اور بہت زحمت اوٹھائی - بافضالہ تعالیٰ و توجہ حضرت مرشد
برحق و برکت تبرک کلاہ شریف کے خاکسار کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے ہاتھ پکڑکر گاڑی سے باہر
کھڑا کردیا کسی قسم کی زحمت و تکلیف خادم کو نہین پہونچی - خلاصۂ کلام و ملخص مرام یہہ ہے کہ معجزۂ
نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم محدثین و اہلِ سیر سے ثابت ہے - اور خاص یہہ
نقشِ قدم بیرونِ شہر دہلی واقع کوٹلہ فیروزشاہی بتصدیق اولیاء امت و تحقیق صلحاء دین
متین صحیح و مستند ہے اور تبرکات کی تعظیم خواہ وہ تبرکات اصلیہ ہون و یا مثالیہ یعنی
مماثل و مشابہہ تبرکات اصلیہ کے ہون اون کی تعظیم و توقیر و عظمت و اجلال سلف صالحین
و ارباب کمال سے ماثور و منقول ہے - حتیٰ اگر کوئی اثر آثار مبارک سے محض آپ کے نام پاک سے مشہور
ہو اوس کی تعظیم و تکریم بھی ارباب کمال و اہلِ علم سے ماثور ہے - چنانچہ حضرت مولانا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ زیارت مصطفویہ کی عبارت مصرحہ بالا و عبارت کتاب انفاس رحیمیہ

مقدسہ مین جہلاء کی قبایح دیکھی جاتی ہین۔ صلحا و معاصرین مستفیضین کے مقصود کے لیے وہ قبایح سدراہ نہین ہوسکتین۔ چنانچہ حکایات آیندہ اسکی شاہد حال ہین۔ سب کا ایک ہی حال نہین ہوتا جو بے محابا طعن و تشنیع کے مستحق ہون۔ **حکایت**۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر خورد مولانا شاہ محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہما مولوی[۱] حافظ سید محمد عبداللہ صاحب بلگرامی مرحوم جناب مولوی فضل حق خیرآبادی سے روایت کرتے تھے کہ ایک سال تاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول روز عرس قدم مبارک کہ جو محلہ نبی کریم منجملات شہر دہلی مین واقع ہے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی وقت شب زیارت قدم مبارک کے لیے تشریف لے گئے اور مولوی فضل حق صاحب موصوف غفر اللہ تعالیٰ لہ تلمیذ رشید جناب مولانا صاحب ممدوح کے اون کی ہمراہ تھے۔ وہان فرش زیرین پر جہان چند مقابر جانب جنوب مسجد واقع ہین مجلس رقص و سرود منعقد تھی اور تماشائیون کا اسقدر ہجوم تھا کہ راہ حظیرہ قدم مبارک کی بالکل مسدود تھی۔ حضرت مولانا موصوف بلا لحاظ خلاف شرع ہونے مجلس مذکور کے آدمیون کو متفرق کرتے ہوئے بیباکانہ حظیرۂ قدم شریف تک چلے گئے۔ یہ امر مولوی فضل حق صاحب کو بدرجۂ اتم ناگوار ہوا لیکن پاس ادب استاد اس بارہ مین کچھ عرض کرنے کو مانع ہوا۔ الحاصل مولینا شاہ عبدالقادر صاحب وہان کچھ عرصہ تک مراقب رہے۔ بعد ازان وہان سے معاودت فرمائی و عند المراجعت پھر بطور اول تماشائیون کو متفرق کرتے ہوئے چلے آئے۔ مولوی فضل حق صاحب کو کہ طالب علم نوجوان تھے پھر جوش آیا لیکن ضبط کیا۔ آخر الامر تھوڑی دور چلنے کے بعد اون سے ضبط نہ ہوسکا اور جناب مولانا صاحب کی خدمت شریف مین عرض کیا

[۱] واضح ہو کہ مولوی حافظ سید محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلگرامی مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی کے شاگرد ہین اور حضور پر نور جدی و مرشدی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ ہین مولوی شاہ محمد صادق صاحب کا جو دری بلکہ حضور جدی و مرشدی کے مرید و خلیفہ و برادر طریقت مولوی صاحب مرحوم ہین اون سے مرحوم نے یہ حکایت دستخط خاص سے لکھکر خاکسار راقم کو بذریعہ خط کے بھیجی تھی بلا حفظ ناظرین رسالہ راقم نے لکھدی ہے ۱۲

مخلصین ائمہ دین کے احوال کو دیکھو کہ محض نام پاک کی نسبت کی وجہ سے کیا کیا تعظیم کرتے
تھے - حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عمارات قدیمہ مدینہ مطہرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے
تھے کہ شاید حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسکو چھوا ہو جیسا کہ
انفاس رحیمیہ کی عبارت سے واضح ہے - چہ جائیکہ یہہ تبرک متبرک قدم شریف کہ جسکو ہزارہا
اکابر شریعت و طریقت نے صحیح تسلیم کیا اور فیضیاب ہوئے متبعین اقدام کے لئے کیونکر
واجب التعظیم نہ ہووے اور چند اشخاص لا یعلم کے امتناع سے صدق معجزہ سے کس طرح
انحراف کیا جائے - بیشک و شبہہ و بلا ارتیاب یہہ قدم شریف صحیح ہے اور یہان حاضر ہونا
اور حسن اعتقاد استشفاع و توسل چاہنا اور آپ قدم مبارک کو متبرک سمجھنا موجب سعادت ہے
ہان حرام خلاف شرع ہین مثل رقص و سرود و ارتکاب فواحش و پنکہا چڑھانا و آب یا شیشہ
مکینہ حرام حوض قدم شریف مین ڈلوانا و یا اس سے سبیل لگانی و دیگر فواحش و محرمات کا
ارتکاب ان سب باتون کا مٹانا اور موقوف کرا دینا بلا خلاف مزید بران حسنات ہے حضرت
جدی و مرشدی انار اللہ برہانہ و حضرت والدی ماجدی مولانا محمد فرید الدین شہید قدس سرہ
ان باتون کو ہمیشہ منع فرماتے تھے - راقم الحروف بارہوین ربیع الاول شریف کو بعد بیان
اسناد قدم مبارک و اتخاذ عظمت و جلال کے علی الاعلان ارتکاب فواحش و محرمات سے
منع کیا کرتا ہے اور قرآن مجید غلط پڑہنے کو اور مدائح و مناقب مین الفاظ بیمعنی و خلاف شرع
شریف کو برابر روکتا ہے - الحمد للہ علی احسانہ بہ نسبت زمانہ سابق کے اب بہت کمی ہے
بمقتضائے الدین النصیحۃ سوائے اظہار حق کے جہلا و عوام کالانعام سے مقابلہ نہین
کیا جا سکتا - مگر جہلا کے افعال شنایع و فواحش کی وجہ سے مقام موصوف و معظم کی بے تعظیمی
اور حاضرین اہل خلوص کو سب و شتم کیون کیا جاوے - صدہا مقامات متبرکہ و مشاہد و معابد

ہین سو ایک مداری فقیر نے میری طرف تیز نظر سے دیکھا اور کہا کہ ؎ خاکساران جہان را
بحقارت منگر ٭ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔ ایضا مولانا محمد انوار الحق صاحب وام مجدہ
نے کوہ آبو سے یہہ حکایت حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی کتاب مناقب احمدیہ
ومقامات سعیدیہ سے نقل کرکے خاکسار کے پاس بھیجی ہی جو نکہ وہ حکایت موجب عبرت تہی مناسب
وقت جانکر نقل کردی۔ نقل از صفحہ ۱۶۹ یکصد وشصت ونہہ کتاب مناقب احمدیہ مقامات
سعیدیہ دراحوال حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تالیف مولوی محمد مظہر
صاحبزادہ اصغر حضرت الیشان علیہما الرحمۃ مطبوعہ مطبع اکمل المطابع دہلی مولفہ ۱۲۷۷ھ ہجری
یکہزار ودوصد وہفتاد وہفت ہجری۔ از باب ششم دربیان کرامات ومکشوفات وخوارق
وعادات حضرت شاہ احمد سعید موصوف علیہ الرحمۃ بالفاظ مندرجہ کتاب مکاشفہ۔ میفرمودند
کہ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ بزائرین خود التفاتہا ہست وبفقیر
کمال خصوصیت دارند کہ یکسے آن مشاہدہ نمی گردد۔ مکاشفہ میفرمودند کہ یکبار وقت شب
بجہت زیارت ایشان رفتم۔ چونکہ شب عرس ایشان بود گفتم درین شب مردم شور وغوغا
قریب مزار ایشان بسیار میکنند پس درشب مستریح نخواہم شد ازراہ متوجہ مزار حضرت سید نور محمد
وبدایونی پیر حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہما شدم ومدتے آنجا استراحت کردہ آخر شب
بعد نماز تہجد بر مزار پر انوار ایشان حاضر گردیدم وتحیۃ وسلام وآداب ادا نمودم۔ ایشان از من
روی مبارک خویش گردانیدند سہ بار ہمچنان شد۔ آخر عرض نمودم کہ چہ قصور شد۔ فرمودند کہ شما
بجہت زیارت من میامدید بمزار سید صاحب بروید۔ عرض نمودم کہ سید صاحب ہم مرید جناب اند ومعذرت
وتضرع بسیار کردم۔ آخر قبول فرمودند ولطفہائے زائد از سابق بمدول داشتند۔ انتہی بلفظہ
ناظرین باتمکین حکایات مصرحہ بالا کو بغور وبنظر انصاف ملاحظہ فرماوین۔ یہہ حضرات موصوفین کیسے

کہ مولوی صاحب آپ کو کیا ضرور تھا ان امور خلاف شرع ہووین وہان آپ تشریف لیجاوین - یہہ کلام

سُنتے ہی حضرت مولانا ممدوح کا چہرۂ مبارک بوجہ غیظ وغصہ کے سُرخ ہوگیا اور اوسکی طرف

پہر کر فرمایا کہ بیسیکر اعمال کا حساب آپ سے نہ لیا جاویگا اور بعد فرو ہونے غصہ کے ارشاد فرمایا

کہ ہندوستان مین تین حضرات ایسے گذرے ہین کہ اون کا فیض جس طرح حین حیات جاری تھا

ویسا ہی بعد ممات بہی جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہیگا - اوّل حضرت خواجہ معین الدین

چشتی قدس اللہ سرہ العزیز - دوم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نور اللہ مضجعہ -

سوم - حضرت شاہ عبدالحق ردولوی نور اللہ مرقدہ - اور اس فدم شریف کا فیض ان تینون

حضرات سے زیادہ ہے - واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب - انتہیٰ - فقط

بیہہ حکایت مولوی محمد انوار الحق صاحب نے عنایت فرمائی تہی

مولوی حافظ سید اکبر علی صاحب بخاری مغفور اولاد حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس اللہ

سرہٗ ہمشیرزادہ مفتی محمد اکرام الدین خان دہلوی مرحوم نے بیان کیا کہ مین مع دوسرے

ہمراہیان کے بارہوین تاریخ ماہ ربیع الاول کے درگاہ شریف مین حاضر ہونے کو جاتے تھے دروازۂ

درگاہ شریف پر کثرت وازدحام خلایق کے علاوہ مداری فقراء بہی چند تن کہڑے ہوئے جیسا

اون کا معمول ہے دھمال کر رہے تھے کہ وہ ہجوم اور اون فقراء کے کودنے اور دھمال کرنے سے

اور بہی مجال آمد و رفت تنگ تہی - بمشکل چار چار اونگل قدم بڑھا کے چلتے تھے - اوس وقت

مین نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ بیہہ کیا حرکت ناموزون کو دیکہی ان فقراء نے درگاہ شریف کے

دروازے پر اختیار کی ہے - نہ بیہہ رسم شریعت ہے نہ معمول طریقت - بیفائدہ کودنے سے اور بہی

زیادہ راہ آمد و رفت کو مزاحم ہو رہے ہین - جب اور آگے بڑھا اور قریب فقراء کے پہونچا تو اون

پاک کسی جگہہ خاص کی نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوس خاک پاک پر تشریف فرما ہوے ہون وبا کوئی اور وجہ تعظیم وہان کے لیے پائی جاتی ہو بلکہ مطلق خاک مدینہ طیبہ کو ردی اور نکمی کہنے والے کے لیے تیس درے مارنیکا حکم فرماتے ہین۔ حضرت قاضی عیاض کتاب شفا فصل وس اعظامہ واکبارہ مین افادہ فرماتی ہین وقد افتی مالک فمن قال تربۃ المدینۃ ردیۃ یضرب بلاثین درۃ وامر بحبسہ۔ انتہیٰ۔ **خلاصہ ترجمہ** حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے جو شخص مدینہ مطہرہ کی خاک پاک کو ردی ونکمی کہے اوسکو تیس درے مارو اور قید کرو۔ محض خاک پاک کو ردی کہنے کی یہہ سزا ہے۔ ایسی جگہ کہ جہان حضور کا اصلی تبرک نفس قدم شریف کہ جس کی تصحیح وتنقیح عند الکملا مُسلّم ہوچکی ہو اس مقام مبارک کو پتھر گڈہ کہنا وبدہ ودانستہ حق پوشی وناحق کوشی کرکے خلق خدا مقران فضل حضرت سرور عالم وسید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ راست سے منحرف کرنا گویا اپنے آپکو وبال بے درمان مین مبتلا کرنا ہے اور مصداق خسر الدنیا والآخرۃ کا ہونا ہے۔ اللہ جلشانہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے توفیق رفیق نصیب کرے اور بزرگان اُلو العزم وائمۂ دین متین کی اتباع واقتدا عطا فرماوے وما علینا الا البلاغ المبین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم و آخر کلامنا وختم مرامنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سید الانبیاء وسید نا محمد وآلہ واصحابہ واہل بیتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

آمین آمین آمین۔ فقط

رقمہ بقلمہ احقر الطلبہ محمد عمر الملقب بشاہ سراج الحق عفی عنہ وتاب علیہ

تحریر تاریخ بست ودوم ۲۲ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ

ذی رتبہ متبع شریعت وطریقت تھے۔ ان حضرات نے باوجود موجود ہونے تواحش وقبائح کے مقام مقدس کی حاضری وقت معہودہ کو موقوف وترک نہیں کیا اور اپنے شاگرد رشید مولوی محمد فضل حق صاحب جیسے عالم کو کن الفاظ واجب الاتعاظ سے تنبیہہ فرمائی گویا اس قدم مبارک کی صحت واصلیت کا اسقدر وثوق تھا کہ وقت خاص حصول فیوض وبرکات کی ایسی توقع بلکہ تیقن حاصل تہا کہ اورکسی وقت پر مزید برآن متصور نہوا۔ اور حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی حکایت فیض آیت تو بہت ہی عبرت خیز ہے کہ اولیا کاملین کو بحال زائرین علی الخصوص بحال اہل بصیرت اسقدر وقوف ہوتا ہے کہ بادنے تغیر نیت کیسے ناخوش ہوئے کہ شاہ صاحب کو معذرت کرنی پڑی اور پہر بعد عذر ومعذرت وعفو تقصیر کے ایسا الطاف وکرم مبذول فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود اسکے مقر ہین حق ہے نزدیکان رابیش بود حیرانی اس تنبیہہ مین گویا طالبان صادق کو ترغیب فرمائی کہ حاضرین باخلوص قبائح وشنائع کی جانب متوجہ نہون اور ما ہو المقصود کی طرف سرگرم رہین سبحان اللہ وبحمدہ نعم الطالب ونعم المطلوب فی الواقع عاشقان حضرت رسول کریم محبان اولیاء کرام ایسے ہی پختہ وقوی خیال ہوتے ہین کہ اون کے لئے فواحش وقبائح سدراہ وحاجب ومانع نہین ہوسکتے۔ یقین کامل ہے کہ اگر متبعین اقدام اسی اتباع وخلوص سے اون کے افعال حسنہ کی اقتدا کرین گے تو ضرور فائز المرام وکامیاب ہونگے۔ رزقنا اللہ اتباعہم وافاض علینا برکاتہم والی ارجعہم۔ آمدم برسر سخن بالجملہ مقام موصوف ومنعوت کو بتکدہ اور حاضرین باعقیدت کو سنگ پرست کہنا سوائے نفسانیت وتعصب کے اور کوئی امر نہین۔ دیکہو ائمہ دین متین کے آداب وعظمت کو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ مطہرہ کی خاک پاک کی بے ادبی کرنیوالے کو درّے مارنیکا حکم فرمایا ہے۔ وہ خاک

مقتفیان آثار سلف صالحین اور مقتدیان اطوار اکابرین کو نوید تازہ ہے اور بشارت بے اندازہ

کہ یہ رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ متضمن بیان ثبوت صدور معجزہ نقش قدم و ظہور اثر اصابع

مبارک حضرت رسول اکرم سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مع دیگر آثار متبرکہ اور بالخصوص

تحقیق و توثیق آستانہ قدم شریف واقع دہلی اور مشتمل بر وجوب تعظیم و تکریم و آداب زیارت

بطریق حضرات علماء و عظماء امت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نور افزاے بصارت اہل الیقین ہوا

الحمد للہ تعالیٰ کہ جناب مولف رسالہ جامع الاوصاف والمناقب حائز العفائل والمواہب

نخبۃ الکملاء عمدۃ العرفا سند الاصفیا سید الاتقیا زین العلماء الکرام اسوۃ الفضلاء العظام

الحبر القمقام والبحر الطمطام بقیۃ السلف حجۃ الخلف العالم العامل الکامل الفاضل حضرت مولانا

وسیدنا المولوی شاہ محمد سراج الحق المعروف حافظ محمد عمر صاحب دہلوی قادری سلمہم اللہ

تعالیٰ وابقاہم علیٰ رؤس المسترشدین والمستفیدین نے بکمال سعی جمیل و کوشش بلیغ اس گرامی تالیف

میں بسیی کا میابی حاصل فرمائی ہے کہ بعد مطالعہ اس صحیفہ شریفہ کے تصدیق و تیقن معجزہ نقش قدم

مبارک میں کوئی حالت انتظار اور سوا مکابر کے کسیکو مجال انکار نہیں رہی۔ حق یہ ہے کہ جمع

و تالیف اس رسالہ نفیسہ کی باین جامعیت و استیعاب دلائل و اقاویل محدثین و محققین ایک کرامت

ہے جس کا ظہور حضرت مولانا مولف کے دست و قلم سے ہوا

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید	دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

فللہ درہ و علی اللہ اجرہ جزاہ اللہ تعالیٰ عن المسلمین فی الدارین احسن الجزاء بحق الحق واہلہ اجمعین

آمین

کتبہ العبد الفقیر الفانی محمد انوار الحق الدہلوی القادری تاب اللہ علیہ و غفر لہ ولوالدیہ ضحوۃ یوم السبت

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

تقریظ کتاب ہٰذا

از ارشاد فیض بنیاد اکرم العلماء اعظم الفضلاء جناب مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہ خلف الصدق حضرت قدوۃ الکملاء مولانا مولوی محمد کریم اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ

باسمہ سبحانہ اما بعد فانی نظرت فی ھذہ الرسالۃ النافعۃ والعجالۃ الرائقۃ فوجدتھا تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی الاستقامۃ والسداد وبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب وویلا لمن لم یجد ھا حاملا وواحسرۃ علی من لم یجد منہا سبیلا وجزی اللہ عنا مؤلفہا جزاء موفورا وجعل سعیہ مشکورا ۔ نمقہ العبد محمد یعقوب عفا اللہ عنہ الذنوب فقط

از حضرت عالم عامل فاضل کامل فقید النظیر عدیم المثال محقق لاثانی مصنف تفسیر حقانی مولانا واستاذنا جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی ۔ اما بعد فانی نظرت فی ھذہ العجالۃ النافعۃ والرسالۃ الشافیۃ فوجدتہا مشحونۃ بجواھر التحقیق ولاولی الالباب فیہا ذکری فللہ در المصنف حیث احاد فیما افاد والعجب کل العجب من قوم ینظرون الآیات والمعجزات ثم یکفرون بہا واثر قدم النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاحجار لیس ببعید من کلام الاحجار والاشجار واما ثبوت القدم الشریف علی الحجر الذی ھو فی الدھلی بزار ویتبرک بہ فلیس بمخفی علی اھل التحقیق کما اثبتہ المصنف فی المخفی لطریق انیق جزاہ اللہ جزاء موفورا وجعل سعیہ مشکورا ۔ ابو محمد عبد الحق ۔ ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۹ھ

از جناب مستطاب مقبول رب الارباب مقتدائے اولی الالباب مظہر فیض مطلق حضرت مولوی محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ از اولاد امجاد حضرت اسوۃ المحققین زبدۃ الموفقین مولانا محمد عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ وافاض علینا فیضانہ

ھو الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدا ومصلیا ومسلما ۔ وانی اشرف بالنفس ۔ بسم سری طاب عیس

قطعہ تاریخ طبع

از ہیچمیرز و ہیچمدان عاصی بینی محمد محسن عفی عنہ مقیم شہر میرٹھ کاتب رسالہ ہذا
و مرید حضرت مرشدنا و مولٰنا جناب مولوی حافظ محمد عمر صاحب الملقب بہ شاہ سراج الحق
قادری دہلوی ادام اللہ فیوضہم

قبلہ و کعبۂ دین شاہ سراج الحق نے — کیا ہی نایاب رسالہ یہہ کیا ہے تالیف
احمدِ پاک کے ہے نقشِ قدم کا اثبات — کیون نہ مقبولِ خلائق ہو یہ تصنیف لطیف
سب بیانات مدلل ہین تو اسناد قوی — کل روایات صحیحہ ہین نہین کوئی ضعیف
خوبیان اس کی بیان کیا ہون قلم ہے قاصر — اسکے اوصاف مین ہے گنگ زبانِ تعریف

لکھیئے اب بے سرِ وسواس یہ محسن تاریخ
ہے یہہ نقشِ قدمِ پاکِ نبی کی توصیف

۱۹ ہجری ۱۳

تمت

كتبه محمد محسن عفی عنہ مقیم شہر میرٹھ

۱۲ - جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

اعلان

ناظرین! شائقین کو مژدہ ہو کہ در بیولا کتاب مستطاب لاجواب یعنی رسالہ فیض مقالہ

باثبات صحت و اصلیت قدم شریف شہر دہلی واقعہ کوٹلہ فیروز شاہ مدلل بدلائل قاطعہ محکمہ

ج [illegible] من تصنیف انیف حضرت مولانا و مقتدانا و ہادینا الی صراط مستقیم

اعنی حافظ شاہ محمد [illegible] احسن الملقب شاہ سراج الحق قادری دہلوی دامت شموس افادتہ

و افاضتہ لامعۃ ابن حضرت [illegible] و بقیۃ الخلف سلطان الواعظین شہید فی سبیل اللہ

جناب مولانا حافظ و قاری کتاب اللہ مو [illegible] ید الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

و سجادہ نشین حضرت قدوۃ العرفا زبدۃ الکبریٰ مغفرت [illegible] گاہ احد حضرت مولانا و مرشدنا حافظ

شاہ محمد عبدالعزیز صاحب الملقب شاہ مقبول احمد قادری [illegible] انار اللہ برہانہ۔ شہر دہلی۔

مطبع خادم الاسلام میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ فی الواقع متا [illegible] سلاست عبارت و صحت

و صدق حکایات و تحقیق حق و تصریح و توثیق موافق مذہب [illegible] نیہ اہل حق ببراہین ساطعہ

و حجج لامعہ حضرت مؤلف مدّ ظلّہ کے کمال و رفعت شان و سعت نظر [illegible] پر دال ہے الحق ذلک

فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

المشتہر محمود [illegible] قادری منصرم مطبع [illegible] دم الاسلام دہلی

خادم خاص خاندان [illegible]